صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		مزہ	مژہ
		سلایئے	سہلایئے
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی
۲۶۹	۱۰	یہ	بہ
۲۷۴	۱۱	تباہ	بناہ
۲۷۵	۴	طروے	طرے
"	۱۹	کم	گم
۲۷۹	۱۲	ہیں	ہین
"	۱۶	روزن	روزون
۲۸۰	۶	ہوساقی	ہواساقی
"	۱۸	ہوہین	ہون ہین
۲۸۲	۱۴	جدید	حدید
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی
۳۰۵۵	۲	جبل	جھیل
"	۳	گیا	کیا
۱۸۸	۶	بردئی	ردی
۱۹۱	۳	ذفن مہ	دینے
			چکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۱۹	سخنگوئی	سُختگوئی
۳۲۹	۱۲	گردراہ	گرد درراہ
۳۳۹	۷	دل کوہ پرجانگاہ	دل پرکوہ جانکاہ
۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۳۶۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائیگی
۳۶۶	۶	ببین	بین
"	۱۰	زبرببین	زبروبین
۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجالا
۳۷۸	۹	کرد	گرد
"	[illegible]	مژہ	مژدہ
۳۸۰	۱۳	واہ تاثیر	واہ ری تا…
۳۸۶	۳	بیٹی	بیٹھی
۳۹۴	۲	صد	صدا
۳۹۶	۷	فصل	فضل
۴۰۶	۱۲	ہی	ہی
۴۱۴	۱۱	کجاوسط	یہ کجاو…

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاکر	کیمیاگر	۱۲۲	۱	کرتاکیا	کرتاہرکہ
۲۰۸	۱۲	چُھریون	چُھریون	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۰۱	۹	آنگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہرایک	ہراک	۲۳۰	۴	رودکاوٹ	رکاوٹ
〃	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۱	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	اننٹن	اینٹین
〃	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپایئے
۲۱۱	۱۱	آئینہ	آئنہ	۲۴۲	۱۲	تشنہ ر	نشنہ
۲۱	۱	بکئے	بکیے	۲۴۳	۱۲	گُلے	گلے
〃	۱۷	گلگیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
〃	۱۵	تاریکئی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای	۲۵۰	۱	جاے	جائے
〃	۸	آئے	آئی	۲۵۲	۱۶	روی	روئی
〃	۱۳	بناہون	بنا ہون	۲۵۵	۱۲	گھل	گھُل
۲۱۵	۱۶	آمن	آہین	۱۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعئی	واقعی	〃	۱۷	یہ	ہے
〃	۸	الغیاث الغیاث الفراق الفراق	الغیاث الغیاث و الفراق والفراق	۲۵۸	۵	کردن	
				۲۶۲	۱۴	ابھی	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے
۱۵۶	۱۱	کل	گل
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ
〃	۱۲	بہر	پھیر
۱۶۵	۴	کندہکر	گندہکر
۱۶۷	۱۰	مُنھ کاجل	مُنھ پہ کاجل
۱۷۱	۴	تنگے	تنکے
۱۷۴	۸	بدور	بدوور
۱۷۷	۱۱	گھرٹک	گھرک
〃	۱۵	لکھے مٹائین	لکھے کو مٹائین
۱۸۰	۱۹	وماتھے	جوماتھے
۱۸۲	۳	توطے	توتے
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیگی
〃	۱۸	دگین	ڈگین
۱۸۸	۶	ہٹرکے نہ	ہٹر کے کہ نہ
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن
۱۹۱	۱۳	گرمُی	گرمی
〃	۱۶	مین	ہین
۱۹۵	۶	تیر کے	پیر کے
〃	۱۲	کہاے گا	کہائیے گا
〃	۱۴	تیرا	ترا
〃	۱۹	نگہت	نکہت
۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابرو
۱۹۷	۵	ہنسئے	ہنسیے
۱۹۸	۲	کاتبین	کاتبین
۱۹۹	۱	تاریکیُ	تاریکی
۲۰۰	۱۷	چھپائے	چھپائیے
۲۰۱	۳	خداخداخداکر	خداخداخداکر
۲۰۳	۳	چندرور	چندروز
〃	۷	کعبہُو	کعبہُو
۲۰۵	۸	انکڑنا	اکڑنا
〃	۱۰	زلف پہ	زلف پر
۲۰۶	۶	مرنےبھی	مرنے پہ بھی
۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑایا	۱۳۴	۲	سبنہلا	سبنہالا
۱۰۹	۱۶	گذنگ	گزنگ	"	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۱۲	۲	گہیون	کہیون	۱۳۶	۸	پوسنچے	پونہچے
۱۱۳	۱	نکلتے	نکلتے	۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہانمین
۱۱۸	۷	الآمان	الامان	"	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اونچے	اونچی	۱۴۲	۲	اگہہ	آنکہ
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا	"	۱۸	ومین	وہین
۱۲۵	۲	آب	آپ	۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
"	۹	جریدہین	جریدتین	۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
۱۲۶	۹	کہپا	کہبا	"	۸	رہانرہا	رہایانرہا
۱۲۷	۳	بکڑکر	بگڑکر	۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
"	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا	۱۴۹	۶	آگے	آکے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہوتا ہوتا	"	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۳۰	۲	ایدہر	ادہر	۱۵۰	۱	مین	ہین
"	۳	ہوامین	ہوائین	۱۵۴	۷	ڈریڑے	ڈڑیڑے
"	۴	اوڑتا	اوڑاتا	"	۷	رکتی ہی	رکتے ہین
"	۱۶	نرہا	بڑہا	"	۸	ٹہیرے کی	ٹہرنگی
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا	"	۱۳	انٹہلاکے	اٹہلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہین	کملین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ ہین جابجا
۶۹	۴	ہواسے	ہوائی	۹۶	۱۶	نسے	نسیسے
۷۰	۱۵	داوا	دہاوا	۱۰۰	〃	جبریل	جبرئیل
〃	۱۸	وگزر	وہ گزر	〃	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	وپہنکی	وہ پہنکی	۱۰۱	۸	جلِ جلالہ	جلّ جلالہ
〃	۱۶	گہن گئے	گہن گہن گئے	〃	۱۱	جبرئیل	جبریل
۷۲	۱۶	ہواکبار	ہوااکبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے گا
〃	〃	سیٹوابو	سیٹوایو	〃	۱۹	کہپا	کہیا
۷۳	۴	بڑہی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تدرو
〃	۵	جڑی اودہے	جڑی ہی	۱۰۴	۶	گرمیٔ	گرمیِ
۷۴	۴	جوہووہ ہو	ہونا ہو جو ہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خداپنی	〃	۱۳	جو یہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	یہ اپنی	پراپنی	〃	۱۹	مزہ	مژہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	پنیترے	پہیترے
۸۴	۲	ٹن	بن	〃	۱۴	جکنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	〃	۱۵	اوڑتا	اوڑاتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابروموے	ابروموے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنوںکا	بنوںگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ	۴۵	۲	ٹُبّذا	حُبّذا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۴۷	۹	پیپہے	پپیہے
۳۰	۷	بڑبڑارہا ہے	بڑبڑارہاہی	۵۱	۵	کلنک	کلنگ
۳۲	۳	گمک	گُنگ	۵۲	۱۷	ٹیٹیان	ٹٹیان
۳۲	۹	بچتیا	بجتیا	۵۳	۳	ہمارا نکے	ہماری کے
〃	۱۲	کلنک	کلنگ	〃	۱۶	پیٹ پر	پر پیٹ
〃	۱۷	سیہ	سِنہ	۵۴	۶	بناتی	نباتی
۳۳	۱۷	مینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جبرئیل	جبریل
〃	۱۹	لکّھا	لکھا	〃	۱۸	ہوگئے	ہوہوگئے
۳۵	۱۵	کنیا	کمیا	۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
〃	۱۹	زنلبیل	زنبیل	〃	۱۲	بیٹھہ	بیٹ
۳۶	۹	بھرے	بہرے	〃	۱۶	جیم	جیم
۳۷	۶	آیکنہ	آئنہ	〃	۱۷	سواردن	سوارادن
۴۱	۳	〃	〃	۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۴۳	۹	دردشت	زردشت	۶۲	۱	میٹھی	مُٹھی
۴۴	۲	کُملاے	کھلاے	۶۵	۴	اوسپہ	اوسپر
〃	۳	جبہا	جِبہا	۶۸	۱	بیٹش	بتیش
〃	۱۷	بھلا	بھسلا	〃	۱۲	ساقئی	ساقی

صحت نامہ کلیات قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		قَدَرَاً	قَدْرًاً	۱۵	۱	بٹالن	بٹالن
۲	۲	خَلَف	خَلْف	۱۷	۱۹	جھل	جہل
۳	۱۴	اکسترا	اکسٹرا	۲۰	۴	جوڑ	جور
۴	۸	کلجک	کلجگ	۲۱	۸	گہی	کہی
۵	۲	تربنی	تربینی	۲۲	۱۱	پکھل	پگھل
۶	۲	کینںک	کینگ	″	۱۴	جڑاؤ	چڑھاؤ
۳	۲	جبرئیل	جبریل	۲۳	۸	سبوو	سبوی و
″	″	جابر	جابر	″	۱۶	گمک	کمک
۳	۱۲	دالجنۃ	والجنۃ	۲۴	۱۹	تبتنی	ہتبنی
۴	۱۵	ہرایک	ہراک	۲۵	۱	بجھادون	بجھادون
۵	۱۶	اِلا علے	الاعلے	″	۱۶	لکھ	گکھ
۸	۱۶	توتے	تونے	۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
″	۱۹	ڈوڑے للہ	دوڑیے للہ	″	۱۹	″	″
۱۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	۲۷	۹	خوُد	خود
″	۱۶	لکونین	لکوّنین	″	۱۰	بجھورڈنکا	نچھوڑڈنگا
″	۱۷	چلتی	جلتی	۲۸	۷	نہے	تھے
۱۴	۱۸	لگائین	لگائے	″	۱۳	نشار	نشاہ

اسی صورت پہ تمہین ناز تھا لاحول و لا
ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا

۲۹

سچ ہے ہمنے تو کوئی کا ہیکو ایسا دیکھا
بدر شرمائیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے لے نہ اُڑین مثل سلیمان تمکو

قدر بس اب بناؤ اُنہین انسان بنو
اُسطرف دھیان کرو اپنی طرف دھیان کرو

۳۰

اتنا پریون کو جلاتے نہین دیوانے ہو
بات رہجائیگی اللہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ نکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یارب بختون کو میری خامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے

سینے واسوخت ہو تمامی مقبول
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ع

تمت بالخیر

۲۴

بات کہنے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو
آنکھین ملتی نہین پر آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھ جاتی ہے
بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھ جاتی ہے

۲۵

کس طرف دہیان ہی باتین نہ بناؤ صاحب
کھو کے سیکھا ہون مجھے تم نہ سکھاؤ صاحب
جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب

بت بنا دون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

۲۶

مین وہی شاعر بے مثل ہون پہچانتے ہو
آستین الٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
باتین جبریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہو نہین قدر ہون تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑیئے گا تو بن جایئے گا

۲۷

ہم وہ شاعر ہین کہ پریو نمین ہوا باندہتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دہیان ذرا باندہتے ہین
باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندہتے ہین
سحر کرتے ہین پر مرغ قضا باندہتے ہین

طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

۲۸

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو بتّے بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

۱۹ع

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے
چوک کی سیر ہے گمر سے یہ پلنگ آپکا ہے

فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

۲۰ع

چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آکر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پر

جی اُٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین انہین باتون پر سب جادوگر

مردہ آواز سُنے آپ کی زندا ہو جاے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

۲۱ع

سمجھے ہم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
اے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے

ہے ستم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

قہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین
زہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین

۲۲ع

ہمسا عاشق نملے گا نملے گا پیارے
اگلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے

خوب انروزون پری سوجھی ہی اچھا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہین آپ سے پیارا پیارے

اچھی باتو نہین کسسے لوگ بُرا کہتے ہین
بُری چالون سے ہبلاک کو ہبلا کہتے ہین

۲۳ع

اندنون کیسا مزاج اے مریجان آپکا ہے
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے

یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے
دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کے بے طور ہوے جاتے ہین

۱۴

ہاتھ پھیلاتے ہین آتے نہین تم کیا کہنا
پیاری صورت بھی دکھاتے نہین تم کیا کہنا

اپنی باتین بھی سُناتے نہین تم کیا کہنا
تنگ کیا مُنھ بھی لگاتے نہین تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیان کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

۱۵

بات کرنا تمھین باتونمین بتایا ہے ہمنے
چال مین حشر کا انداز سکھایا ہے ہمنے

منہدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہمنے
آپ مٹ کر تمھین معشوق بنایا ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھین ذوق ہوا
اُسی دن سے تمھین آئینے کا بھی شوق ہوا

۱۶

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے
نہ بکیتی نہ کمر مین یہ لچک تھی آگے

مُنھ تو پھیرو وہی چہرے مین چمک تھی آگے
اپنے سایہ سے بھی تمکو تو جھجک تھی آگے

سب سے کہتے تھے یہ سج دھج کجاوٹ کب تھی
آنکھ اوپر نہین اُٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

۱۷

اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بددور
ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان بھی ضرور

جمگیا رنگ ہزارون مین ہوے تم مشہور
زلف سے آینہ ہے کنگھی ہے یا دست حضور

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا مُنھ بھی لگاتے نہین آپ

۱۸

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ

چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین پہلے ہی یوسف ثانی ہو تم

پیاری شکل آپسی اے رشک قمر کسکی ہے یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے	۹	ایسی تقریر بہلا شہد و شکر کسکی ہے یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
ہرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی	۱۰	نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ مہندی دیکھی

چلتے ہو پنجون کے بل خوب تنے پھرتے ہو
اپنے جوبن مین یہ جھلاواسی بنے پھرتے ہو

بس نہ اتراؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین	۱۱	تم نہ شرماؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہی وہی آنکھ وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ	۱۲	وہی موم اور وہی اخگر وہی دل ہی وہی آنکھ وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہی وہی آنکھ

ڈہونڈہتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پھرتا نہین پھر جائین ہماری آنکھین

سید ہی بات تو یہ بھی ہمسے ہے کبھی تمپہ نثار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تمپہ نثار	۱۳	جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تمپہ نثار لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تمپہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مرکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپکے شیدا ہوتے

٥٤

اک ہمین ہین کہ قیامت کی گھڑی سہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین

نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین

دیکھ لو آنکھ لڑانی یہ بُری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چُھری ہوتی ہے

٥٥

کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین

ہونٹھ ہین خشک تو پُر آب ہے چشم غمگین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین

پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا شی ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین مُنھ سے ہے ہے

٥٦

کچھ نفرمایئے قصہ ہے کہانی اپنی
شکل تو دیکھیے ای ظلم کے بانی اپنی

ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
مفت مین مٹ گئے ہم ہارے جوانی اپنی

شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

٥٧

کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین ای یار تمھین ہوش نہین

ہے ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھونکے ہین بیمار تمھین ہوش نہین

جگر و دل کبھی اے جان سمہالے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

٥٨

کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تُربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا

کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا

دم بھر کے جائینگے ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
کوئی دل آئینۂ چہرۂ جانانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو

داغ سینے کے نہ دکھیں کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جہونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا دلسے تپ عشق بتان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگِ جان دور رہے

خاک اُڑتی ہے جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی پہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
کوئی سینے پر اثر تک بھی نہین پاتا ہے
دل سمہالو تو کلیجا وہین چھن جاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈہاتا ہے

جگر و دل پہ یہان ہاتھ دہرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر

میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
دہوم ہے انسان وملائک مین دہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسنے سُنا اُسنے کہا واہ واہ
صل علے صل علا واہ واہ
ارض سے ہے تابہ سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علے واہ واہ
۱۲۷۴ھ

تمت

اسمیں جو کچھ چاہیئے موجود ہے — ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان — قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدر شناس شعر امیر قدر — شاعر غرا سے سرا سینج
نظم نمودست قضا و قدر — پس درو تاریخ تو واصل سنج
معنوی و صوری و فصلی نویس — سال ہزار و دو صد و شصت پنج
سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام — بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر از پے سال تاریخ او — نوشتہ بیان قضا و قدر
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ — زمانے مین نہین ہے جسکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر — ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

یهم ابجد یهم ابجد

من المقتضب المطوی المجزو

قَدْ اَتیٰ بِمُزْدَوِجٍ — مِنْ بَدَا اللّٰہُ الْقِدَمُ
قُلْتُ عَامَ مُخْتَتَمِہٖ — اَلْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
سنہ ۱۲۷۴ ھ

کیون نہ بھلا ناز کرے بلگرام	جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے	واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر	نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو	فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو	لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

ولہ

صل علے مثنوی میر قدر	ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم	باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر	یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو	چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو گیا مثنوی قدر کا	بس مرے استاد ہین وہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان	خلق مین آئینہ ہے سارا کلام

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

ولہ

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب ⁂ کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب
۱۲۷۴ھ
اب یہ مناجات کیا چاہیئے ⁂ حضرت عزت مین دعا چاہیئے
دست دعا ہو کہ جدھر رد رہے ⁂ عید ہو اپنی جو اُدھر تو رہے
غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو ⁂ خیر ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی ⁂ دنگ ہوئے مولوی معنوی
ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد ⁂ گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد
چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کے جام ⁂ آب خجالت ہوا حسن کلام
آگئی انصاف پہ عقل سلیم ⁂ سلمک اللہ پکارا سلیم
گلشن نو رستہ ہین ابیات کل ⁂ غنچہ ہر اک نقطہ ہے ہر حرف گل
شعر ہر اک گیسوئے جانانہ ہے ⁂ پنجۂ مژگان پری شانہ ہے
سلک گہر جملہ مصاریع ہین ⁂ نامۂ محبوب کی توقیع ہین
نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین ⁂ بیت ہر اک زلف دوتائے حسین
کیا ہی ضیابار ہے یہ مثنوی ⁂ خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی
قدر نے کی مثنوی اپنی تمام ⁂ بحر لکھو تم بھی سن اختتام
یہ سنۂ مثنوی قدر ہے ⁂ مثنوی قدر مہ قدر ہے
۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

میر کو پہلے ہی اجل کھا گئی ‏ — حضرت ناسخ کو بھی موت آ گئی
آنکھون مین اندھیرا ہے سب خشک و تر — آہ نہین برق و جناب سحر
اُنکو دکھاتے یہ تاسف رہا — یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم — قدر بھلا روئینگے کس کسکو ہم
وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح — حضرت باری انہین دے عمر نوح
کشتی نوح سخن اُنکی ہے ذات — انسے ملا جو کوئی پائے نجات
ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے مشورے — حضرت امداد علی سحر سے
نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام — خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام
اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی — لیگئے ہم کہکے جو یہ مثنوی
جو جو بتانا تھا بتایا تمام — جو جو بنانا تھا بنایا تمام
قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر — بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین سحر
بات مگر دہیان مین آئی ہے — کیون نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ
غالبِ دہلی کا بھی ہو کیا بیان — نام جنابِ اسد اللہ خان
قدر سے شاعر کے یہ اُستاد ہین — زور کمالات خدا داد ہین
دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر — قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر
ڈہالتے ہین شعر نئے رنگ کے — رنگ اُڑا دیتے ہین ارژنگ کے
شعر بلیغ اُنکی بندش فصیح — قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح
کون بھلا جوہر ذاتی نہین — عقل وہ ہے عقل مین آتی نہین
یونہی یہان جب یہ کتاب شگرف — ہاتفِ غیبی نے سنا حرف حرف

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر
عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر

خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین
مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین

مین نہ کسی کام کے لائق ہوا ؛
خلق ہوا ننگ خلائق ہوا

خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ
دامن آدم مین لگا مجھسے داغ

آہ گنہ کرنیکو بےباک ہون
جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون

مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ ؛
صورت ہمزاد ہے میرا گناہ

قہر سے اب کانپتا ہون بیدوار
ہان تری رحمت کا ہون امیدوار

رات کو چاہے تو ابھی روز ہو
ساز کرے دم مین اگر سوز ہو

تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ
اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ

رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ

بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو
پڑھتا ہون مین آیۂ لاتقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے
دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے

کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے
شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے

طبع مین یہ زور ہے اُحسُنتُ ہے
سچ تو یہ ہے فکر بھی ساونت ہے

توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا
قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا

زندہ نہین آہ جناب حسن
شاعرونکے شاہ جناب حسن

مردہ ہے بازار کہ سودا نہین
درد نہین جرات و انشا نہین

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے خوب بڑھایا اُنھین تدبیر سے

تین طرح تینون کا حصا ملا جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا

ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار ایک گدائی سے ہوئی مالدار

اب تو ذرا **اقدر** تمھین ہوش ہو جو جو سنا ہے وہ دُرِ گوش ہو

چاہیئے تقدیر کے قائل رہو پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو

چاہیے تدبیر یہ دستور ہے ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے

ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے

ہو جو غرض فکر کیا چاہیے درد جو ہو اُسکی دوا چاہیے

پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش

ہاتھ نہ پھیلے یہی چپ چاپ رہے پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے

خواب توسط سے کرے ساز باز پاؤن نہ کمّل سے کبھی ہون دراز

طول ہے بیفائدہ المختصر ہے یہی مضمون **قضا و قدر**

دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے کیجیے تدبیر خدا راس لائے

بات رہے **قدر** وہی بات کر حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دھوم ہو اے ساقی جام الست مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست

دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا خوب چڑھا نشۂ قالوا بلیٰ

ایک پیالہ جو پیا چپت ہوا ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

بس یہ خدا نے خبرِ راز دی
پشت پر اک شخص نے آواز دی

تھی یہی آواز پہ چلے واہ جی
ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی

سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے
دشت مین پھر ایک طرف جم گئے

جھک کے اُدہر غور سے دیکھا اُسے
آپ نے اس طور سے دیکھا اسے

آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوے
باز لیے توڑا اُٹھائے ہوے

دم مین وہ اسوار قریب آگیا
آنکھ ہوئی چار قریب آگیا

بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے
دیکھیے پہچانیے پہچانیے

کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا
کون ہو ہرگز نہین پہچانتا

اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین
آنکھ سے دیکھا کبھی جاناشا نہین

سُنکے ہنسا اور کہا واہ جی
آپ مجھے بھول گئے شاہ جی

پاس سے ہے جو کچھ یہی پہچان ہے
کاتب تقدیر ہون کچھ دہیان ہے

کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین
تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین

راز بتایا تو یہ خدمت ملی
یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی

فکر یہی صبح سے تا شام ہے
میرے لیے روز یہی کام ہے

حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے
ایک کو باز ایک کو توڑا ملے

حال مقدر جو بیان ہو گیا
دامن صحرا مین نہان ہو گیا

وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے
دشت مین اک جا متوکل ہوے

آئے نہ اُٹھکر کبھی دنیا مین آپ
خفض صفت رہ گئے صحرا مین آپ

دیکھ لے گردش خط تقدیر کی
خوب ہی درویش نے تدبیر کی

حمد خداوند مین تھے تر زبان / دل مین خدا اور یہ غزل برزبان

غزل

عارض پُر نور جو دکھلا دیا / کعبۂ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی / آنکھ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر شجر / جسکو مناسب تھا جو دینا دیا

عشق دیا اور دل و چشم بھی / حسن دیا ناز و کرشما دیا

آنکھ کو بیماری نادیدہ دی / ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی / بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو ہر اک رند کو تردامنی / حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجھکو ترے دربار مین / ایسی کوئی راہ بتا دیا

لیجئے چشم و جگر و دل ابھی / پاس جو تھا قدر نے دلا دیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوئے / آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوئے

جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے / نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے

منھ سے کبھی آپکے جاری تھا کف / جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف

لب کبھی آہون سے لبالب کیا / اور کبھی نالۂ یارب کیا

نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت / گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت

کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند / کوسون اُڑے جاتے تھے وحشی چرند

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
اور ہرن شیر فگن ہو گئے

سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق
جب سے پڑا گردن قمری مین طوق

کوک اُٹھا تھا کہین طاوس باغ
چرب زبانی سے لگا اُسکو داغ

قہقہون سے کبک پر آیا غضب
آگ جبھی کھاتا ہے یہ بے ادب

دہوم ہوئی عشق خداداد کی
آب گئی تیشۂ فرہاد کی

دیکھکے وامق پس ہامون چھپا
دامن کہسار مین مجنون چھپا

دشت مین جب آپکا جلوا ہوا
گلشن فردوس وہ صحرا ہوا

رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا
پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے
بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے

آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک
راہ مین سبزے نے بچھا دی پلک

اور پئے تسلیم ادب بار بار
جھکتے تھے کیا کیا شجر باردار

لو تو کبھی اُسطرف آتی نہ تھی
باد صبا خاک اُڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا
اور پرندو نکے پرے جابجا

سرد زمین اور وہ ٹھنڈی کچھار
بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین گرگدن
تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا
جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی
دہوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو
خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سیدھے وہان آپ چلے جاتی تھے
سیر کنان آپ چلے جاتی تھے

صحرانشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین اے ساقی مخمور آ / جوش مین اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دل سے جیسے لاگ ہو / جام وہ دے عقل مری آگ ہو
آتش دل تیز ہو وہ جام دے / جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو / جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے / آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب / جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
بے پیے سرشار ہون وہ جام دے / نشاے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم / جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے / پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو / جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے / گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو / مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ / جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر / نشاے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی / حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر / کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہرو راہ آلٰہی ہوا / دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی — سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنہین — اور وہ سب حال سنایا اُنہین
سنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ — خرچ رہے روز جو کچھ آئے خرچ
اُسنے سُنا کان سے جبدم یہ حرف — کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف
تھی جو مقدر مین کمائی وہی — صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا — تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا
پیر نے یہ بات بتائی اُسے — ساری کرامات بتائی اُسے
ہے یہ گدائی تری تقدیر مین — ہار رہے ہمت کو نہ تدبیر مین
ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل — آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی — اُسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکھکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر — شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر
عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا — تذکرۂ ایک دن اُس سے کہا
کام جو تھا شکر خدا ہوگیا — بار سے مین سبکے ادا ہوگیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع — آج خوشی سے مجھے کر دو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین — شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش — اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
رو کے کہا خیر چلے جائیے — صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے — جانب صحرا وہ روانہ ہوے

اُسنے یہ سب حال جو بتلا دیا ۔ آپ نے سن سُنکے دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ ۔ بات جو کہدون مین اُسے یاد رکھ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو ۔ دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے ۔ دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے
اُسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین ۔ گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب ۔ اسمین نہین جاے سوال و جواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو ۔ مانگنے پر آ گئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ ہے کیا ۔ ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
یہ جو سُنا مانگنے گھر سے چلی ۔ بھیک ملی لاکھ پر اُسنے نہ لی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال ۔ ایک ہزارے کا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا ملے ۔ جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
سنکے یہ لاکھون کے وہان دل پسے ۔ لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اسے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد و پیش ۔ بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کرّ و فر ۔ ایک سواری نکل آئی اُدھر
یعنے اُدھر ایک امیر آگیا ۔ بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
پوچھا وہان اُسکا سبب ماجرا ۔ لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آکے جو تفتیش کیا اُس سے حال ۔ کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل ۔ حال سُنا اور ہوا منفعل
تیسری کرمی وہین توڑا دیا ۔ دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب | اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب
آپ کی خدمت سے کرین درگزر | دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاؤن فقیر و نکا نہ کچھ لنگ ہے | اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمھین چاہیئے ای مہربان | دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بھلا خلق مین ہو جاے نام | بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہے خانۂ دختر غرض | پونہچے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کھڑے رہ گئے بیرون در | گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے | ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے
ذکر کیا آمد درویش کا | حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اُسے | بھائیون کا حال سنایا اُسے
گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے | باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا | ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین | شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر | پاؤن پہ پھر آ کے گری دوڑ کر
آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے | اور دیا خوب دلاسا اُسے
جان گئی اپنا سہارا اُنھین | جھونپڑی مین اپنے اُتارا اُنھین
رو کے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال | ہے مری تقدیر مین در در سوال
کشتی درویش مین ہے آبرو | پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کو بکو
کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار | چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

صبح کو پھر جانب صحرا گیا
پھانس لیا باز کو اور آگیا

خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات
حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات

آئیو جب پھانس کے باز آئیو
باز نہ آئے تو نہ باز آئیو

پھر اُسے حضرت نے سنایا یہ حرف
روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف

تھوڑے سے عرصے مین بڑھا اسقدر
بننے لگے سونے کے دیوار و در

کیسۂ زر دام کا حلقا ہوا
باز اُسے سونے کی چڑیا ہوا

فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا
دیکھکے درویش بھی شادان ہوا

پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے
تمسے یہی حاجت درویش ہے

آدمی اِک راہ بتانے کو دو
ایک سے بہتر ہین مری جان دُو

ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے
کھوئیے ادبار کو تدبیر سے

اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی
لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہنچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہو ملے
حضرت ساقی کا بھلا ہو ملے

کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو
چین کرو خوش رہو آباد ہو

دیر سے سب رند دعا دیتے ہین
دیکھیے سرکار اُنھین کیا دیتے ہین

آپ ہی کا نام سُنا اور آئے
دیر ہے کیا کوئی ادہر دور آئے

ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح
پڑھ لین جماہی مین دعائے قدح

چلتے ہین ہم ورنہ ابتک چلا
سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا
کہنے لگے منع تجھے تھا کیا

ہوش مین آ اب سے خبردار ہو
دیکھ کمر باندھ کے طیار ہو

ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھچے
جال مین کوئی نہ پرندا اپچے

باز جو پھنس جاے تو پھر لا کلام
شوق سے بے پوچھے ہوی کھینچ دام

اُسنے کہا باز نہ آئے اگر
آپ یہ فرمانے لگے صبر کر

تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے
باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے

تیرے مقدر مین ہے اک جانور
اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر

چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے
حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے

اُسنے کہا دام وہ ہی لاؤن مین
حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین

آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو
دام کہین اور جگہ جا لگاو

حکم کو سنکر وہ اُٹھا چست چپت
دام کہین اُسنے کیا پھر درست

دانے پہ گرنے لگے پھر جانور
پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر

بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
باز کا پر بھی نگیا دام تک

چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
یونہین درختون پہ نظر جا پڑی

ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا

باز بھی اتنے مین گرا ٹوٹ کر
پھر تو وہ پھندے سے پھر اچھوٹ کر

اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے
کھینچ لیا دام مین جانباز نے

دونون اُٹھے دشت سے اور گھر گئے
باز لیے شہر کے اندر گئے

پانسو اُس باز کی قیمت ملی ؛
اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف

مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف

طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف

صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھولدے جو روضۂ جنت کا در

گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمرد مین تھے موتی جڑے

سنخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک سنخل بنا نخل طور

شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور

سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری

سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار

دونون سگئے پھر اُسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین

اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب نکالی ہے جگہ واہ جی

دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو

اُسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا

جال مین اک باندھ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر

دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا اپ چھپے

ٹوٹ کے دانے پہ گرے یون پرند — دانۂ انگور پہ جس طرح رند

دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین اُستاد نے

ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور — بیٹھ گئے اُڑ کے کسی شاخ پر

پہلے تو کی تعزیتِ والدین
دونو نکے رونے سے ہوا شور شین

دیر تلک یاد مین روتے رہے
مین بھی ما بین مین ہوتے رہے

اشکِ الم یاس سے بہنے لگے
پھر کلمے صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا
سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بھلا کب تھا گوارا انہین
اُسنے وہین گھر مین اُتارا انہین

حال سُنایا کہ بُرا حال ہے
جال مری جان کا جنجال ہے

گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
دام بنا ہے خطِ تقدیر سے

ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور
صبح ترے ساتھ چلینگے ضرور

چلکے وہین حال سنائینگے ہم
جو جو بتانا ہے بتائین گے ہم

اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
تم خطِ تقدیر کے اُستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی
نور پہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان
فجر پڑھی اور کیا اپنا دھیان

دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ
اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ

ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
دونون گئے عالمِ ہستی سے دور

ایک کفِ دست بیابان تھا
صلِّ علےٰ نور کا میدان تھا

سبزۂ نوخیز بہت لہلہے
اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدھی درختون کی قطار اک طرف
لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاک گریبان سحر اک طرف
نالۂ مرغانِ سحر اک طرف

نخل مین لٹکے ہوے بار اک طرف
اور گلِ خودرو کی بہار اک طرف

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول لے | نقد ہی لے دل کی گرہ کھول دے
تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہین | چار ملے آٹھ اُڑائے وہ ہین
دھیان نکر خیر جو خالی ہین ہاتھ | جام تو بھر ناز و لطافت کے ساتھ
اشک مے سرخ کا پیمانہ ہے | چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے
جلد چلا ایک سفر پیش ہے | فکر و تردد و ہمین در پیش ہے
ولولہ اے ناز کے بانی یہ ہے | راوی صادق کی زبانی یہ ہے
چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر | منزل صیاد پہ پونہچا فقیر
پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا | کھول کے دروازے کو اندر گیا
جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام | حال برادر کا بتایا تمام
حضرت درویش کی تدبیر عقل | گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل
مال کا آنا وہ روپونکا شمار | خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار
دیر تلک اُسکو سنایا کیا | اُسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا
پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر | لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر
خاطر نازک سے ذرا ہوشیار | اک سر مو فرق نہو زینہار
راز الٰہی سے نہ گھبرائیو | جو کہے آنکھون سے بجا لائیو
بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان | جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان
اُسنے کہا آئیے باہر ہین آپ | دیکھیے کیا جلوۂ داور ہین آپ
جب یہ سنا اُسنے اُٹھا برمحل | سامنے حضرت کے گیا سر کے بل
پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے | سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری — یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری
کہتے ہین درویش جو حامی ہوا — پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
خلق مین ساکھ بھی بڑھا اسقدر — لاکھون روپے آنے لگے بات پر
واہ رے تدبیر جناب فقیر — ہوگیا دو دن مین امیر کبیر
مال و خزانہ اُسے حاصل ہوا — دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا
باتون ہی باتون مین کہا ایکدن — ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
جاؤ نہین اُس دم ترے بھائیکی پاس — اُس سے بھی ہے یونہین کچھ اک التماس
ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو — آدمی اک دے کے روانہ کرو
اُسنے کہا آنکھون سے منظور ہے — سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے
طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا — چل دیے اور آگے اُسے دھر لیا
تھا جو مقام اُسکا وہ جانا ہوا — رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا — آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا
طاق پہ پیمانہ دھرا رہتا ہے — خیر ہے کیون ہمسے بھرا رہتا ہے
ہمسے اُڑا تو تو اُڑائینگے ہوش — صورت بادہ ابھی آئیگا جوش
تاؤ مین آکر ابھی لینگے قدح — قدح سُنا کر ابھی لینگے قدح
سوکھ گئی وردِ دعا مین زبان — جب کہین جاری ہوئی تیری دکان
قہر ہے پھر بھی کوئی لب تر نہو — صورت قارون کہین ابتر نہو

سید ہا اُٹھا اور گیا تھان مین — کھول کے لایا اُسے میدان مین
لاکے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ — بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے — گھوڑا ایکا سو رہا آرام سے
کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب — بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
قیمتِ اسپ اُسنے جو پائی تمام — ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام
کون کہے اس مین بُرائی ہوئی — بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
جب نہ رسالے مین رہا آسرا — دونون گئے جانبِ مہمان سرا
دیکھا وہان جاکے تماشا عجیب — ایک ہے اسوار مسافر غریب
جاتا ہے گھر اپنے وہ پیدل سوار — راہ مین بیمار ہوا راہوار
روکے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب — گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو — یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جاکر کہا — گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا
چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال — تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اُسنے کہا خیر یہی دیجیے — خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپ نے منظور کیا لے لیا — مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا — گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپ نے جس وقت یہ گھوڑا لیا — اُس سے لیا اور اُنھین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر — بیچ اسے چین کر آرام کر
ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام — روز کے روز آئین خریدار دام

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے
دونون طرف شکونکے دفتر کھُلے
وہ جو سُناتا انہیں حالِ فراق
اُسنے وہین پاس اُتارا انہین
شاہ جی آرام سے رہنے لگے
کیا کہین الفت ہے جو کچھ آپ سے
کیا کہین ہم جیسے وہ مرحوم تھے
تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے
آپ سے شرمندہ ہون نادم ہونہین
معتقد اسطرح جو پایا اُسے
جو کہون مین اُس مین نگر قیل و قال
دام جو کچھ آئین اُنہیں صرف کر
سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے
ہیچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول
دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل ؎
چاہیے اسمین نہ ذرا فکر و غور
اسمین بھلائی ہے تری جان لے
جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہین

رونے لگے اور رولایا اُسے
جاگے نصیب اور مقدر کھُلے
یہ بھی جتاتے سفرِ اشتیاق
حال سنایا کیا سارا اُنہین
اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے
تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے
ربط تھے ہمارے اُنہین معلوم تھے
کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
مجھپہ بزرگون کی عنایات ہے
جسمین مجھے حکم ہو خادم ہونہین
وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے
اسپ سُبک سیر ابھی بیچ ڈال
شام تلک رہنے نپائے وہ زر
خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے
واہ جی گھر گھوڑا نخاس مول
واہ یقین واہ جگر واہ دل
وہ مرا معبود تجھے دیگا اور
بات فقیرونکی ذرا مان لے
کشف و کرامات کو بھانپا وہین

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے / باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے
دختر رز اور شرابی کے ساتھ / اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
دھوم ہے رندوں مین غضب دھوم ہے / چیختے ہین غل ہے عجب دھوم ہے
خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم / باغ کے در تک ہے برابر ہجوم
بادِ صبا بار نہین پاتی ہے / پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے
اودی گھٹا اور گلابی شراب / مشرب زاہد کو کرے گی خراب
زور عبادات کا گھٹ جاے گا / ایک ہی چلو مین اُلٹ جائیگا
توسہی زاہد کا وضو ٹوٹ جاے / توسہی اک جرعے مین جی چھوٹ جاے
توسہی عمّامہ بکے شہر مین / توسہی پاجامہ بکے شہر مین
توسہی چومے یہ سر پیر مغان / آکے کرے بیعتِ پیر مغان
پیر مغان اور مغان کے مرید / شاد ہین نوروز ہے یا روز عید
جام بھی ہے آنکھ چڑھائے ہوے / اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے
دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار / دستِ سبو جھکتے ہین کیون بار بار
قدر تمھین مفت پس و پیش ہے / آج یہان آمد درویش ہے
لیجیے سن لیجیے آیا فقیر / دھیان ادھر کیجیے آیا فقیر
پہونچا رسالے مین جو وہ ذی وقار / ڈھونڈھتا تھا خوابگہ ہر سوار
ایک کے بستر پہ نشان ملگیا / پھر تو وہی راحت جان ملگیا
دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر / آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر
باپ کا ہمراز انھین جان کر / رونے لگا دیکھکے پہچان کر

یہ مرض ہجر بڑہا مر گئے ۔ دونو نکے دونون وہ قضا کر گئے
تھی جو یونہیں مرضیٔ رب کریم ۔ ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم
داغ یہ درویش نے جسدم سہا ۔ تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا
اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل ۔ تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل
اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے ۔ تینون سر ملک تباہی ہوئے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا ۔ جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا
باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال ۔ گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال
دوسرے فرزند کی سنیئے خبر ۔ شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر
قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی ۔ کرنے لگا پیشۂ صید افگنی
ہاتھ مین اور دوش پہ کینا ہی دام ۔ شام کو بازار مین گنتا ہے دام
پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال ۔ کرتی ہے اک شہر مین دردر سوال
مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے ۔ کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے
تم کو ملے گا جو مکان ایک کا ۔ ایک سے پاؤ گے نشان ایک کا
اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام ۔ آپ بڑہے کہکے علیک السلام

شاہ حسن کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگریکا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار ۔ آج خدا ہی نے دکھائی بہار
خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہے ۔ جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے
طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک ۔ آج تو جھونکے کوئی آنکھون مین خاک

اُڑتے چلے جاتے ہین مُنھ موڑ کر
باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑ کر

راگ نیا لاتے ہین گلزار مین
کان اُڑے جاتے ہین گلزار مین

بیٹھے ہو چپ مطرب و اندھیر ہے
چھیڑ دو طنبور کو کیا دیر ہے

رندو اُٹھو لاؤ مین اُسے ہاتھون ہاتھ
پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ

پیر مغان کون وہی مرد پیر
کاشفِ اسرار جناب فقیر

کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد
نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد

پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال
چلکے ذرا دیکھیے اُن سبکا حال

سوچکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر
شاد و فرحناک گیا سوے شہر

شہر مین پہونچا جو وہ مرد فقیر
سیدھا چلا سوے مکانِ امیر

جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دھوم
فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم

خیر سے رہتا تھا جدھر کو گزر
جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در

دیکھیے جس در کو الگ بند ہے
کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے

دیکھکے درویش نے سر دھن لیا
ایک پڑوسی نے وہان سن لیا

سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد
گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد

آکے کہا کون بتا یا فقیر
کہنے لگا پھر کدھر آیا فقیر

ہنس کے یہ بولے کہ اِدہر آیئے
آیئے اک بات تو بتلایئے

یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین
خیر تو ہے اسمین تو کوئی نہین

اُسنے کہا شکر خدا کیجیے
جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے

خاک کا پتلا یہین مجبور ہے
سخت زمین اور فلک دور ہے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا
لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا

خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ
سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ

دیکھ تو اے **قدر** ذرا ہوشیار
دولتِ دنیا کا نہین اعتبار

سر جو اُٹھایا کہین مثل حباب
دم مین سمجھنا نہین مثل حباب

آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر
ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر

قحبۂ دنیا ہے بڑی بیوفا
یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا

حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ
جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ

کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان
مکر و فریب اور دغا بازیان

حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند
خلق مین مشہور ہون پھر عقلمند

حشر کے دن کا نہین خوف و خطر
مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر

خیر رہین پیر خرد کے مرید
یاد رہے نعرہ ہل من مزید

سر پہ یہی عقل بلا لائیگی
بیخردی حشر مین کام آئیگی

قدر تمہین عقل پہ کیا دھیان ہے
جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

پھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبر پانی

آج نکل جائے گی دل کی بھڑاس
اب تو چڑھا جائین گے دس دس کلاس

جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین
ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھائین

سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے
دیکھیے وہ فوج ہزار آتی ہے

لاکھون پرے سوے گلستان گرے
ٹوٹ کے مرغانِ خوش الحان گرے

شام سے گیسو نہ بنائے گئے ‌ ‌ ‌ صبح ہوئی مُنھ نہ دھلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے ‌ ‌ ‌ ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جا کے وہان ہم جو شکایت کرین ‌ ‌ ‌ سُنکے وہ مُنھ چوہین عنایت کرین
اُترے ہوئے منھ سے وہ حیران ہون ‌ ‌ ‌ دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر ‌ ‌ ‌ رونے لگین دیکھکے مادر بدر
الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی ‌ ‌ ‌ خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک ‌ ‌ ‌ گرد یتیمی کی ملی منھ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا ‌ ‌ ‌ ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا
کوئی بزرگ اُنکا نہ سر پر رہا ‌ ‌ ‌ تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
شہد کے اوباش بھی جانے لگے ‌ ‌ ‌ چکھنے لگے مال اُڑانے لگے
مفت اُنہین سونے کی چڑیا ملی ‌ ‌ ‌ خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اُڑی ‌ ‌ ‌ سب اُنہین لوگون کی بدولت اُڑی
جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ ‌ ‌ ‌ خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گرمیان ‌ ‌ ‌ پردے اُٹھے ہوگئین بےشرمیان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی ‌ ‌ ‌ غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین ‌ ‌ ‌ جوڑ یہ چلتے کہ اُکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی ؛ ‌ ‌ ‌ بگڑے سبنے اپنی کمائی رہی
ملکے اُنہین لوگون نے وہ بات کی ‌ ‌ ‌ دنکو سوجھاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوئے ‌ ‌ ‌ تینونکے تینون متفرق ہوئے

ایک اوداسی ہی فقط چھائی ہے — خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے

سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی — شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی — شہر کا شہر آج ہوا ماتمی

حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے — حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک — سب کے موافق تھا جو دور فلک

رہتے تھے دل شاد و لخت جگر — ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر

سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاؤن — سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤن

فضل خدا سے ہوے وہ جان جان — تینون سے علیٰ قدر مراتب جوان

چین سے اُن سب کی بسر ہوتی تھی — عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی

جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب — لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب

چرخ کو منظور ہوا تفرقہ — ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ

حج و زیارت کو اُٹھا وہ فقیر — روکتا اس راہ مین کیونکر امیر

تحفے دیئے لڑکون کے ماں باپ نے — دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے

دلمین سمائے ہوئے تھے ولولے — کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے

ہو گئے جسوقت یہ آنکھون سے اوٹ — دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ

شاق ہوا ہجر فقیر جلیل — ہو گئے وہ دونون مریض و علیل

باپ کی پہلے تو قضا آگئی — باپ پہ گیا ماں کو اجل کھا گئی

وہ صدف یاس کے در یتیم — بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم

وہ شفقت اور عنایت کہان — ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہو گیا ۔ مُنھ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا
سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور ۔ لخت جگر کو دیے دل مین سرور
حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو ۔ عید کا دن روز تھا مان باپ کو
دہیان یہ رہتا تھا نہ پہونچے گزند ۔ دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند
سوے خدا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے ۔ بہر دعا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے
باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ ۔ پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ
سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون ۔ نخل جوانی سے برومند ہون
یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر ۔ پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر
سنتے تھے جب دم سخن اطفال کے ۔ چومتے تھے سب دہن اطفال کے
قدر بہت عیش مین جھولا نکر ۔ ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا ۔ کل جو بندھا تھا وہ سمان کیا ہوا
ساقی و مطرب نظر آتے نہین ۔ جا کے چھپے ہین کدہر آتے ہین
قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب ۔ ناک مین آتی نہین بوے کباب
تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس ۔ سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس
کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی ۔ میکدہ اور ایک جہان بیکسی
کوئی نہین میکدہ سنسان ہے ۔ قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے
آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم ؛ ۔ بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خُم

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
دے کے دعا پردے مین بھجوا دیا

اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا
تذکرۂ حال نوشتہ ہوا

بولا کہ دو بار بتایا تمھین
غیب کا اسرار بتایا تمھین

راز خدا پوچھ چکے واہ جی
اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی

آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم
کون سا ہے آپکا بانیان قدم

ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا
میرے ترے کون سا پردہ رہا

اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات
تیرے سبب جان گیا ایک بات

پونہچی مرے کانون مین جو داستان
پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان

اُسنے کہا خیر خبر شرط ہے
مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے

اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر
کہتا ہے یون خالق جن و بشر

جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک
بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک

صبح سے تا شام گدائی کرے
چین سے بے فکر کمائی کرے

حکم خداوند سے چارہ نہین
اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین

حال یہ درویش کو بتلا گیا
اور وہ دختر کے قریب آگیا

خامہ تھی انگشت ورق ناصیا
حکم خداوند جہان لکھ دیا

لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا
عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا

پھر کے خزانے مین جو آیا پدر
سائلونکو بخشش دیا مال و زر

زر دیا زیور دیا خلعت دیا
سبکو مگر حسب لیاقت دیا

شاد یونہین رہنے گا وہ امیر
جان سے اور دل سے مطیع فقیر

سامنے جو دامنِ سائل ہوا	موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا	ہوش نہین تیری قسم ساقیا
تو نے سُنا جاتی ہے فصل بہار	ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار
کل یہ بھلا تختگہ جسم کہان	جام کہان بزم کہان ہم کہان
فضل خدا سے وہ سر انجام ہو	دورہ آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سوِ میخانہ جاے	جاے پر اس راہ سے پیاسا نہ جاے
حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو	اسمین تکلف نہین بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بھلا کیا حجاب	خیر ہے کشکول مین بھر دے شراب
وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال	تو نے سُنا ہو مرے مرشد کا حال
رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے	شہرۂ آفاق ہے وہ دھوم ہے
ہاتھ اُٹھے پھر دعا تین بار	نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ تاثیر دعاے فقیر	کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر
حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی	بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی
حور کا چہرہ تو پری کا جمال	ننھا سا قد اور جھنڈولے تھے بال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم	نازکی اندام مین آنکھو نمین شرم
باپ جو پردے کے برابر گیا	گود مین لیتا ہوا باہر گیا
دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا	پیار کیا گود مین جب لے لیا

ایک پلک مارنے مین کیا ہوا
عالمِ بالا تہ و بالا ہوا

ہے یہ دعا مثلِ دعائے فقیر
پیرِ مغان لاکھ فدائے فقیر

کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس
بعد ولادت سکے جو گزرا برس

پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی
وضع کی میعاد یہ لڑکا جنی

طفل طرحدار وہ پیدا ہوا
جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا

پردے مین جب دیکھنے آیا پدر
خدمت درویش مین لایا پدر

ہنسکے کہا آپ کا بخشا ہے یہ
اور انہین قدمونکا نقشا ہے یہ

کہکے پدر گود مین لیکر اُٹھا
بوسہ لیا گرکے قدم پر اُٹھا

خدمتِ درویش مین آیا گیا
کاتبِ تقدیر اُدھر آ گیا

پھر وہی درویش سے باتین ہوئین
پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین

محرم و ہمراز جو پایا انہین
غیب کا احوال بتایا انہین

حکمِ خداوند ہمین یاد ہے
خالقِ اکبر کا یہ ارشاد ہے

جلد پہونچ اے ملکِ باخبر
طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر

پہونچے جوانی کو تو استاد ہو
صید گہِ خلق مین صیاد ہو

ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے
نسرِ فلک تک بھی نہ زندہ بچے

دامِ مقدر سے رہائی نہین
اسکے سوا اسکی کمائی نہین

راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام
جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام

حکم جو حاکم کا روا ہو گیا
کاتبِ تقدیر ہوا ہو گیا

صاحبِ اولاد ہوا جب امیر
شاد کیا شاد ہوا جب اسیر

جب انہین مضبوط بہت پالیا
کاتب تقدیر نے بتلا دیا

حکم خدا ہمسکو یہ ہے اے فقیر
لکھ یہ سر جبہۂ طفل امیر

فضل آلہی سے جو ہو یہ جوان
اسپ سُبک خیز رہے زیر ران

گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے

شاد و فرحناک رہے یہ پسر
چین سے کٹجاے یونہین عمر بھر

گذرے یونہین ابلق لیل و نہار
گھوڑے سے اُترے تو میان مزار

ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک
ہاتھ بڑہے طفل کے ماتھے تلک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا
اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا شکل دکھائی نہ پھر
گرد بھی اُسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور سے چلے ساقیا
اور سے چلے اور چلے ساقیا

ابر ہے چلتی ہے ہواے بہار
ہو لبِ دریا بطِ مے کا شکار

بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو
خون کبوتر بطِ مے مین بھرو

بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب
برق چمکتی ہو میانِ سحاب

رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے
مژدۂ گل بادِ صبا لائی ہے

چرخ پہ پونہچا ہے سر پیرِ مغان
جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان

صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے
بات ہر اک اُسکی کرامات ہے

نشأہ نے مجھے آخر کار آگیا
پلکین اُٹھین ابر بہار آگیا

کاتب تقدیر سے بحکم خدا
ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سب کے جدا

تھی جو بہت ساعت نیک اور سعد
بعد ولادت وہین دم بھر کے بعد

کاتب تقدیر بحکم قدیر
لکھنے چلا جبہۂ طفل صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
حضرت درویش کو آیا نظر

دست پکڑ کے درویش نے روکا اُسے
لکھنے نہ پایا تھا کہ ٹوکا اُسے

خدمت درویش مین آیا ملک
تب کہنے لگا کون بتایا ملک

دیکھ سے مجھے کیا مین فرشتہ نہین
سے مرے قسمت کا نوشتہ نہین

ہے مری مٹھی مین ہر اک بند و بست
نامۂ تقدیر ہے ہر خطِ دست

ہاتھ بنا آئینۂ سر نوشت
اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت

حال ملک سن کے یہ بولا فقیر
اب یہ بتا اے ملکِ بے نظیر

ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا

اُسنے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
حرف بسر لوح لکھا ہے جو کچھ

جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین
جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہین

مفت امانت مین خیانت کرین
صورت ہاروت قیامت کرین

تم سے کہین تا کہ کہو سب سے تم
شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم

کہنے لگے آپ سن اے راز دار
یہ نہین واللہ ہمارا شعار

خلق مین غماز رہین وہ نہین
اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین

ہے قسم حضرت ستارِ عیب
تو جو بتا دے ہمین اسرارِ غیب

کاش زبان منہ سے نکالے کوئی
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

حامل نطفہ شکم زن ہوا — گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے — چہلین ہوئین چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا — ماہ نہم مین مہ کامل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا — چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان — دیر نہین تو جو ہوا مہربان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا — شاخ شکستہ مین ثمر آگیا
صدقے ترے اے مرے رب علا — جسنے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
کہتے ہین جب باپ کو پہونچی خبر — خوب لٹایا گھر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا — سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
سنکے جمال پسر نامدار — دیکھنے آیا پیر نامدار
گود مین پردے سے نکالا اُسے — پاؤن پہ درویش کے ڈالا اُسے
ڈال چکا قدمون پہ جب دم اسیر — بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
منھ مین زبان ڈالکے معصوم کے — ہنسنے لگا پیار سے منھ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین — خوب اثر دار دعائین پڑہین
حرز دیے کنڈے بہت پڑھ دیے — نقش لکھے سورے کئی دم کیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے — باپ کو پھر دیکے دعا دی اُسے
یہ مہ اقبال سلامت رہے — تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال — کہتا ہے یون راوی شیرین مقال
ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر — قسمت روزی عمل خیر و شر

آج تو رندون مین یہ گاڑھی چھنی — نازِ پری کرتی ہے تر دامنی

رحمتِ رب ہو گیا ابر سیاہ — پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ

فصل بہاری مین ہے ہر مست پاک — ابر کی چادر سے بنا دست پاک

دل مین نہان سب کہتے ہین بوتل تمام — آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام

قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا — میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا

یونہین اگر ذلت اُٹھایا کرے — پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے

لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے — سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دھنے

لاکھ یہ چاہا کرے افشاے راز — کوئی نہ میخانے مین بتلاے راز

یہ کہے اور اور کہین اور اور — پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور

ہم وہ ہین دو جام پیے جس گھڑی — عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی

جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے — ساغرِ جمشید بھی چکر مین ہے

آج تو نشاءے مین یہ سوجھی ترنگ — جام سے کھلجاے زمانے کا رنگ

خوب چڑھا ہے نشاۂ مافی الضمیر — بکنے لگین حال امیر و فقیر

قدر یہی دل مین ارادہ کیا — خوان تکلف کو زیادہ کیا

تم تو یہ کہتے ہو کہ افسانہ ہو — میری یہی دھن ہے کہ افسانہ ہو

ہے جو فسانہ اُسی درویش کا — ذکر کرو دعوت درویش کا

دعوت درویش کی تاثیر واہ — جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ

خوب دعاؤنکا بندھا سلسلہ — وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ

قفل مین خازن نے لگائی کلید — دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حسرت اولاد سے ہی دلمین درد — اے مرے رب چھوڑا سے تو نہ فرد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی — ذکر خفی اور نداے خفی ؛
دود دعا ابر سا چھانے لگا — بحر اثر موج پر آنے لگا
میکدے مین آج بڑی سیر ہے — قدر کدہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار اندنون — کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون
کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر — کوکتے ہین مور بھی دیوار پر
رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو — برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو
دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ — تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ
موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے — حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہے
باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا — حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا
اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے — عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہے
تاکتے ہین رند کھڑے دور سے — آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے
پیچ ہے ہر بیل مین گیسو کی شکل — شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل
ساغر لبریز میسر ہوے — میکدے رندون کے لیے گھر ہوے
ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین — حور سے کوثر کا ابھی جام لین
ہوش مین آ ساقی رنگین لباس — دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس
دھیان اگر جانب میخانہ آئے — صاف ہو خم اور کہین دہیانہ آئے

کہکے یہ دلریش سنے رو رو دیا ❊ سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
سوے خدا دست دعا اُٹھگئے ❊ بیٹھ گیا دست دعا اُٹھگئے
قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی ❊ سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تونے خدایا ہمین ❊ اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے ❊ چاہے تو بے ماں کے ہویدا کرے
عیسےٰ و حوا ہین یہ دونون گواہ ❊ قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ
لوح رحم کا ہے توہی نقشبند ❊ کھینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا ❊ آب سے اور گل سے امالہ کیا
حکم سے تیرے ہوا پیل قرار ❊ نطفے کو اے خالق ہر نور و نار
تو نے رحم مین علقہ کر دیا ❊ پھر علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین رویدہ کیے پھر عظام ❊ لحم دیا عظم کو پھر قیام
پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا ❊ خلقت آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین ❊ ہر کوئی مخلوق سے ہے تیرا حسین
جانتا ہے غائب و حاضر کو تو ❊ خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو
مردے سے بدتر زکریا ہوے ❊ پایا جو فرزند تو زندا ہوے
یونہین طلبگار ہے تجھسے امیر ❊ ہے ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو اے میرے خدا کر اسے ❊ دولت فرزند عطا کر اسے

ناصیے پُر نورِ صباحِ امید — چاند سا منہ چاندنی ریش سپید
ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر — مہر تھی گویا خطِ تقدیر پر
لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا — جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل — قطع مگر رشتۂ طولِ امل
کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا — جسم ہوا گُھل کے سنئے بوریا
گُھل گیا تھا زہد مین ایسا بدن — رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن
دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا — شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الفِ اللہ کا قد بلند — نون نہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر — جس سے منون خاک چھنی دوش پر
مدحتِ معبود مین تھا تر زبان — ذکرِ خداوندِ جہان بر زبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر — بیٹھ گیا آ کے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر — دل مین ہوا گھر تو رہا اُسکے گھر
اُس نے کہا آپ کا تکیہ کدھر — بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا — کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف — بولے ہوا حکمِ خدا جس طرف
جب یہ کہا دست دعا چاہیئے — ہنس کے کہا فضلِ خدا چاہیئے
جب یہ کہا یاس ہے اب چار سو — کہنے لگے بھول نہ لا تقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد — ہے عوضِ لختِ جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین — طفلِ سرشک آتے ہین آغوش مین

دور رہین جام سے انگور ہو — قلقل سے نغمۂ طنبور ہو
قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر — سوئیے میخانے کے پٹ بھیڑ کر
نیند نہ آئے تو کہانی کہون — جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون
اک طرف اک شہر تھا آراستہ — جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
خوب سجی شہر کی ایک اک دُکان — طرفہ عمارات عجائب مکان
شہر کے باشندے سخی و کریم — عاقل و دانا و ظریف و حکیم
رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار — خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار
جمع تھا اسباب معیشت تمام — سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام
خرچ کا مطلق اُسے دھڑکا نہ تھا — رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
زر ہو نہو زر کا جو والی تو کیا — ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا
اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا — گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا
دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ — گھر مین نہ رکھتا تھا وہ گھر کا چراغ
شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر — روز کو خیرات مین کرتا بسر
اشک گرے فضل خدا ہو گیا — سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا
کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا — صدقہ دیا رد بلا ہو گیا
آئے کو محتاج نہ جانے دیا — اُسنے دیا اُسکو خدا اسنے دیا
نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا — زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا
سنتے ہین درویش کوئی آگیا — جسپہ کہ اُس شخص کا جی آگیا
مست مے کشف و کرامات تھا — رند قدح نوش مناجات تھا

باعث نظم

جمع ہوے ایک دن احباب و یار — صاحب عز و شرف و ذی وقار
بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان — نطق مین گلریز تھی شاخ زبان
جلسے مین ہر ایک فلک آستان — چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان
ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب — دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب
اون مین سے اک شاعر شیرین کلام — جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام
کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل — یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل
ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی — موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی
نظم اُسے کر کے سنا دیجیے — آینہ طوطی کو دکھا دیجیے
ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز — ہو گئی اُنکی مجھے خاطر عزیز
پھر نہ مین خاطر شکنی کر سکا — پھر نہ مین کچھ کم سخنی کر سکا
نثر سی نظم مین قصہ لکھا — رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا
ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر — نام ہے اے قدر قضا و قدر

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا — بادۂ گلرنگ پلا ساقیا
ابر ہے اور فصل بہاری کا زور — ہو یہ خرابات مین مستی و شور
قاضی و زاہد کی پگڑی گرے — ہاتہ مین ستون کے ہون دونون سرے

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طرۂ دستار کلام کلیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر — مالک و جبّار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اُس نے پاک — نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پھر گِل کیا — گِل سے ہر اِک عضو کو کامل کیا

عضو ہوئے جمع بنا آدمی — خاک سمجھتا ہی بھلا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا — خاک سے صاف آئینے کو کر دیا

آئینۂ قدرتِ ربِّ قدیر — احمدؐ مختار بشیر و نذیر

رہتے نہ تھے حق سے کوئی دم جدا — سایہ نہ مرئی تھا مثالِ خدا

وصل یہ تھا سایہ کو چارہ نہ تھا — خالق و احمدؐ میں گزارہ نہ تھا

سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا — لحمک لحمی احمدؐ نے کہا

جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا — خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا

تھے وہ پیمبر یہ امام ہدا — اُن پہ درود اِن پہ سلامِ خدا

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود
افسوس اهلخانه دو همشیره را گذاشت
از هفت سال مادر او نیز بیوه است
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین
ممدوح او بدهر بماند هزار سال
نادم شدم بگفتهٔ خود زین جواب دل
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
مصرع سال فصلی او نیز گفته شد
ارشد زبهر سال مسیحش هم بگو
دریافت سبنتش چو کنی بشنوی ز من

زخمی بدل رسید که شد کار دل تمام
زان هر دو واز دو سال یکی بیوه مستهام
یعنی نماند والد آن مادح نظام
فی الفور گفت دل که فضولست این کلام
خواهد نمود پرورش بیوگان مدام
انگاه فکر سال مرا شد باختتام
گشته روان بسوی ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ
رحلت نموده قدر ز دنیا سوی بقیام
۱۲۹۲ ف
ایوا نموده قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ ع
آه از قضای قدر شده کیف بلگرام
سبنت ۱۹۴۱

تمت

الحمد لله والمنة که کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص به قدر
باه نهم ذیحجه سنه ۱۳۰۸ هجری مطابق هفتدهم جولائی سنه ۱۸۹۱ع
در شهر اگره بمطبع مفید عالم آگره باهتمام
بندهٔ گمنام احمد خان صوفی پیرایه اختتام
در بر کشید و سرمه کش چشم
نظارگیان
گردید

کرده سفر بسیزدهم از مه صفر — یعنی ز لکهنو به بنارس نهاده گام
اسوار ریل شد ز زمین بوسے حضور — در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام
خواند آن قصیده را بادب در حضور او — گردید مورد صله از حضرت نظام
هم سرفراز گشت به تنخواه چارصد — لیکن دران زمانه که شد فایز المرام
از اختلاف آب و هواے مقامها — طبعش ازین سبب شده مائل سوز گام
چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق — همراه رفت جانب کلکته شادکام
زانجا برد شه بدکن همره رکاب — بالطف خسروانه و اعزاز و احترام
یکماه و چند روز درانجا صحیح ماند — بیمار گشت بعد ازان آن رسیده کام
شد دبنلے نمود بپشت مبارکش — آن دبنلے خراب که سرطان بود بنام
اسهال هم که باکبدی گویدش طبیب — در هر دو مبتلا شده آن کامل انام
امراض او بطول کشیدند یک بیک — تا آنکه فرق آمده در طاقت خرام
چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد — آگه شد از علالت او خسرو نظام
بین قدردانیش ز ره بنده پروری — صادر نمود حکم بصد حسن انتظام
مداح هر کجا که بخواهد دلش رود — یابد بصرف خویش دو صد روپیه مدام
القصه آمده ز دکن سوے لکهنو — کرده معالجه ز اطباے آن مقام
ایواے چون نبود بتقدیر او شفا — سودے نداد هیچ علاجے و اهتمام
از سیل آن عوارض مهلک بچند روز — آورد قصر طاقت او رو بانهدام
ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز — آخر سفر گزید ازین دار بقیام
معلوم گشت روز دگر حال فوت او — زان رو که این ستم زده بوده ببلگرام

حیف بگذشت چو پنجاه و دو سال از عمرش
نیز سنبت بقلم آمده بنگر ارشد

حضرت قدر روانه شده زین دار خراب
از جهان رحلت قدر آه چه رو داد شتاب
۱۹۴۱

ولہ، در زبر بنیات ہجری

خسرو ملک معانی قدر
ارشد زبر ببین گوہر

کرد جہان فنا پدرود
ہے ہے قدر وفات نمود
سنہ ۱۳۰۱ھ

ولہ، در زبر بنیات فصلی

قدر اُستاد من ازین عالم
فصلی اندر زبر ببین ہست

راہی ملک جاودان گردید
وائے جائے مزار قدر گزید
۱۲۹۲ ف

ولہ، در زبر بنیات سنبت

جان اُستادم روان شد چون زتن
سنبت ارشد ہم زبر بابین ست

در دل من جا نمود از بس ملال
قدر از دنیا گزید انتقال
۱۹۴۱

ولہ،

اُستاد بے عدیل زمانہ جناب قدر
جادو طراز سحر بیان خوش مقام بہ
در مدح پادشاہ دکن او قصیدہ گفت

زیبد اگر باہلِ سخن گویمش امام
معجز رقم محاورہ دان افصح انام
اشعار اندران دو صد وسی بود تمام

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز — از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین
سال رحلت بدعا نیز بگو ای ارشد — بگلستان ارم قدر بود با حسنین
۱۳۰۱ھ

وله فضلی

کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون — آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد
بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم — های راهی از عالم قدر بلگرامی شد
۱۲۹۲ف

وله فضلی

چه حاجت است که شرحش دهد زبان من — که روشن است بر اهل زبان مراتب قدر
وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد — زیاده باد بدار جنان مراتب قدر
۱۲۹۲ف

وله مسیحی

برده زیر زمین قدر زبان آور را — جور بر اهل سخن کرده چرخ بی پیر
آمده سال مسیحی بزبانم ارشد — رهگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر
۱۸۸۴ع

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل — نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر
عیسوی مصرع عیان هجری زمن ارشد بخوان — در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
۱۳۰۱ھ I ۱۸۸۴ع

وله سنت

روز یکشنبہ و بست و سوم ذیقعدہ — فوت کرد آن شہ اقلیم سخن واویلاہ
سنۂ رحلت او ارشد مغموم نوشت — شد روان قدر بسوے ارم انا للہ
١٣٠١ھ

ولہٗ

سرور اہل زبان سرور ارباب سخن — رفت سوے ملک عقبیٰ ترک دنیا کرد حیف
مصرع تاریخ فوتش خامۂ ارشد نوشت — قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف
١٣٠١ھ

ولہٗ

صد حیف زدہر شاعر یکتا رفت — از جسم سخن روح روان گویا رفت
ارشد سنۂ وفات او میگویم — قدر جاد و مقال زین دنیا رفت
١٣٠١ھ

ولہٗ

نالان نشود چون دل ناشاد من — بر چرخ چسان رسد نفریاد من
تاریخ این الم چہ گویم ارشد — رحلت ز جہان گزید استاد من
١٣٠١ھ

ولہٗ

حضرت قدر سر اہل سخن سحر بیان — ذات او عمدۂ اولاد رسول الثقلین
نام نامیش بجا گشت غلام حسنین — زانکہ او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف کہ او بزم جہان را بگذاشت — محفل نکتہ سرائی شدہ بی زیب و زین

کی ہے ہجری کی واجد نے جو فکر | عقل نے بڑھ کر کہا - وہی نظم قدر ۱۳۰۸

قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحب رئیس بلگرام

واہ وا کیا ہی چھپا دیوان قدر
ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار
لفظ لفظ اوسکی ہے مصری کی ڈلی
وہ اچھوتی فکر اے صل علےٰ
ہے لب زاہد بہ سال عیسوی

سب کو ہی اے آرزو عشرت دوچند
دوسرے دیوان ہے عالم پسند
وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
دل فدا لفظون پہ ہے مثل سپند
پیاری پیاری بندشین مضمون بلند
۱۸۹۱ء

تاریخ طبع دیوان - از نتیجہ ناز کخیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد صاف صاف

اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ گو
قدر دانو شوق دل سی طبعزاد قدر لو
۱۳۰۸ھ

ولہ فصلی

کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی ہی

کہ جس سے لطف اٹھائینگے طبع اہل زبان
کلام قدر چھپا قدر دانو تم ہو کہان

ولہ وفات حسرت آیات شاعر نامی حضرت استاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف | باگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاہ

ایضاً منہ در فصلی و سمت

مژدہ باد اہلِ سخن را کز ہزاران زین و زیب
سال فصلی را دو بار و سال سمت را سہ بار

طبع شد افکارِ طبعِ پاکِ قدر خوش بیان
گفت وہ طوبیٰ حیا تاریخ نیّر کج مج زبان
۱۲۹۸ فصلی سمت ۱۹۴۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صد منّتِ خدا کہ بصد قدر طبع شد
نیّر سنش نوشت بصوری و معنوی

دیوانِ قدر شاعرِ یکتائے روزگار
آمد چہ سال سنہ صد ہم ہشت و یکہزار
۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گلِ طبع کلامِ قدر بشگفت و بمن
پس سنش نیّر بگفتم از حروفِ معجمہ

این نوید تازہ آوردہ چو بوئے گل نسیم
نظمِ قدرِ بلگرامی بہتر از دُرِّ یتیم
۱۸۹۱ع

ایضاً منہ در سمت

دھوم ہے شاعرِ یکتا کا ہوا طبع کلام
خوب نیّر نے کہا مصرعِ سال سمت

کیون زمانے مین نہون اہلِ سخن شادان آج
حضرتِ قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
سمت ۱۹۴۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان۔ از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام
نام روشن اس سخن سے ہے سدا

آج پوری ہوگئی سب عزم قدر
ہے یہ دیوان یاہی شمع بزم قدر

سخن فہم و گنجور گنج خرد　　بہین جوہر معدن علم و فن
حسن ابن عبد اللہ نامدار　　خداوند اقلیم خلق حسن
حسابش برون از حساب و کتاب　　کہ فرد وحید است اندر زمن
بعلم فلاحت کتابی نوشت　　زمین سبز شد مثل چرخ کہن
چو زد تیشۂ خامہ بر کوہ فکر　　بر آوردہ این طرفہ لعل یمن
صلاح و فساد زمین بر کشاد　　شدہ خار زار جنوبی چمن
خوشا تخم تاریخ افشاند قدر　　شدہ سبز گشت صلاح دکھن
١٣٠١ھ

تمت بالخیر

قطعاتِ تاریخہاے طبع کلیاتِ جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہر بار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیّر سلمہ اللہ القادر

صورتِ شمع بزمِ عالم مین　　خوب روشن ہوا ہے نام قدر
مہرِ سن تین بار نیّر نے　　کہدیا۔ چھپ گیا کلام قدر
١٣٠٨ھ

ایضاً منہ در فصلی

شد طبع کلامِ قدرِ ذی قدر　　این مژدہ مرا چو گشت مسموع
نیّر گفتم چہ مصرعِ سال　　ہان گشت کلامِ قدر مطبوع
١٢٩٨ف

ابنِ برادرم ابن علی
بادِ بہارِ مصطفوی
دستِ مرادِ او آراست
مصرعِ سال بتاریخش
معنوی و ہم صوری گفت

آب و رنگِ رخِ بہجت
نفحۂ عطرِ گلِ عترت
رخصتِ عروسی بر قامت
قدر سخن گو در ساعت
سالِ الف و ثلاثہ مائۃ
١٣٠٠ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چمن
بان قدرِ تاریخش مہل بر سال زن مہر سجل

زنار بستنش برہمن ہم زار پشتش شد رفیع
شد بنجمِ حسن آرائے ل حالاتِ آزاد بدیع
١٣٠٠ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در دزہمہ دانی سمر
شعر وے اندر دہن صد چمن اندر چمن
مصرعِ پیچیدہ اش عرعرِ بالیدہ اش
خامہ بجامہ نہاد زہرہ عطارد بزاد
بست بفکر رسا معنیِ نایاب را
مریم او طبعِ بکر عیسیِ او تازہ فکر
مصرعِ تاریخ باز قدر چنین داد ساز

آنت فسانہ نگر کان ہمہ ایجادِ اوست
نطقِ زبانِ سخن مرغِ چمن زادِ اوست
معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشادِ اوست
فکر تصور نژاد خلخ و نوشادِ اوست
بستنِ بال ہما عشوۂ صیادِ اوست
روحِ قدس را بہ ذکر ہمتِ پاسادِ اوست
سروِ چمن زار ناز قصۂ آزادِ اوست
١٣٠٠ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبداللہ محاسب سرکار نظام

جو مہتمم تھی رعایت حسین عدل پژوہ سنہ ۱۸۸۲ع — ہوئی رعایت انڈسی خرچ بیس ہزار سنہ ۱۸۸۲ع
یہ اذن میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی سنہ ۱۸۸۲ع — کہو وہ تاریخ ابجد مین جسمین سال ہون چار سنہ ۱۸۸۲ع
اگر ہین فصلی و ہجری بیان علی الترتیب سنہ ۱۹۳۹س — تو پہر مسیحی و سنت مین ہے ہو بہو شمار سنہ ۱۹۳۹س
پھلایہ باغ ہنر قدر بلگرامی کا سنہ ۱۹۳۹س — ہر ایک سال مین پڑھ بخلاف دو اشعار سنہ ۱۹۳۹س

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طور صفا — خلیل کعبۂ حکمت محمد ابراہیم
بصد فشار اجل ز بر ہستی موہوم — چکید رو در صدف گور شد چو در یتیم
نوشت سال وصالش بتعریف خامہ قدر — بدرج کعبۂ باقی خزید ابراہیم سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ،

چون چراغ دودمان علم ابراہیم مرد — ریخت اشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد
بر دو داغ مہر یزدان در شبستان ارم — چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد
از دلش چون ملتہب گردید سوز معرفت — ہر گل گلزار جنت نار ابراہیم شد
قدر از شمع قلم افروخت بزم سال او — از برائے وی ارم گلزار ابراہیم شد ۱۲۹۹ھ

ولہ

ز سیر بتکدۂ عالم فنا تمثال — بسوی دار البقا رخت بست ابراہیم
بہ دست ہمت مردانۂ رضائے قضا — شکست لات جسد حق پرست ابراہیم
دماغ قدر بکرسی نشاند تاریخش — چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم ۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفٰے برادرزادۂ مصنف

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد — خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر

گردن علم عروض آمد بطوق دائرہ — قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر

قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم — شد زسبحن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
۱۲۹۹ھ

وله فی المثنوی

تدبیر الدوله مرد آوخ — رخت زہستی برد آوخ

رزم نگار بہادر جنگ — بزم آرای نام و ننگ

قیدی طبع و داغ اسیر — رشک ظہوری فخر ظہیر

صائب رای و فکری فکر — عرفی رسم و سعدی ذکر

طبع سلیمش ناز سلیم — برق کلامش داغ کلیم

قدر دو تا تاریخ بگفت — تازه به تازی گوہر سفت

مات سلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ھ — فات کلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرای ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادہ ہا از سید غلام حسنین قدر حسینی واسطی سنہ ۱۲۳۹

سخی و داور و عاقل جناب جان کوئن — سنہ ۱۲۹۰ف
حکیم و حاکم و حق جو کمشنر جرار — سنہ ۱۲۹۰ف

ہوئے جو مستعد سعی وہ عدالت کے — سنہ ۱۲۹۰ف
بڑی ادب سے تلک سنگھ ہین سپاس گزار — سنہ ۱۲۹۰ف

جو ہین یہ محسن نیکان رئیس کٹیاری — سنہ ۱۲۹۹ھ
ملا خطاب انہین راجا کا ای دل آئی بہار — سنہ ۱۲۹۹ھ

پھر اسکے شکر مین بے باک طبع راجا نے — سنہ ۱۲۹۹ھ
کی یادگار مین ارفع کلان سرا طیار — سنہ ۱۲۹۹ھ

حیف آن ماہِ کمال و آوخ این گور نژند
حیف آن مہرِ ہدایت آوخ این تیرہ مغاک

وے دریغا از زمین لرزہ غمش گیتی پُر است
دیدہ اندر مویہ اش ارضِ نجف شد سینہ چاک

موسی و وادالمقدس عیسیٰ و چارم فلک
خاکِ پاک آمد کلف بر طرف در خاکِ پاک

شد بمینو نغمۂ طوبیٰ لک از طوبیٰ بلند
موجزن بہرِ زیارہ کوثرش با صد تپاک

در دو مصرع زد دو تاریخ وفاتِ او رقم
قدر با چشمِ پُر آب و با دلِ اندوہناک

مُرد قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم سنہ ۱۲۹۸ھ
موج دریاے حیا در نجف آمد بخاک سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانہ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفل خداداد اندنون پیدا ہوئے
ایک لڑکی ایک لڑکا حوروش رضوان شمیم

اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم

عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھدیے
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام ہم ۱۸۸۱ع

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ
بیاہ لائے ہو دُلہن گھر کی ہوئی آبادی

لو سنو قدر سے یون مصرعِ تاریخ نکاح
للہ الحمد مبارک تمہین ساجد شادی سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت
جانِ فن شاعری افتاد اندر دار و گیر

بر سرِ الفاظ خود جہل مرکب تیغ راند
بر گلوے معنی آمد دشنۂ رنج کثیر

تاریخ انتقال شیخ بو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بوّ نام
گفت سالش زبان خامۂ قدر

آوخ آوخ نخفت در تہ خاک
شیخ بو سپرد جان بہلاک
۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرۂ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمدہ شوالے کی ہین دیبی پرشاد
سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ
آخر الامر کہا قدر نے یون ہنت مین

خلف الصدق جواہر لال والا تدبیر
یہ شوالہ ہمین قدر کا ہی سرو کبیر — سنہ ۱۲۸۸ فصلی
ہوگیا عمدہ و نادید شوالہ تعمیر — سنہ ۱۲۹۸ھ
اسکی چوٹی پہ ٹہرکے قبہ چرخ بی پیر — سنہ ۱۸۸۱ع
مورتون سی ہوا کیسا یہ شوالہ تصویر — سنہ ۱۹۳۸ بکرمی

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی معوطن آرہ مدفن

چون نخل قد غلام یحیاے جواد
سالش ز کریاے خرد جست قدر

در آرہ بہ ارہ اجل درافتاد
گفتم عموی غلام یحیی جان داد
۱۲۹۸ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام دبرہان شگرف
راد دین سید علی بردست گردون شد ہلاک

ماہِ سالش تافت بر اوجِ سمائے فکرِ قدر — نے بہا زہر چکیدہ از زبانِ مشتری ۱۲۹۷ھ

ولہ

لوحش اللہ مشتری دیوانِ خود ترتیب داد — زد مہستی سکۂ شہرت بنامِ مشتری

لالہ خاتون داغ بردل لولے اندر سوزِ رشک — مہری و ماہی فدائے صبح و شامِ مشتری

در سخن دریوزہ گر سلطانِ داغستانیش — زائرے احرام بند بارعامِ مشتری

قدر بر نقدِ مسیحی سکۂ تاریخ زد — گرمی بازار شد محو کلامِ مشتری ۱۸۸۰ء

تاریخ غسل صحت مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنرِبیل کے سی اس آئی خطاب — آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دورباش

چشمہا برداشت اندر صید شیران در کنام — شد زبون چون مردمانِ چشم تن ستر بباش

ہر یکے نخلِ دعا بنشاندش از بہر اثر — ہر یکے دستِ زبان برداشت از بہر عاش

غسلِ صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش — عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد زلبہائے شفاش

قدر از دستِ دعا بنوشت سالِ عیسوی — بہر پاس جسم باد آبِ غسل آبِ بقاش ۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مردہ چون صادق حسینؑ دیدہ ور — گریہ شد بر چشم مرد فرض عین

بود زوار حسین ابن علیؑ — مہر دار فاتح بدر و حنین

نوجوانِ صالح و پرہیزگار — تابعِ شرع و مطیعِ والدین

مصرعِ سالِ رحیلش قدر گفت — راہی جنت بشد صادق حسین ۱۲۹۸ھ

کہا یہ قدرؔ نے مصرعِ تاریخ — نشاطِ خانہ آبادی مبارک ۱۲۹۷ھ

ولہ رباعی

نبن صاحب بعقدِ مہد آرا شد — وین عقدہ بشہرِ فتحپورش وا شد
اے قدرؔ نوشتیم مسیحی تاریخ — بازہرہ قرانِ مشتری آنجا شد
۱۸۸۰ء

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالکؔ تخلص شاگرد جناب غالبؔ علیہ الرحمہ

اے قدرؔ خواجہ تاشِ ما نواب قربان علی — سالکؔ تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصراعِ تاریخِ وصال اندر جزآمد لال — نواب قربان علی سالکؔ ہزار افسوس مرد
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دارالسلام مولفۂ میر عنایت حسین متینؔ تخلص

سیدِ والانسب میر عنایت حسین — آنکہ متینؔ داغ اوست داغ دہِ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر — ہم سخنش پُر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد — اینت دوتا گفت سال قدرؔ بشعری تمام
مصرعِ اولائے او در سنہ عیسوی است — مصرعِ اُخرائے او ہجریِ خیر الانام
اوج دہِ حورِ عین طوبیِ نظمِ متین — زادِ معادِ انام توشۂ دارالسلام
سنہ ۱۸۸۰ء — سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدہ لکھنو

جامہائے خویش را ایدن چو گرد آوردہ است — نغمہ زا شد در سخن ساز بیانِ مشتری
شد درو دمِ حبابِ آسمانِ آفتاب — ہم سرودِ حبذا بر آسمانِ مشتری

گور عباس جان خرا شد اے دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است

از ہم جسگر قدر بپا شد ای دل
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل
سنہ ۱۸۷۹ء

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمورہ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشک فلاطون و بوعلی	سنہ ۱۲۹۷ھ	یعنی علی محمد حق بین خلق دان	سنہ ۱۲۹۷ھ
برکس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم آز	سنہ ۱۲۹۷ھ	از وجہ آمد زر خود اندرین زمان	سنہ ۱۲۹۷ھ
شد بانی بنای عزاخانۂ حسین	سنہ ۱۲۹۷ھ	ابن علی خدیو و لا شاہ انس و جان	سنہ ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواق طبیب مسیح نہج	سنہ ۱۲۹۷ھ	سقف آسمان عرش زمین اوسط آسمان	سنہ ۱۲۹۷ھ
بیت الشفاے عام صداع گناہ ناس	سنہ ۱۲۹۷ھ	دار الشفاے درد گناہان مردمان	سنہ ۱۲۹۷ھ
شمع ولا لگن دل سرگرم مومنین	سنہ ۱۲۹۷ھ	آہ شنگرف ماتمیان دود عود دان	سنہ ۱۲۹۷ھ
ہر مصرع چکیدۂ کند احساب قدر	سنہ ۱۲۹۷ھ	ہفت و نود ہزار و دو صد سنجد اندران	سنہ ۱۲۹۷ھ

ولہ اردو

شیخ صاحب علی محمد نام
اس عزاخانے کے ہوے بانی
سال تعمیر قدر نے لکھا

ہین طبیب و حکیم و فرزانہ
عرش پایہ بنایہ کاشانہ
ہے یہ شبیر کا عزاخانہ
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ زناشوئی نواب اصغر جان صاحب عرف ننّن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب
تمہارا گھر بسا شادی مبارک

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن | نور آیا یا کہ چشم کور مین
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا | آہ بدر آیا خسوف گور مین
۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل | پھر ہوئے مسند نشین مسند ایوان جشن
پھر اُٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرام پور | پھر سنا کروبیون نے نغمۂ و الحان جشن
پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ | پھر ہوے کرسی نشین افتخار ارکان جشن
بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری | لڑگئی قسمت کہ دارا ہوگیا دربان جشن
حال لکھا جشن کا منشی کستوری لال نے | ہان نگاہین روبرو یہ نذر ہی شایان جشن
جسکا ہر اک صفحۂ رنگین چمن کا تختہ ہے | جسکی ہر اک سطر ہے نہر سر بستان جشن
نظم ایسی چہچہائی باغ مین مرغان فکر | نثر ایسی لہلہائی سبزۂ وریحان جشن
شہر تون سے ہر قلم دائیگی تحت القلم | مہر خامہ سے مسجل ہوگیا فرمان جشن
تخت فصلی پر بٹھا ای قدر یون جمشید سال | ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن
۱۲۸۶ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دوہم | شب آفتاب کے برزمین بے فسردہ وا ہے
یعنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان | ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وا ہے
برخواند قدر مو یہ تاریخ ہجریش (تضمین ۱۲) | عباس بیگ خان بہادر بمرد وا ہے
۱۲۹۶ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

همه خانهٔ آب برده همه دل ز تاب برده | همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد
همه روز شب نما شد همه شب شب بلا شد | همه ساز سوزها شد همه پنبه اخگر آمد
پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده | بغمم برات کرده چو زمان او سر آمد
شده دفن جسم خاکی چو بخاک در تو گوئی | بن امهات سفلی بکنار مادر آمد
بفراغ عیش خندان چو گذشت از سر جان | بولای شاه مردان لب حوض کوثر آمد
تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته | دل خاک چاک گشته چو بخاک پیکر آمد
پی سیر باغ رضوان چو رسید تازه مهمان | رہ‌های حور و غلمان به پذیره تا در آمد
پدرا خدا یگانا من و ایزد توانا | بغمت تنم همانا همه تار بستر آمد
من و صبر و صد شکایت دل و صد فغان برایت | همه صبر دل فدایت که سپند مجمر آمد
منم و خیال رویت منم و هوای کویت | همه روز و شب بسویت نظریکه منظر آمد
من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ | ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد
بخموش قدر نالان دل و دیده شد پریشان | چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد
سنهٔ وفات والد تو بخوان ز لطف ایزد | بجنان گزیده سید خلف علی در آمد
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل الله لکهنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس | میر قدسی نظیر فضل الله
سال رحلت نوشت خامهٔ قدر | آه جان داد میر فضل الله
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجه بدر الدین عرف خواجه امان دهلوی مترجم بوستان خیال

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جوہر شفقی رتن ناتھ است
کلک گوہر ین سلکش ابر درفشانیہاست

گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است
فکر آسمان پیماش وحی آسمانیہاست

اینت خامہ گرد آورد کارنامۂ حکمت
شرح راز گوئیہاست متن رمزدانیہاست

خامہ فرسود آورد فتنہ در وجود آورد
ہین بعالم پیرش دعوے جوانیہاست

شمس ضحیٰ آمد گرمی بیانش ہین
نام نامہ را آمد طرفہ مہرخوانیہاست

از حروف دو مصراع قدر رشد دو تا تاریخ
ہجری از نخستین ہاست عیسوی ثانیہاست

رمز علم لامع شد در جہان ز لطف حق
۱۲۹۵ھ
مہر نیمروز عصر وقف مہربانیہاست
۱۸۷۸ء

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین وا ویلا
ستم اے چرخ سفلہ بے عدر رفت

بصفی پور از مہونا خواند ؛
پور ہمپاے مالک خود رفت

تار جانش گسیخت دست اجل
در یکتا بجیب مرقد رفت

قدر بنوشت سال تشنقارش
درار مگہ محمد احمد رفت
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

زدکن فغان برآمد چو بگوشم اندر آمد
ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد

ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ
ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

لکھی یون **قدر** نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین | حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنؤ کہ بسبب صفت و مادہ دارد

قطعہ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسنین قدر سنہ ۱۸۷۸ء

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	سنہ ۱۸۷۸ء	سجد و جہد کل اٹھارہ سو سڑسٹھ نومبر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
تو ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی	سنہ ۱۸۷۸ء	مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج	سنہ ۱۸۷۸ء	زمان عدل ورز ہیرونٹ سر جارج کوپر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
جو باتمکین ہین کرنل رڈیہ صاحب مہتمم لایق	سنہ ۱۸۷۸ء	ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق	سنہ ۱۸۷۸ء	ہے زیبا سے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کی سی ایس آئی	سنہ ۱۸۷۸ء	کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت	سنہ ۱۸۷۸ء	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکرر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
یہ عمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق ہین	سنہ ۱۸۷۸ء	کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
ہی زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش رانا کا	سنہ ۱۸۷۸ء	ہین یہ وائس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب	سنہ ۱۸۷۸ء	ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
ہوئی میر عمارت نیکدل کرنل ہوپس امین	سنہ ۱۸۷۸ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین	سنہ ۱۸۷۸ء
ہین نعمان خرد وملور صاحب نامی انجنیر	سنہ ۱۸۷۸ء	لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نام ای ایمین افسر مین	سنہ ۱۸۷۸ء	سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین	سنہ ۱۸۷۸ء
سلامت یا خدا احکام منصور اور یہ کالج	سنہ ۱۸۷۸ء	ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین	سنہ ۱۸۷۸ء
مکمل نظم وہ لکھی ہی **قدر** بلگرامی نے	سنہ ۱۸۷۸ء	ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین	سنہ ۱۸۷۸ء

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رنگ شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء	آئینہ منہ سند بخت سکندر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہی یہ ہاتھ مین گنگنا دلخواہ	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن حسن ہے فیاض کے سر پہ سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
جسنے دیکھا نہو خورشید زمین کر نو نمین	سنہ ۱۸۷۷ء	دیکھے انکا رُخ نایاب ہٹا کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	سنہ ۱۸۷۷ء	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق دہ قد طناز فلک	سنہ ۱۸۷۷ء	سب جبین صبح ہی منہ چاند ہی اختر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تازہ الفت کلبہت دام تو پھیلایا ہی	سنہ ۱۸۷۷ء	صید اخلاص کرے سر کے نچھاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس	سنہ ۱۸۷۷ء	ہی سجا رُخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن ظل علمدار دلاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	سنہ ۱۸۷۷ء	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبۂ سترک

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجدے ترمیم کرد و شہرۂ امصار شد

گنبد تاریخ او معمار فکر قدر ساخت
مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد

سنہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرہ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے
عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی

فروغ نثرہ و پروین جناب خواجہ بدر الدین — بفکر خود رصد بندے بکلک خویش سیّارے
حکیمے رمزدانی نکتہ فہمی دور اندیشی — تدینے موشگافے بختہ مغزے نغز گفتارے
دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل — تف برق شرر بارے نم ابر گہر بارے
زہے آزاد پابندی خہے پابند آزادی — بکار خویش سر مستی بکار غیر ہشیارے
دلش وابستۂ صورت دل معنی اسیر اد — بشوق حسن دلگیری بحسن شوق دلدارے
بنور انگیزیٔ لفظ آئینہ بند حلب شہری — بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری
بباطن تخم افشانی بظاہر سنبلستانی — بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ نثاری
چہ نثر دلفریبے نجم الاسرار آمدہ نامش — چو تصویر فرنگی سادہ رنگے و طرفہ پرکارے
چو چشم غمزہ بازان خامش آوائے و سخنگوئی — چو روئے امردان رنگین عذار سادہ رخسارے
ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے — نگاہ چشم جادو از سر دامان او تارے
بمعنی کہنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے — بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشہ بردارے
چو مار و مہرۂ مارے بزیر خامہ ہر نقطہ — قلم بر ہر بیاض صفحہ مارے یاسمین زارے
ورق از حرف شگونش قلم از صرف مضمونش — یکے دامان شبگردے یکے زنبیل عیارے
قلم بنوشت و آسود و بپایان آمد این دفتر — نہالے بارور گردید و بارش بختہ شد بارے
برآرائے قدر نجم سال او از اوج فکر خود — دمیدہ مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے ۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو — بندد بہ نگاہ
تصنیف جناب خواجہ بدر الدین ست — سالش این ست
اسے قدر بود در خور حرز بازو — قصہ کوتاہ
از بدر بر آمدہ ست نجم نیکو — سبحان اللہ سنہ ۱۲۹۲ھ

طرهٔ او ز دکمند بر سر چرخ بلند
صحن کشادش فگنده غلغله در خافقین

قدر رہے گن بہپا خانہ تاریخ را
کرده چه قصری بنا میر وزیر حسین
سنہ ۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفۂ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین
خط کش منشیان ما سبق ست

زد رقم مولد رسول الله
که ز سر تا بپا یک نسق ست

در سواد کتاب رنگینش
بر لب شام خندهٔ شفق ست

غنچهٔ سوسنی ست هر نقطه
تختهٔ گلشنی ورق ورق ست

بر بلندی پرید اوراقش
زان یکے آسمان نه طبق ست

باوجود شهاب ثاقب خود
از خجالت فلک عرق عرق ست

زاد از طبع قدر تاریخش
مولد اشرف نبی حق ست
سنہ ۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن
این مولد رسول گواه شکر لبی ست

طوطی فکر قدر نواز د بشاخ سال
صد صد درود آر که این مولد نبی ست
سنہ ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان
رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی

قدر بسال روان سال وصالش بخوان
آه بحق داد جان شیخ محمد علی
سنہ ۱۲۹۱ھ

مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلق — سنہ ۱۲۸۱ فصلے
ہان قدر حنین بخوان تو سال چارم — سنہ ۱۸۷۳ عیسوی

چون سینہ شدہ سرزمین چاک دمشق — سنہ ۱۲۹۰ ہجری
در خلد مصاحب علی گشتہ وحق — سنہ ۱۹۳۰ بکرمی

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر ولی بود بحق
برکرسی سال نقش تاریخ نشست

برجاے پدر جلوس فرمود بحق
حق بر مرکز قرار بنمود بحق
سنہ ۱۲۹۰ ھ

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

میر ضامن علی جلال حکیم
اصطلاحات ہند اُنہون نے لکھی
قدر نے سال فارسی یہ کہا
روے فصلی یہ پھر در تاریخ
دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال
عیسوی سال کا جما پھر رنگ
پھر زر سال پر لکھے سمت مین

وہ جو ہین شعر و طب کے مامن فیض
سال ہجری بتایا گلشن فیض — سنہ ۱۲۹۰ ھ
گھر پاکباز دامن فیض — سنہ ۱۲۴۳ فارسے
ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض — سنہ ۱۲۸۰ فصلے
ہی یہ نادیدہ مہر روشن فیض — سنہ ۱۲۹۵ شمسے
ہوا گلبیز واہ خرمن فیض — سنہ ۱۸۷۳ عیسوے
ہے سراپا کلید مخزن فیض — سنہ ۱۹۳۰ سمت

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خدم خان سکندر حشم
ساختہ قصری بدیع ہمچو سر خود رفیع

شاہ سریر کرم میر وزیر حسین
ہمچو دل خسم سیع ہمچو رخ خود بزین

قدر این کتابہ کافی سنگ مزار باد	سنہ ۱۲۸۹ ہجری	جاے سطوان مقبرۂ مظہر کریم	سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ
ملائک بھی قدم جنکے لب تعظیم سے چومین

وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنچ کی نکلا ہے
کہ جس کی شش جہت مین واہ واکی مچ گئین دھومین

یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی
ہوے عمدہ قواعد خوب باب تصنیف اُردو مین

سنہ ۱۸۷۳ع

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی
فرش راہ آل احمد خاکپاے بوتراب

پھر گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ
تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب

قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر
اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب

قید خانہ اک گہن تھا اُسمین وہ خورشید تھے
آفرے اندھیر اہل عالم سب تھے با چشم پر آب

آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلو مین داغ و درد
دفعتہً یون ہوگئین سبکی دعائین مستجاب

قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا
آیا پھر آیا زلیخاے مسرت پر شباب

پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جگھٹے
پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب

بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد
چپ ہو ای قدر ہی یہ داستان گونگی کا خواب

کوکب تاریخ چمکا دو سماے فکر پر
ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

سنہ ۱۲۹۰ع

تاریخ وفات چودھری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

وہ جبرئیل پایہ ہین یہ وحی عرش دین ‏— وہ رشک روح ہین تو یہ کاغذ برات کا

وہ خضر راہ فضل یہ سجادۂ کمال — وہ غیرت مسیح یہ محضر حیات کا

وہ بلبل چمن ہین یہ اوراق برگ گل — وہ طوطی سخن ہین یہ کوزہ نبات کا

وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام — وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا

وہ ابر فیض ہین تو یہ کشت مراد ہے — وہ کوہ حلم ہین تو یہ دامن ثبات کا

ہان قدر رول دے در تاریخ آبدار — وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا ۱۲۸۰ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبدالاحد صاحب بٹولوی

گفت عبدالاحد وحید العصر — نعت پیغمبر اسمہ احمد

ہر کہ بشنید و دید از خود رفت — وز پئے سال قدر رفت بخود

فتح شد ہفتخوان تاریخش — بے بہا ہفتخوان ز عبدالاحد ۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہفتخوان نے نوشت عبدالاحد — بمدیح محمد عربی

مدنی و حجازی و مکی — قرشی ہاشمی و مطلبی

قدر بکشود قلعۂ تاریخ — ہفتخوان مدیح پاک نبی ۱۲۸۹ھ

تواریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرکی ہمہ دانی وفات کرد	فصلی ۱۲۸۰	در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم	سمت ۱۹۲۹

صد حلاوت مے چکد از نفحۂ خلق خوشش	ہے نہ بینی مرغکے از گل ہمی سازد عسل
مے رسد بر صفحۂ حرفش یا صد اختر بر فلک	میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل
در حجاز افتادہ آہنگ غریبی بر کشید	دہ چہ نام آوردہ اند رسال ہجری بے خلل
این نگارین نامہ را گفتم دو تاریخ قدر	یللے نازم بشاگردی استاد ازل
مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی	بر شمر انگشت اگر دستے بداری در عمل
ہمچو زہرہ در سماع آید عطارد بار قم سنہ ۱۲۸۹ھ	بر صدا گردید آہنگ غریبے بدل سنہ ۱۸۷۲ء

تاریخ تالیف رسالۂ نجاۃ العاشقین مولفۂ شاہ سراج الیقین کرسوی

چون سراج الیقین فرزانہ	کہ رخش تاج شاہ خاور شد
عالم و حافظ کلام خداست	فقر از و شاہ ہفت کشور شد
داد تالیف مولد احمد	خادم خادمت پیمبر شد
سطر ہا گشت سلک مروارید	ہم روانیش آب گوہر شد
شمع تاریخ قدر روشن کرد	شمع حق یقین منور شد ۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی سنے یہ میلاد مین لکھی کتاب	کشف ظاہر سے ہوے محفل نشین باطنی
نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین	حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی
قدر نے پھر لکھدیا یون مصرع تاریخ سال	ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی سنہ ۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے	مولد لکھا رسول علیہ الصلوۃ کا

سوال از خود و از مجتهد جواب آورد
مگر جواب ندارد درین جهان کهن

نهاده است سراج الشریعت اورا نام
ز دل فتند همه مشکوة چون ز کعبه وثن

جریده که بود صفحه اش رخ یوسف
جریده که بود سطر تار پیراهن

جریده که سوادش سیاهی شب قدر
جریده که بیاضش شهاب اهرمن

جریده که بود چشم حور دائره اش
جریده که بود زلف حور پیچ و شکن

جریده که ضیایش بهمه خراج حلب
جریده که صفایش تمام ساو عدن

لغات او بزبان غیرت سهیل وادیم
صفات او بلبان رشک هور و لعل یمن

بجان علم همان پایه ده که جسم بجان
بجسم شرع همان وایه ده که جان به بدن

تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند
فتاد غلغلهٔ او بکوچه و برزن

هر آنچه قدر به آوند ماست براد و
هر آن سخن که نگفتیم میتوان گفتن

برآوریم دو بوی ترانه از گل و شکر
برآوریم دو گلهای تازه از گلشن

برآوریم دو تا سال هجری از بیتی
برآوریم دو الماس ریزه از معدن

یکی ز مصرع اولاش سال بدو کتاب
دگر ز مصرع آخراش سال ختم سخن

سراج شرح بطاق صلاح علم نهاد
سنه ١٢٧٥ھ
چنان که محفل دیوان دین شده روشن
سنه ١٢٨٤ھ

تاریخ ترتیب رسالهٔ آهنگ غریب مصنفهٔ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب بٹولوی

منشی انشای نثر و شاعری قنبر علی
نثر او نثرهٔ مثال و شعر او شعری مثل

خط به بینی بر کشد کلک دبیران پیش او
نیزهٔ خطی خامه چون برآرد در جدل

اینت شعرش بلبل گلزار زانو ته کند
آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

ماسال ختان او نوشتیم ای قدر	شد سنت مصطفے ادا در پاپ کے ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالہ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈائرکٹر صاحب بہادر

جناب آراے کالن برونگ	مرے آقا اودہ کے ڈائرکٹر
ہوے اک بار یون ارشاد فرما	کہ مجموعہ بنے بہتر سے بہتر
وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر	دماغ علم ہو جس سے معطر
ہوے آمادہ پنڈت شیو نراین	ولی نعمی و ڈپٹے انسپکٹر
ہوے منشی حکیم الدین معاون	شریف و کامل و مرد ہنرور
لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل	ذرا بندہ بھی ہاتھ انکا بٹا کر
غرض نکلا عجب نایاب نسخہ	پھڑک جاے جو دیکھے کیمیا گر
پر اب تاریخ صوری معنوی ہو	کہ سن نکلین عبارت کی برابر
ہوا جب یہ تردد قدر بولا	پڑہ اٹھارہ سو اوپر سال اکہتر ۱۸۷۱ء

تاریخ آغاز و انجام رسالہ سراج الشریعۃ مصنفہ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی	مہ سماے وطن قطب آسمان دکن
وطن کند بغمش گریۂ ہزاران ابر	دکن زند ز دمش خندۂ ہزار چمن
وطن ز فرقت اوسکہاے غم در جیب	دکن ز قربت اوہون عیش در دامن
فقیہہ و متقی و زائر امام حسین	خلیل کعبۂ ایمان سترگ و قبلۂ من
بسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است	محیط ہالۂ پر دیش صد ہزار پرن

خدا مین ملگیا شبلی خالص	سنہ ۱۸۶۹ء	خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہوے رضوان مآب الحکم للہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
بنا تخت روان بس کیا جنازہ	سنہ ۱۸۶۹ء	چلا دربار کو کس شان سی وہ شاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر بے میر سے ہی ظلم	سنہ ۱۸۶۹ء	لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد سے ہے حسن آغوش عروسان	سنہ ۱۸۶۹ء	روان بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر	سنہ ۱۸۶۹ء	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے	سنہ ۱۸۶۹ء	گران ہے پشت دل کوہ پر جانگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا	سنہ ۱۸۶۹ء	غم دل ہے بلا صد واے ویلاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم روان ہاے	سنہ ۱۸۶۹ء	نہ ہے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین	سنہ ۱۸۶۹ء	کرون کیا مین شمار ای میرے اللہ	سنہ ۱۲۶۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے حد	سنہ ۱۸۶۹ء	گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	سنہ ۱۲۱۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدر آباد دکن بہ لکھنو کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت رحمت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اول ای قدر	سنہ ۱۲۸۶ھ	جب توجہ حج اکبر مین نہین حجت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادرزادۂ مصنف

چون ختنۂ مصطفیٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی

آوخ آوخ از پژوہشہای آن فرزانہ مرد
وے دریغا بود چندی صحبتش گیر امین
مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود
جان سپردہ مولوی عبد الغفور بی بدیل
سنہ ۱۸۶۹ ع

آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم
وے دریغا باشد اندی فرقتش بر من ستم
قدر زد اندو مصرع ہر دو تاریخ رقم
زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم
سنہ ۱۲۸۵ ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان
جوہر تزئین حق چہرۂ آئین حق
از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ
گشت نثار حسین عاشق زار حسین
قدر بہ سال رحیل داد ندا جبرئیل

نالۂ و اشک روان رفت خفی و جلی
آئینۂ دین حق گشت ازو منجلی
وز اثر سجدہ گاناصیہ اش صندلی
تعزیہ دار حسین مست ولائے علی
رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی
سنہ ۱۲۸۵ ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مرا دحشر کیا دہلی کا خط تھا	سنہ ۱۸۶۹ ع	فلک ٹوٹا یہ مجھپر آہ ناگاہ	سنہ ۱۲۸۵ ھ
مرے استاد عالی جاہ غالب	سنہ ۱۸۶۹ ع	دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ	سنہ ۱۲۸۵ ھ
خدا جوئے و خدا یاب و خدا باز	سنہ ۱۸۶۹ ع	فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ	سنہ ۱۲۸۵ ھ

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گُل تاریخ   ہے دیدہ بہار چمنستان ریاضی
۱۰۶۶ء

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین   چو جد خویشش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل دفتر   لسعی خویشش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد   شد از جماعت اسلام قائم این جامع
ا سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گزشت چار شنبہ بسواد پنجشنبہ   ز مہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
بسم ہیضۂ وبائی بنمود آ بگردش   کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بمرقد
پئے سال رحلت او شدہ قدر را اشارت   کہ بگو۔ مقام احمد شدہ خالی از محمدؐ
سنہ ۱۲۸۴

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید   تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقہ زنان مرد و زن مویہ کنان موے کن   پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدر ربز یز نگاہ سال وفاتش بخواہ   سوے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور   سر بر آورد از وجود و دم کشید اندر عدم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف ۔۔۔ کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صل علی ۔۔۔ اس قلمرو مین ملی داد قلم
کیا حدیثون کو بنایا تصویر ۔۔۔ حبذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت ۔۔۔ دیکھیے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی معنی ۔۔۔ لفظ ہین قمری شمشاد قلم
نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب ۔۔۔ جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کر کے اُنہین سر دھنتا ہے ۔۔۔ یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم
جگمگیا سال کا نقشا اے قدر ۔۔۔ لوح محفوظ ہے ایجاد قلم
۱۲۸۳ھ

تاریخ نتائج الطبیعات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ ۔۔۔ کیا رسالہ آپ نے لکھا ہی مطبوع انام
گوہر تاریخ لایا قدر کا غواص فکر ۔۔۔ بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر اک تمام
۱۲۸۳ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبند لال صبا سررشتہ دار ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہی ہزارون مین صبا نے ۔۔۔ اللہ رے استاد دبستان ریاضی
کس شکل سی لکھا ہی مساحت مین رسالہ ۔۔۔ طوبیٰ کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی
باندھی ہی عمودون نے عجب اسمین عمارت ۔۔۔ کیا قاعدے سی لکھے ہین ارکان ریاضی
گل بوٹے تراشے ہین کہ شکلین ہین ورق پر ۔۔۔ پر ہوگیا گل امید سے دامان ریاضی
کیونکر نہو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر ۔۔۔ یہ نسخۂ نایاب ہے یا جان ریاضی

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد	صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
	سنہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عمّ مصنف

عمّم من قبلۂ و ملاذِ من ؛ ؛	جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بجوان اے قدر	ہاے قدرت علی بمرد افسوس
	سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اُسکی غضب ہے	پھر اُسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہاے
ای میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا	مٹی مین ملا آج مرا نام و نشان ہاے
این ماتم سخت است کہ گوید جوان مُرد	کھینچے مری کھینچتی نہین یہ سخت کمان ہاے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے	سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہاے
اُٹھتا ہون مین کہہ کہکے اِدہر آہ اُدہر آہ	گرتا ہون نہین کہہ کہکے یہان ہاے وہان ہاے
سچ کہتے ہین سب ہوتی ہی آنکھونکی مروت	بند آنکھین ہوئین اب مری پروا ہی کہان ہاے
کس مُنہ سے پڑہی قدر تری مرگ کی تاریخ	کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہاے
	سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ مثنوے لوح محفوظ

چھوٹے مامون مرے فیروز علی	فکر سے کر گئے امداد قلم

چو ساخت چاہ سر رہ محمد اسمٰعیل	مثال زمزم ازو آب کرد طغیانی
پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	بنا نمودہ سر راہ زمزم ثانی ۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن	کزین در برآید رہ مدعا
زدست دعا قدر بنوشت سال	در فیض احمد حسن بادوا ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات صدر عالم پہانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم	در دہر ہمے فزود قدر عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر	رحلت بجنان نمود صدر عالم ۱۲۷۹ھ

تاریخ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے	رضوان کس نیند سو رہا ہے
کیا حوض بنا دیا چمن مین	جو کوثر و خلد نے بہا ہے
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر	سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسکا کوئی بلبلا جو پھوٹا	اُسمین بلبل کا چہچہا ہے
بہکا ہوا کیون پھر اسکندر	موجون کی زبان یہ قہقہا ہے
وہ آب بقا ہے نام جسکا	باقی اسکا رہا سہا ہے
اے قدر لکھو یہ سال ہجری	حوض آب حیات کا بہا ہے ۱۲۸۰ھ

ہزار و ہشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت قدر عیان و نہان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و دو پدید بود
سنہ ۱۸۶۱ء

ایضاً

عیش ہین بشر بیان پر ہی ارنی زبان پر
قدر شروع سال ہی مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا نور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا نور
سنہ ۱۸۶۲ء

تاریخ مہمانسرائے سانڈی

جو کالن لنڈزی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی

گئی پایا مسافرخانہ کچھ اچھا نہ سانڈی مین
بہت اعلیٰ بنا ہی یہ مسافرخانہ سانڈی مین
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جادو کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
زہے ترانۂ و فرد و قصیدۂ و غزلش
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بنائے چاہ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کردہ ز دنیائے دون ہزار افسوس
سنہ ۱۲۷۸ھ
رئیس ناموری عمدۂ نامدار و کریم
سنہ ۱۲۷۸ھ

ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو
سنہ ۱۲۷۸ھ
سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ درگاہِ بلگرام

خان والانژاد سید جان
دست بکشود و ہم میان بربست

کرد تعمیر روضۂ عباس
کہ مقابل بہ اصل شد یکدست

قدر تاریخ گفت و گوہر سفت
نقش مرقد مقابل اصل است
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب توی تارام شایان لکھنوی

مہابہارت لکھی شایان نے جسدم
ہوئی بس دہوم اُسکی جابجا خوب

ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
معانی خوب بندش خوب ادا خوب

شنیدہ کی بود مانند دیدہ
وہ قصہ میرا دیکھا ہی کہا خوب

جو پوچھی قدر سے تاریخ اُسکی
جہکا کر سر کہا — کیا خوب کیا خوب
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

زہے لطافت اخبار نامہ شعلہ طور
کہ بوئے گل بسر راہ او برید بود

سواد او ہمہ در راستی شب معراج
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

چو میر احمد حسن کمرہ بنا کرد	چہ کمرہ رشک بخش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش	زہے کمرہ بنا فرہود بہتر ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ متفقہ

زحق ۔ باد عقد ہمایون مبارک	شدہ ۔ مشتری و مہ امروز باہم
بگو ۔ قدر مصراع تاریخ ہجری	شدہ ۔ کدخدائی مقبول عالم ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم	بالند بخویشش ز انجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر	از شہر صیام لیلۂ بست و دہم ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز ۱۲۷۷ھ	از عیش پسر شدہ جہانی لبریز ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع ۱۲۷۷ھ	این انجم جمال ست صباحت انگیز ۱۲۷۷ھ

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے	ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی ؔ	جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر	مسجد و روضۂ حسینی ہے ۱۲۷۷ھ

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس — پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمے عشوہ گری — گلرخی گلبدنی سروقدی غنچہ لبی
لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی — موے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی
بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر — بردمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو — خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدر مین
خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ — رہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین
زبان معجز بیانی کرتی ہی بھاے نازک پر — مسیحا بولتے تھے جسطرح آغوش مادر مین
نہین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے — اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین
قوی ہین سب دلیلین صاف ہے ہر اک بیان انکا — جڑی ہین آئنے اللہ نے سد سکندر مین
فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہین — انہین کی روشنی پھیلی ہی ابتو ہفت کشور مین
نہان و آشکار اقدر لکھ مصراع تاریخی — ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چھتر مین
۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرۂ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا — کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر
لکھو اے قدر یہ مصراع تاریخ — عجب کمرہ بنا یار استے پر
۱۲۷۷ھ

ایضاً

سفر کرد سوے جنان یار من　　خدا باد در هر قدم یار وے
چو برگ خزان هوش ها ریخته است　　الٰهی غمش بود یا فصل دے
نه بخشند مر الطف آب حیات　　که بیکار افتاد بے یار مے
صبوری ضرور است اے قدر باش　　حدیث فغان و جنون تا بکے
چو بشنید هاتف چنین حادثه　　بگفتا بشارت علی مرد پے ۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من　　خدا داد پوری باقبال جفت
نشاندم زهے نخل تاریخ او　　گل نور سید از نهال شگفت ۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد زره صدق و صفا　　مسجد تعمیر کرد در راه خدا
از بهر کتابه قدر تاریخ نوشت　　تعمیر نمود مسجد طرفه بنا ۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخه مقوی دل غمناکان　　بنوشت رفیع از پئے دل چاکان
تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر　　گلدستهٔ راز سر و جهر پاکان ۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دهلوی

رباعی

ہمکو وہ رُخ سُرخ دکھانے آؤ | اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
مُنھ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید | اے سیم بدن کُھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی | ہو وصل یونہین بکا کریگا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب و قبول | دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات | ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر | جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مر گئے کیا محمد و ذاکر | ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے | آج ہے واے دو چراغ بجھے ۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا | اسپ خود راند و برزمین آمد
آنچنان گرم تاخت زین میدان | کہ غبارے نہ جست تا مرقد
اشہب کلک قدر سالش یافت | اوفتادہ صبا از اسپ خود ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجہ رہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان کو گردش
جسطرح سخن سے ہو زبان کو گردش
چکّر مین تھا بلگرام گردش سے مری
تھی چاند کے ساتھ آسمان کو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا
ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا اور یہ پھر عدن مین آیا
نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے
سوچو تو زمانہ کسکے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہین ہوئے تھے پیدا
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے
اُسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبان مین ای قدر
نکتہ یہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی توبہ
آتے ہی بہار ٹوٹی کیسا ہی توبہ
سو بار کہا کہ بر گزشتہ صلوات
پھر توبہ شکن ہوا الٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
خرقہ جبہ اُتار ڈالا ہم نے
اے پیر مغان تجھی سے بیعت ہے ہمین
لے اب تو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جس وقت کا منتظر تھا قد آیا ہے
کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان اُبھری ہین
ہر ایک انار اب تو گدرایا ہے

رباعی

داغونکا بندھا جو زور ہمنے دیکھا
زخمونمین رہا جو چور ہمنے دیکھا
ناسور پڑا جگر مین ناسور مین داغ
یہ چور کے گھر مین مور ہمنے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چہر
از جوشش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چنان دلم کہ گردید سپہر
پس مہر علی بر آن سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی مثل خط کی سطرین بیتاب
جکڑی مین ہے ہر دائرہ شکل گرداب
ڈوبا ہے سفینۂ حواس خمسہ
القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنی مہربان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
معشوق مزاج و نوجوان ہین سب لوگ
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر فرع مین بار شاخ ہو جائے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہی
ہر بیت مین اوج کاخ ہو جائے گا
دیوان ترا سنگ لاخ ہو جائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
دم ناک مین ہوگیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شرابین بھی دین
بھر جائے جو پیٹ پھر مے احمر دے
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کب تک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
کب تک مفتی کا دم بھرونگا توبہ
اس فصل مین مین توبہ کرونگا توبہ

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے
یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پہ شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدای نام حسنین
ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوئے نام آور
تاریخی نام ہے غلام حسنین ١٢٤٩

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
پھر غالب و بحر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے مین نہوگا ای قدر
بدنام کنندہ نکو نامے چند

رباعی

درجے مین بڑھا ہوا ہی جس تس سے قدر
دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا
پھر آسے پہ ہے ہمعدد مدرس سے قدر

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہے
ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہے
ہر تار نفس سوئی ہے گھنٹے گن لے
یہ دل کی دھڑک نہین گھڑی چلتی ہے

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
ہر آنکھ مین مثل اشک گھر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلاے ناگہانی ہم پر
انا للہ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پر گزری
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار
مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر مسیحا ملجاے
واللہ کہ بے پدر ہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا
بازوے قوی دستگیری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف
مجھکو نہ لیا عصاے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے او لات تجھسے
ظالم سمجھے گا میرا مولات تجھسے
یون میرا پدر رہو بنیۂ زخم لحد
امید نہ تھی یہ اے بنو لات تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو در دگھٹ جاے ابھی
واللہ کسوف غم بھی ہٹ جاے ابھی
ہے رجعت خورشید اُسی سے ای قدر
وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جاے ابھی

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے قدر
احمد احمد پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہان مین تجھسے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جان خراشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
اس ٹھنڈ کے ناکے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کسنے دیکھا
فرہاد کا سارا زور کسنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
ناچا جنگل مین مور کسنے دیکھا

رباعی

ساقی کو بڑا ہے تمسے اچھا پالا
میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھے ہاتھ مین ہمرے کی بوتل
اے قدر یہ تم نے خوب تپتا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی مین ملا نہ اے خود آرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین قدر سا سخندان آیا
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر مصر سے یوسف سو کنعان آیا

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدۂ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بناتا تو بنتے روز فراق جانان
جو رات ہمکو خدا بناتا تو ہم شب انتظار ہوتے

جو بزم عشرت خدا بناتا تو بنتے ہم انقلاب دوران
جو دور ساغر خدا بناتا تو گردش روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بناتا تو پھنک کے سوز کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بناتا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگاتا تو شبکو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھاتا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے ستی ہم اُسیر
جو دلکو مردہ خدا بناتا تو اُسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو قہر کے غمگسار ہوتے

غرضکہ ایسا مصیبتونکا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بناتا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لا ثانی ہے تو ہو بہو تو ہی ہے
انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم تمین ہمین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اے نظر
یا دل کی ہوا ہمین راے یار اے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اے نظر

داغ ہی یہ حسرت سے حسرتونکی کثرت سے
دل سے تنگ آیا ہون جب دیکھی ہو بیچین
یہ نظر سے یار چھپی ہی نظر تو دیکھون مین

اپنا سینہ پُرخون لالہ زار ہوجائے
اور اگر اُنہین دیکھے بیقرار ہوجائے
سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہوجائے

حسن وعشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہوجائے قدر یار ہوجائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے — جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے
جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا — جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پائے فگار ہوتے
جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو — جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے
خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر شق — خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے
جو گرد کر کے خدا اُڑاتا تو اُڑتے گرد ملال ہو کر — جو سنگ کر کے خدا جماتا تو جمکے لوح مزار ہوتے
جو خاک ہمکو خدا بناتا تو گلکے ہم آب ہوتے — جو آب ہمکو خدا بناتا تو مٹکے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے — خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے
جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی — غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل — جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت — جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنی گلے اُلجھکر — خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتی اپنے دل کے — خدا جو آئنہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

کونسا نقصان ہے کیون پھیر دیتے ہین حضور
کسکے ہاتھون جا کے بیچون دلکو لیکر آپ سے

کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سرزوریان
بل کی بھر لینے لگی زلف معنبر آپ سے

قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ
اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے

تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور
بے مروت ہم نہین اے ماہ انور آپ سے

خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار
کہہ اُٹھا ہون اپنی دلکی ہو کے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے **قدر** توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

١٦

جب نمود گالون پر خط یار ہو جائے
خطۂ حلب سارا سبزوار ہو جائے

غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہو جائے
طفل روح فرقت مین نیسوار ہو جائے

ہم اگر قیامت مین جھکے ٹکٹکی باندھین
آفتاب محشر بھی روے یار ہو جائے

منکسر ہون مین ایسا آہ کر کے جب اُٹھون
آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے

پھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی
معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے

کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے اُسمین
کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے

سو شرابی اک شیشہ یک انار وصد بیمار
کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہو جائے

میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا
کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہو جائے

دیدۂ مروت مین موہنی نگاہین ہین
غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہو جائے

زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی
خود کنار مادر مین اک فشار ہو جائے

اشک سے اگر سینچین باغ طالب دیدار
شاخ مین جو گل نکلے روے یار ہو جائے

زلف سے جو دل کھینچے جذب اسی کھینچ آئے
وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے

سچ ہی تمھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
سب رنگ کی جہانمین ہی خلقت بھری ہوئی

مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی

مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی

آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
وحدت ہے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی

رونے سے میرے خوش تو ہو کہیے برُے رون
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی

دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
مُردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی

ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی

آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکے ساتھ ساتھ
الفت بھی کی تو مجھسے عداوت بھری ہوئی

کیسا جما ہے ساقی رنگین مزاج واہ
شیشونمین مُدکانمین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

١٤

ٹھہرو مین خود بھیر لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے

آپ سی آنکھین نہ گیسوے معنبر آپ سے
اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے

خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
حال وحشت کیا کہونمین خاک پتھر آپ سے

ہجر کی شب چونک چونک اُٹھتا ہون بر آتا ہونمین
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے

خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے

یا الٰہی لامکان تک آپکا شہرا رہے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے

یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شب زندہ دار
ذکر انکا آچکا ہے بار اکثر آپ سے

غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑھی تک نہ آئے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

چار فقرون مین نکیرین کو سمجھایا ہے — ہمنے پائی ہے سر شام فراغت کیسی
اپنے دیوانے سی کیون بھاگتی ہین کوسون آپ — مجھکو وحشت ہے تو ہوا آپکو وحشت کیسی
ہای افسوس کسینے بھی نہ پوچھا اتنا — کہ بنی ہے ترے کوچے مین یہ تربت کیسی
واہ وا دجد دجوان حسن علی ارشد وصبح — انہین لوگون سے ہوئی ہی مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ مُنھ رکھکے وہ فرماتے ہین
قدر سچ سچ کہو اسدم ہی طبیعت کیسی

کب ہڈیون سی ہے مری تربت بھری ہوئی — ١١ — حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی
ای چرخ تیرے گھر مین ستم کی کمی نہین — ہی سات کرسیونکی کرامت بھری ہوئی
کیا خال کالے کالی ہین کیا چہرہ لال لال — اصلی ہی کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی
مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو — باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی
کیا قہر ہے کہ میرا ٹھکانا کہین نہین — دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی
امید مغفرت کی سیہ کاریون مین ہے — کالی گھٹا مین دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی
آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہی نبض — رگ رگ مین خون کیطرح ہی وحشت بھری ہوئی
مسی کے بدلے مُنھ مین ہزارون ہین بے نقط — آنکھون مین جائے سرمہ شرارت بھری ہوئی
ہوتا شباب مین گل افسردہ رُخ ترا — مین ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی
یہ کہکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے — جب دیکھیے تو خط مین شکایت بھری ہوئی

یارب غم فراق تو کھایا نجائے گا
اس کھانے سے ہے **قدر** کی نیت بھری ہوئی

دل مین ہی زلف وخال کی الفت بھری ہوئی — ١١ — ہی سانپ بچھوؤن سے یہ تربت بھری ہوئی

یک لخت بڑھتا جاتا ہے نالہ فراق مین / ثابت ہوا کہ نالہ نہین نفخ صور ہے
اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان / کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے
چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین / کوٹھا بھی چاندنی مین ہے از کوہ طور ہے
پوشیدہ و عیان ہے اسطرح ذات پاک / جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے **قدر** اُسکا نام رحیم و غفور ہے

۱۴۱
بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قیامت کیسی / سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی
منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی / خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی
مے جو مہنگی ہی تو ہو جانچ تو لین ای ساقی / ذائقہ کیسا ہی بو کیسی ہے رنگت کیسی
سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین / آج دروازے پہ بجتی ہی یہ نوبت کیسی
خاک مین گڑ گیا مین تم جو مرے واسطے روے / کیا کہون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی
نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے / دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی
کیا اگر کوے ہین کیا گات ہی کیا مکھڑا ہے / انہین دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی
نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے / گھنگھرج چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی
نالے سُن سُنکے مرے یار کا دل بھر آیا / سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی
ملنے دلنے دو ہمین حسن اگر چاہتے ہو / دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی
چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر / میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی
کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدہ عالم مین / پردے پڑ جاتے ہین ہو جاتی ہی غفلت کیسی
زلفین اولجھی رہین ابرو رہی سرگوشی مین / دلکو لیکر تری چتون ہوی چمپت کیسی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی / شرم بڑھ کر خودنمائی ہوگئی

چھیڑ نادزرات کا اچھا نہین / لیجیے آخر لڑائی ہوگئی

کیا ہی دردآمیز ہے میرا کلام / بات جو نکلی دوھائی ہوگئی

لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے / خود بخود میری رہائی ہوگئی

ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم / قبر گویا چارپائی ہوگئی

ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے / کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی

جب مزہ الفقر فخری کا ملا / ہم یہ سمجھے پادشائی ہوگئی

عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے / دیو ہجران سے کلائی ہوگئی

ہوگئے لاکھون خداوند آج کل / نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی

آئنہ بھی ہوگیا اُن پر فقیر / چار ابرو کی صفائی ہوگئی

ہوگئی اکسیر کا روغن شراب / یار کی رنگت طلائی ہوگئی

فکر میری عرش تک جانے لگی / اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پر اے **قدر** رہتا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہوگئی

۱۰ دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے / جس مے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے

نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب / الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے

ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان / کیونکر کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے

ہجر بتا مین اب تو لہو تھوکنے لگے / شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے

دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دہمکیان / واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو حسین جھبوتے ہین
خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقیو رُت ہے عجب ہوش رُبا ساونکی

مہر داغ دل سوزان مین ہے بجلی کی چمک
لو بنی مجھسے جو چھوجاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

٩

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو درد سر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے ہو باف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہو نسے انکے دلمین اثر
کبھی یون بھی اُڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو نمین
تھا جدہر منھ ترا اُدہر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

١٧

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو
منھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سردمہری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

١٠
ہوئی ہے ہم مین اور اُس گل مین کیا کیا مار پھولونکی — گلے تک اُٹھ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی
بہار آئی ہی گلشن نے قبا ے سبز بدلی ہے — جوانان چمن کے سر پہ ہی دستار پھولون کی
مین وہ رنگین بیان ہون جب کبھی گلشن مین جا نکلون — مجھے دے نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی
خزا نکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین — لٹی ہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی
چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے — ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی
سراپا داغ چیچک ہین نمایان جسم نازک پر — بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی
سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ — بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی
بکے ہین کوڑیون کے مول دعوی کر کے اُس گل سے — گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی
گزرا حباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر — ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی قدر کی کیونکر نہو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

١٢
ہجر مین دے دے پٹکتی ہی ہوا ساونکی — ہو گئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی
اشک بھر آئے مرے ابتو پلا مے مجھکو — دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی
آج کل کوئی پیے مے تو نہ تر دامن ہو — دھوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی
ابر بن بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے سجا — جب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی
مسی مالیدہ لب یار رلاتے ہین مجھے — پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی
آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین — واہ کیا سرد ہے انروزون ہوا ساونکی
برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید — ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دعا ساونکی
برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلے گا جگر — دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹا ساونکی

نیم باز آنکھون سے کھلجاتی ہین
حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ہے

١٥ اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے
پتلیان آنکھو مین کچھ کم نہین مرغابی سے

اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی
باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے

خون عاشق سے کرو خنجر بُران سیراب
کہ زبان اسکی نکل آئی ہے بے آبی سے

تیرے جلوے سی لب بام ہے یہ جلوہ گری
ماہ گردون کو چکا چوند ہے مہتابی سے

جان بیجا نہ ہے ملتا نہین لعل لب یار
مول بڑھ جاتا ہے ہر چیز کا نایابی سے

کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب
رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے

دل سوزان نہین اک شعلہ جوالا ہے
چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے

سوئے اُٹھے ہو تو ادہر میٹھی نظر سے دیکھو
لوز بادام سے آنکھین ہین شکرخوابی سے

حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم
انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے

لب نازک سے جو مسّی کی اداہٹ چھوٹی
فالسائی وہ ہوئے بات مین عنابی سے

کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے
یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہین چابی سے

مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو
جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے

آپ ہی مجھکو مٹایا ہے تو ماتم کیسا
اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے

فرقت یار مین جل بھن ہوئین دونون آنکھین
مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہرجابی سے

فقط ہی میرے دلکے واسطے یہ جنبش ابرو | مرے دُرّ نجف سے آپکی شمشیر پھرتی ہے
ڈبلاہی نیل آنکھونکا پھری ہین پتلیاں میری | مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے
شب وصل صنم مین اے موذن ذبح ہوتا ہون | چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے
لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین منھ سے | زبان ہونٹھون پر آبکی اسی سبب سے ہیر پھرتی ہے
مہ وخورشید بنکر جابجا صورت ملانے کو | کبھی شبکو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے
یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو | قیامت ہے حیا باندھے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ **قدر** سے راضی کبھی ناراض رہتی ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

١٣

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی | عمر بھر مین نے سیہ کاری کی
وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین | آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی
آپ کے سامنے یوسف کیا ہین | قدر کیا مردم بازاری کی
کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت | نوکری کی بھی تو سرکاری کی
زلف و رخسار سے ہم مست ہوئے | شب مہتاب مین میخواری کی
کردے یارب مرے دلکو پُر داغ | تو نے طاؤس پہ گل کاری کی
آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا | سیند دیتے ہی گرفتاری کی
کوے جانان مین لڑائین آنکھین | کعبۃ اللہ مین میخواری کی
بنگئین اپنی فلک سیر آہین | ڈوریان خیمۂ زنگاری کی
کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا | ملی تنخواہ نہ بیکاری کی
بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے | رات بھر وصل مین میخواری کی

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے — وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کی آگے جھکا ہی سر — دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندونکا دل بھرا ہے مے لعل فام سے — سب میکدونمین آج صدای بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابروے بتان — باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل رخ کی دید کا — آنسو نہین ہین دست مژہ عطر بیز ہے

اے ہمد مو لحد مین ذرا چین ہو نصیب — اُسکو نہ لائیے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر — چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہی

سیماب دار آگ کا عالم ہے وصل مین — جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے مسیح کا — غنچون کی کرسیان ہین تو پھولونکی میز ہے

ابرو کے نیمچون نے غضب قہر ڈھا دیا — افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال و قال مین میخانہ چھوڑ کر — مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے **قدر** یہ عروس سخن کا جہیز ہے

۱۳

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بیپیر پھرتی ہے — چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کانی تھا مرقع کسنے کھچوایا — غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین — دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے — جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتونمین — چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پہ یار کا وا دیتا ہے آکے توسن کو — ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے
تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے

کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر
تف یہ مکار بیسوا کیا ہے

میرے پہلو مین دل ہوا انہوا
آپ کا اسمین مدعا کیا ہے

روز عشاق قتل ہوتے ہین
کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

۱۱

پاس آؤ مضایقا کیا ہے
یون تو پھر وہم کی دوا کیا ہے

آدمی آدمی پہ مرتا ہے ؛
نہین معلوم یہ بلا کیا ہے

آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار
آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے

وہ بلا آہِ نارسا ہے مری
کہ ترا گیسو رسا کیا ہے

دل وہی ہم وہی حضور وہی
دل تو دل ہمسے پھر حیا کیا ہے

جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ
ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے

ایک بوسے پہ سیکڑون باتین
ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے

کسے دیکھون کسے نہ دیکھون مین
مونڈھے کیا گات کیا گلا کیا ہے

یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان
دیکھئے مرضی خدا کیا ہے

ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا
اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

لیجلی دل نگاہِ دزدیدہ ؛
دوڑائے قدر دیکھتا کیا ہے

۱۲

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے
لب ہے مسیح آنکھ تری انگریز ہے

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

9

وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے — مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے

قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو — کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے

الفت گیسو مین مر مر کے بچے ہین ای قمر — رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے

شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھ لینگے خط آئے — کہدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے

نزع مین بھی دھیان ہی زلف قمر رخسار کا — مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے

جوش وحشت جب جنون تھا کیا سبک عالم مین تھے — ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے

کر دیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو — چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے

جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھی یاد — پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو **قدر** پھر بھی عشق کو سمجھے نہیں
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

12

چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی — مہر کے سامنے سہا کیا ہے

ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے — پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے

چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر — دیکھین تو ترے پاس کیا کیا ہے

ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین — حشر ای واعظو بلا کیا ہے

زر ہے کیا مال انکسار ہے مول — ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے

کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا — ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے

مر رہے ہین رقیب مرنے دو — اسمین نقصان آپکا کیا ہے

ہین دہان و کمر اگر معدوم — پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھ لین ترا جلوہ
جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے

آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو
میری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دیدبازی مین **قدر** رہے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

15 چہرے پہ ابھی خط سیہ فام نہین ہے
وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے

کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر
اسطرح کا توام کہین بادام نہین ہے

تعظیم کو اٹھتے ہین بیابان مین بگولے
گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے

دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا
ابتو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے

جانباز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح
کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے

اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مئے ناب
دیوان سے جامی کا مرا جام نہین ہے

پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے
پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے

ہٹجائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی
خم منھ سے لگائے جو یہان جام نہین ہے

کیا کام تمھین خیر جو ناکام رہے ہم
سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے

تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر
بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے

افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین
گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے

جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے
ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے

پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا
گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے

اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اڑائی
ڈھونڈھو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی نہوا **قدر** کی جانب کوئی دورہ

جب کوچۂ ستم مین دھرا یار نے قدم
جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے

بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اُٹھے
مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے

برسون مین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب
سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے

گلزار روزگار مین پھولے نہ پھلے ہم
پامال کر دیا ہمین اُس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے **قدر** کی شاہ حجاز نے

١٦

دیدکا اگر ہمکو انتظار ہو جائے
آنکھ مین جو پتلی ہے روے یار ہو جائے

جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے
کیون نہ مجھکو مرنے پر بھی فشار ہو جائے

پھولونکی وہان کثرت اُسکی بھول ہی رنگت
گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہو جائے

کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی
تا کہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے

اُٹھکے پلۂ میزان ہو خفیف محشر مین
کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہو جائے

جب نور اچڑہی عینک اپنا توتوا کی
دیکھلون مین جس رُخ کو روئی یار ہو جائے

دفن کر نہ ای قاتل مین ابھی تو باقی ہون
کشتو نکا نئے سر سے پھر شمار ہو جائے

ایسا دشتِ وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ
رُند کے پاے مجنون کا ایک خار ہو جائے

اپنی دل سی اے ظالم تیرا دل بدل لون مین
کچھ اگر خدائی مین اختیار ہو جائے

جب سفید کپڑون سے پھوٹ نکلے تن کا رنگ
خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے

ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا
پانی تک جو اُترا ہو زہر مار ہو جائے

سیر دشت وحشت مین خار اگر بنا و مین
خود ہی پاون کی بیڑی خار دار ہو جائے

دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی
باغ مین اگر جائے نو بہار ہو جائے

ابرو کمان تیر مژہ برچھی ہے نگاہ
وہ ترک ہے اشارہ مین لشکر کٹا کرے
عاشق وہ اُسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے
معشوق اُسے سمجھتا ہون جو وفا کرے

کیون **قدر** ذکر قامت بالا کا پھر گیا
کہد دن مین دل سے شور قیامت بپا کرے

۷

آنکھ پھیرو تو پڑا آشوب زمانہ ہو جائے
سینۂ عشاق کا تیر نگہ کا نشانہ ہو جائے
صفحۂ دل سے مٹا دے جو کوئی نقش دوئی
دونون عالم مین وہ یکتائے زمانہ ہو جائے
جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر
پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جائے
ایک بوسے کا روادار نہو گا وہ شوخ
میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جائے
اُنکو زلفون کی بناوٹ کا جو آ جائے خیال
دل صد چاک جسے کہتے ہین شانہ ہو جائے
ہر مژہ یار کی خسخانے مین فوارہ ہو
دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہو جائے

قدر در ذات جولو نام امام مظلوم
گہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہو جائے

۱۲

گھیرا ہی روئے یار کو زلف دراز نے
قرآن اُٹھا لیا ہے بڑے جعلساز نے
دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے
صعوہ کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے
سجدے سے سر اُٹھا نہین سکتا ہون یا کریم
ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے
اُسپر فدا مجھے کیا میرا مطیع اُسے
اُس حور وش کی ناز نے میرے نیاز نے
وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہو گئے
پگھلا دیا اُنہین مری سوز و گداز نے
جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر
محمود کو غلام بنایا ایاز نے
تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر
شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جو ہین پلکین فوج دلشکر تو ہی سرمہ تیغ و خنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیڈہب ہے سفید دیو یارب
وہ اُڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لبہا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جولائی اُسے کیون ہوا سمائی
نہ ہوئی ہی کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری اُنہین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی اشارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئنے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کوٹھے پر ملائے نہین کہکشان کو تمنے
تری مانگ ہو تیون ہے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رُخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اُسکے خط کی
چھنے قادر آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

١١

زلفونمین پھنس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے میری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دل جلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتونکو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

فرقت مین اُنکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار اُنکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئنہ دیکھتے کھکے ششدر ہوئے ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خودنما کرے

وہ قہر کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پسین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس سے بڑہ کی خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تمپر فدا کرے

کرتا ہے ذبح تیرا یا جامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے میرے حواس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرمگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین گھب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قدر پہ مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سرسبز میکدہ ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری منت کے بیڑے چھوٹے
کشتی مین مے جو آئی دریا پری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے **قدر** مجھسے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے

١٧ وہ نگہ جری ہوئی ہی مری جانبری ہوئی ہے
یہ اُسے جری ہوئی ہی کہ اجل مری ہوئی ہے

کھلے کیسے آمژگان بھی اشک تا بدامان
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے

ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہی صورت
مری زرد زرد رنگت گل جعفری ہوئی ہے

جو ہی تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو مژہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہی کب سے کہین مجھپہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہی کیا مصفا کبھی تو نے منھ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہی مرا دل اُچٹ گیا ہے
یہ ورق اُلٹ گیا ہی عجب ابتری ہوئی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہی مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے

بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے مُنہ کی کھائی ہے

آپ سے ہو چلا ہون مین باہر
یہ جنون مین سے مجھے سمائی ہے

ناز تمکو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

دور کی سوجھتی ہے پی کے شراب
عینک آتشی چڑہائی ہے

اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے

مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے

ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون قدر رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

۲۰

تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے

اُس بت کے زلف و لب سے کب جانبری ہوئی ہے
لیلی اسیی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے

منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوی چشم ناز ان
سبزہ چرا ہی اسکو بیڈہب چری ہوئی ہے

کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے مُنہ تک بھری ہوئی ہے

دیکھو فنا کی سیرین مٹی مین رُل رہی ہے
جمشید کا پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے

گیسو نے دی ہی پھانسی اُنکا ہی دم ہمارا
پاے اجل مین شاید بیڑی بھری ہوئی ہے

ہے میری آنکھ قاتل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے

اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے

چاہ ذقن پر اُنکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے مُنہ پر اک سل دھری ہوئی ہے

ترک ہو جائین نہ مدت کی ملاقاتین کہین
قدر رہتے ہین بہت غصہ ترا اٹھائے ہوئے

١١

شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل یہ بوتل ہے
وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے

نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو
دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھون مین آنکھون مین کاجل ہے

قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا
کہ اب تو خفتگان خاک مین بطرح ہلچل ہے

بہار آئی ہے اے زاہد چڑہی تھی مغز کو ایسی
پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے

نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم رہتے ہین صحرا مین
وطن مین خاک اُڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے

کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو اُمنڈتے ہین
کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے

پھٹے کپڑون مین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی
فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے

خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے
مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے

مثال زلف اے بت تیرے سارے بل نکلجائین
خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے

عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین
قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدر بادل ہے

١٤

قدر کیا ڈر جو موت آئی ہے
یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے

جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

نالے کیسے دوہائیان دی ہین
کوئی سنتا نہین دوہائی ہے

کیا شب ہجر عاشقان کم ہے
زلف کیون اسقدر بڑہائی ہے

غیر کے سامنے بگڑ جانا
یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
بن بن کے شہاب اب تو ہر آہ نکلتی ہے
دل آنکھون سے لڑتا تھا آخر مین ہوا کشتا
اب کھود و لحد جس جا جنگاہ نکلتی ہے
غمزے سے تو کوئی دیکھے جب مانگتا ہون بوسے
کس ناز مین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے
اب غیر بھٹکتے ہین اب قدر لپکتے ہین ژ
اب کانٹے سرکتے ہین اب راہ نکلتی ہے

متلون

١٢
ایسی گردش مین پڑے داغ جگر آئے ہوئے
داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جوالے ہوئے
بیگنہ جیسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا
بیٹھے رہتے ہین گریبانمین وہ سر ڈالے ہوئے
تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ
گرمی اسد رجہ ہوئی دونون ہرن کالے ہوئے
موے مژگانمین درازی سی درازی ہی تری
تیر وہ پہلے ہوئے تیرون سے پھر بھالے ہوئے
بڑھتی دولت ہی مرے سینے مین غمہای فراق
آگے آہین جو نکلتی تھین وہ اب نالے ہوئے
موہنی آنکھونمین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر
جسگھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالی ہوئے
ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت مین بھرین
آبلے سینے مین جتنے تھے وہ سب ژالے ہوئے
چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو سے کہان
ساری اعضا اے صنم سانچے مین ہین ڈھالے ہوئے
میر اپیکر ہی مگر خاک گلستان سے بنا
جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے
قتل کرتے ہین وہ گال انکے وہ گیسوی سیاہ
آفتین میرے لیے گورے ہوئی کالے ہوئے
کیا نزاکت ہے ذرا باتون مین گرمائے جو وہ
شبنم گل کی طرح ہونٹھو پہ تبخالے ہوئے
شیر ابلق ہین تری آنکھین کب آہو ہین صنم
تیرے مژگانکی کٹھرے ہین یہ پالے ہوئے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھایئے تو
غش ہونگے یا نہونگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

بھولینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی
طاؤس باغ جسدم رفتار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا
نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمایئے گا
جب چھپنے آیئے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر
ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا
سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا
اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتونکے اے قدر پھر پھر اکر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

١٢

جب سانس مین لیتا ہون ایک آہ نکلتی ہے
پر جان بھی آہونکے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست ہے دل اتنا جب آہ نکلتی ہی
ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہی

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر
تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے

رولواتا ہی اے بدخو پھر ہاتھ ملیگا تو
بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسونکے بابت سے کچھ گالیان کھائی ہے
سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن
قد سے یہ میری چیکن کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب
پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر انکا جو چلتا ہے دل اس سے بہلتا ہی
جب تیر نکلتا ہے ایک آہ نکلتی ہے

رخسارون پر اے دلبر ہی سبزہ خط دھبہ
کیا قہر ہے پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

۱۴
بڑی نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی

خدا کیواسطے مُنھ سی لگانے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جوگھ گزری وہ گزری جو گزرے وہ گزرے
ترے کہنے مین واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلیٰ کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے مُنھ سی نام اُنکا باتون باتون مین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہی خادم بھی ہجودیہ ہین
جب آئنہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہی جسدم ڑمین یہ دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہی کسی پر جھوم کر وہ مجھپہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتی ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم اُنکو بھولے بیٹھے ہین
کہان سے خط کتابت ہو کوئی جاتا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے **قدر** کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑہانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

۱۳
جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپو گے ہمسے ای یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیے گا ناچار دیکھ لینگے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے

دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین
عنایتین رہین ہمپر کبھی عتاب رہے

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے

بجا ہی رندونکی صحبت بُری ہی اے واعظ
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
جگر مین داغ رہے دلمین اضطراب رہے

خدا کرے کہین رندونکے دم مین زاہد آے
گرو عمامہ و جبہ پے شراب رہے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین
ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہو اکیمیا سے بہتر رہے
جو **قدر** رہگذر لطف بوتراب رہے

۹

پیکر خُم شراب کو میخوار تن سے گئے
میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے

معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے
کل آپ ہی وہ روٹھگئے آپ منگئے

ظالم خدا کے واسطے مُنھ پر نقاب ڈال
تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے

تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا
نالے ہمارے جب سوے چرخ کہُن گئے

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
ایذا ہوئی سفر مین تو سوے وطن گئے

یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے
جسنے بنا لیا تمھین معشوق بن گئے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
جب موسم خزان مین وہ سوے چمن گئے

افلاس کا بُرا ہو زمین مین مین گڑ گیا
شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے

اے **قدر** ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسینؑ و حسنؑ گئے

مین ہوا آنکھون پہ شیدا غیر پلکون پر فدا		مین نے بادام اُسنے اِن بادامکی چھلکے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے قدر کیا
یہ بھلا رتبہ کہان سحبان وائل کیلیے

گُہر کی مثل نہ ثابت کبھی حباب رہے	١١	جہان مین سر جو اُٹھائی وہی خراب رہے
وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب رہے		مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے
مرے لہو کی حرارت نہ پوچھ ای قاتل		مجال کیا جو ترے تیغ مین آب رہے
بنی ہے آج جو غیرونکی کل ہے دور اپنا		خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے
لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا		رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے
نگاہ بد سے نہ دیکھا اگر یہ حیرت ہے		کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے
عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہین		سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے
تمام بلبل و پروانہ اُڑ کر آئین گے		جو آپ کوٹھے پہ دن رات بے نقاب رہے
جب اختلاط بڑھا گھٹتی ہے تواضع پھر		بہت بجا ہے کہ چندے اُنہین حجاب رہے
تری خوشی سے خوشی ہی ہمین وہ عاشق ہین		نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے ؛

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہو اے قدر
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

کرون جو آہ شرر بار کسکو تاب رہے	١٢	زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے
مثال شمع جو جل جلکر آب آب رہے		تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے
بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے		وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے
مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن		کھلا رہے کہ رخ یار پر نقاب رہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر — کہ اس تلوار کا جوہر وہی ہے

تلاش رزق مین اتنا تردد — ارے جو گھر مین ہے باہر وہی ہے

ق

خدا کے فضل سے ملک جنون مین — حکومت ایک عالم پر وہی ہے

وہی نالہ وہی آہین وہی اشک — وہی طبل و علم لشکر وہی ہے

نکالا کل اُنہون نے پھر چلے آج
تمہین اے قدر کیا اِک گھر وہی ہے

۱۵

خود ہین آداب شہادت پاؤن بسمل کیلیے — جب ذرا تڑپا قدم اُٹھ اُٹھ کے قاتل کیلیے

عیش و غم توام اگر ہین عالم اسباب مین — تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے

دل ہمارا داغ کھاتا ہے رُخ پُر نور پر — آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے

عاشقونکا حال معشوقونپہ ہوتا ہی عیان — گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے

نیل گالون پر پڑے ہین صورتِ داغ قمر — شب کو بوسے اسقدر لیے ماہ کامل کیلیے

ہو گیا اندھیر تیرے اُٹھتے ہی ای شمع رو — رونقین تہین تیری دم سے ساری محفل کیلیے

بعد مرنیکے بھی اتنی خاکساری رہگئی — گر گرا اپنے سر نے بوسے پای قاتل کیلیے

سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے — جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے

جاگ ای دل خواب غفلت سے کہ شیطان ساتھ ہے — چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے

ان بتونکے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل — پھر جناب حق سے مُنہ پھیرا ہی باطل کیلیے

بیقرار آئینۂ رُخ پر ہون مین سیماب وار — صورتِ اسپند بیتابی ہی تل تل کیلیے

وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے — یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس دل کیلیے

شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان — یہ سزا کیا کم ہے صیاد و عنادل کیلیے

غیرون کا کیا اجارا کیون جوڑ اُنہون نے مارا
مین قدر تھا تمھارا تم میرے قدردان تھے

11

بولے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہان تھے
کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے

میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے
جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے

بولے فشار دیکر رستم کو قبر رستم
روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے

یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا
کہسار کانپتے تھے چکر مین آسمان تھے

دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے

کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے

فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا
لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے

یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے

کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہوکر
ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے

یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے
ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہنچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

10

کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے
ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے

نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف
جو صاحبدل ہوا اسکندر وہی ہے

رہے داغ جگر یارب سلامت
شب غم کا مہ انور وہی ہے

اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے
فروغ خسرو خاور وہی ہے

مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف
جو دل مین بات ہے مُنہ پر وہی ہے

تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خفا ہوا
بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے

مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین
رکھون اگر مین پاون مرا سر اُتار لے

دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا
جھونکا کوئی ادہر بھی نسیم بہار لے

یارب کسیکے دلمین نہ کھب جاے چشم یار
شیشے مین اس پری کو نکوئی اُتار لے

پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا
یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے

للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور
ایسا نہو کہ کوئی کہین ہیٹ مار لے

ہے شیر کی جھپٹ مرے دلمین تو خوف کیا
پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے **قدر** نالے کرکے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

۱۱ کچھ روز ون یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے
جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے

کن مشکلون سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے
اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے

بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے

اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ
پہلے ہوے روانہ جو میر کاروان تھے

آواز تھی چھڑونکی یا صور کی صدا تھی
مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے

انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر
ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے

کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر
گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے

بیشک نہ وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے

قاصد مرا مسیحا پوچھے مجھے تو کہنا
جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیمجان تھے

زلف سیہ مین آنکی کیسے مرے تڑپ کر
افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

دہن یا غنچۂ باغ عدم سے ہے
خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کریکے ہور ہو اے **قدر** دیکھو
لگا لو دل کہین اک خوبرو سے

۱۲

سوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار سے
مٹھی بھر اے صبا مری خاک مزار لے

ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار سے
واعظ کی بگڑ ہی کیا کہ کفن تک اُتار لے

جب میکدے مین محتسب آکر قرار لے
مسجد کی کلسیان کوئی یار بُتار لے

بکتا ہوا یہ **قدر** رہ کوے یار لے
مین بیچتا ہون کوئی دل بیقرار لے

لوئنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھے
ہو نگے یہین کہین کوئی اُنکو پکار لے

کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نین زلف و رُخ
کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے

زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے
تو بھی تعلّیونکی نہ اے قدر یار لے

شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے
تیر نگاہ دل سے ہوا دار بار لے

دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے
تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے

ساقی جو چھانتا ہوی سُرخ سُرخ کو
واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے

کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلادیا
کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثار لے

قسمت کُھلی کہ زلف کے پھندے مین پھنس گیا
اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو **قدر** اُنہین گھور گھار لے

۱۰

بلبل نہ باسی مُنہ کہین اُنکو پکار لے
گُلّی کرے گلاب سے جو نام یار لے

انسان فصل گل مین می خوشگوار لے
چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش
اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی

موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر
نقش ہوے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی

شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا
قافلے مین بجا درا ہونے لگی جلا چلی

ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب
مجھپہ بڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی

مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے
لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن مین آ چلی

روک کے دلبر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار
تیغ نگاہ ناز یار مجھپر اگر ذرا چلی

ملک عدم کو جائیگی گھر بھی وہین بنائینگی
اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عمر کھا چلی

جاتی ہی جان ہاے ہاے اُسکو لکھون تو یہ سنائے
گھر پہ مین جاؤن اپ چھے آے میری دہان بلا چلی

نظر و نین جب مین آونگا دل مین ترے سماونگا
گھر مین مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی

ساقی و رند و بادہ کش اور پکارین العطش
آتے ہین سب کو غش پہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑھی ٹوٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھے غمزہ چلا حیا چلی

۹

وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے
چھٹی مہندی نہ پاے خوبرو سے

گھر کسطرح سے سجے جہان مین
بسر کی آتلک کس آبرو سے

دہن ہے چشمۂ حیوان خوبی
مسیحائی عیان ہی گفتگو سے

پیالہ پی لیا پیر مغان کا
مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے

ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین
چمن مین آئے تھے کس آرزو سے

رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی
مگر پایا ہے کتنی جستجو سے

اُتاری عکس کی تصویر ہمنے
لگایا دل جو اُس آئنہ رو سے

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے ہماری روح بھی ہمپر گران ہے
جگر مین آنکھون مین دل مین نہان ہے کہان ہی تو کہان ہے تو کہان ہے
مہ سیماب داغ قلب مضطر لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے
جواب خط وہان سے تو ہی لانا کہ تیرا پاؤن قاصد درمیان ہے
شرارے نالۂ دل کے ہین انجم دھوان آہونکا دسوان آسمان ہے
حبا نہین اُسکو مین نے چن لیا ہے ہزارون مین وہ اک چیدہ جوان ہے
نہین فرقت سے گھبرائینگے عاشق فقط منظور اُنکو امتحان ہے
خدا اُڑا لے نہ اب پھندے مین اُسکے وہ گیسو بھی بلاے ناگہان ہے
وہان ہو تم یہان ہے یاد مجھکو یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے اُن پر اُنہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

19

آ گئی فصل نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی
ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی
باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی
تو نے نہ آکے دید کی بیٹھ گئے گھر مین عید کی لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی
جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بیتکان بھاگی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی
واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب جھوم رہے ہین شیخ و شاب اکی عجب ہوا چلی
طالب دید ہین تباہ ٹھہرے شرمگین نگاہ واہ حیاے یار واہ نظرون مین تو بھی آ چلی
غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اُتارتے کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

جو ابھار سینے کا دمبدم ترے آنچلون سے نمود ہے — تر و تازہ دونون حباب گل تہ موج باد صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد و غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم — کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑھا قد تو ڈھائین قیامتین — بڑھین پلکین تو وہ ستم ہوئی بڑھین زلفین تو وہ بلا ہوئے

کبھی ہمسے ہین خط تو امان کبھی جسم سایہ صفت عیان — وہ کہین رہے وہ یہین رہے نہ ملے رہی نہ جدا ہوئے

نہین کچھ سکت تن زار مین ہوئے زرد زرد بہار مین — پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ ربا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا — جو مسیح لب ہین ہوا کرین کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہی دل تو حنا نے پیس دیا ہی دل — مرے زخم دل مین جو چور تھے وہ تمام درد حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا — ہمہ تن مین صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقونکی ہین طینتین کہ ہین نشانہ تو ہمین بھی نہین — جو گھٹے تو خال سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے

اُٹھے ہم جو خواب خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے — کہ وہ کب اُٹھے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

رہے ذکر نہ صیام مین ارے مردہ خوار یہ غیبتین ؛ — ترے روزے واعظ بیخبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر مین کبھی ہوئے — مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ جھینگے پاؤن کہ بڑھ سکو گے نہ آگے تم — جو تمھارے کوچے کی خاک مین کہین دفن اہل وفا ہوئے

جو نگہ ہی چشم سیاہ مین وہی برق طور ہی راہ مین — تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے

نہ زمین مین تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے ؛ — وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے

جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو وجود مین تھے وہ چل بسے — جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے **قدر** ایسے غبار ہم ہوئے گرد شو ہمین وہ خوار ہم
کہ مثال دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بے سر و پا ہوئے

سخنگو کے لیے سختی یہان ہے — ۱۱ — جبھی بتیس دانتونمین زبان ہے

طعن اعدا وہان نہ شکوۂ دوست
دشت غربت وطن سے بہتر ہے

قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ
گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے

حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ
بس خموشی سخن سے بہتر ہے

رنج ہجران سہا کرون کب تک
دم نکلجاے تن سے بہتر ہے

خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے
فکر رنگین دُلہن سے بہتر ہے

صورت گُل کھلے ہین زخم بدن
میرے اِن شہدا چمن سے بہتر ہے

ایسی رفتار ہے نہ ایسا تناؤ
تیر اقد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

٢٧

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے
جو گرے تو نقش قدم بنے جو اُٹھے تو بانگ درا ہوئے

اُٹھے یاد قد مین جو سینے سے تو وہ نالے قُم کی صدا ہوئے
گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے

جو عدم سے جو نہی ہم اُٹھے عجب انتشار فنا ہوئے
کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دشت ہوا ہوئے

مرے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو نکل گیا
تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے

کبھی داغ کھاتے ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی ثنا ہوئے

ہوا غل عدم مین وہ ناگہان کہ بلائی یار و نہین ہان
اُٹھے ہم تو مست الست اُٹھی جو بڑھی تو کُن کی صدا ہوئے

جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا
یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے

جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی
جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے

انہین تنگیو نمین فشار ہے کہ تپش مین جسم نزار ہے
یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے

نہین جستجو کی یہ دل لوے کہین حسن و عشق نکل پہ چلے
مری بیڑیون مین تھی سلسلے وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

۱۵

منکسر ہوتے ہین ہنر والے
نخل جھک جاتے ہین ثمر والے

نالے کرتا ہون مین اثر والے
سنبھل اے آہ نہین جگر والے

ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا
اچھے آئے بُری نظر والے

کبھی رویا کبھی اُڑائی خاک
تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے

بے اجازت کبھی چھوڑونگا نہ پاؤن
انہین قدمون پہ ہاتھ دہر والے

آہین کردینگی آسمان مین چھید
ادھر آجاینگے اُدھر والے

مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے
سینک لین آنکھین چشم تر والے

صبر تو یار ہمسے مشکل ہے
اور جو چاہے کام کر والے

ہے سلامت جو سنگ در اونکا
سیکڑون مجھسے دردسر والے

ہم نہ اُترینگے تیرے کوٹھے سے
تو اگر چاہے سر اُتر والے

ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اُسمین بھرین
کانپ کانپ اُٹھے ہین سقر والے

دیکھ تیرا اشتکار ہوتا ہون
او مرے پہ جیتے ہی کمر والے

کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر
دوڑ اے تیر سی نظر والے

دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا
اب مجھے کیا ہی اُسکے پر والے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اُڑین پر والے پھولین زر والے

۱۱

چشم جانان ہرن سے بہتر ہے
زلف مشکین ختن سے بہتر ہے

بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز
بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے

سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت
یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

تم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہو گیا
تختے اُلٹ گئے ہین ہمارے مزار کے

آغاز مین بھی ہمکو ہے انجام کا خیال
دھڑکے شباب مین بھی ہین روز شمار کے

مضمون ہین ہرن مری بندشن کمند ہے
اے **قدر** شاعری مین مزے ہین شکار کے

١۴

خوش ہون دولت دنیا سے زمانے والے
روئینگے صورت فوارہ خزانے والے

داغ دیدے کے رُلاتے ہین رُلانے والے
پانی سے سینچتے ہین باغ لگانے والے

کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت
ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے

قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک مسیحا نے کہا
اُٹھ تو بیٹھ اے مرے نازونکی اُٹھانی والے

جان جائے کہ رہی وضع مین آئی نہ خلل
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہین جانے والے

پھر مری قبر پر انبار لگے پھولون کا
ہنس تو دے اے مرے پھولونکی اُٹھانی والے

لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر
نیند مین اُٹھے ہین گھڑیال بجانی والے

قبر مین رکھتے ہی یہ آہ شرربار اُٹھی
بن گئے شمع لحد میرے سرہانے والے

غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت
آب خنجر مین نہائے ہین نہانے والے

پھول جھڑتے ہین وہ تقریر ہے سبحان اللہ
چٹکیون مین ہو عنادل کو اُڑانے والے

جسم خاکی مین مری روح یہی کہتی ہے
زندہ درگور ہوئے خلق مین آنی والے

خواب مین آتے ہین جو پاس مری سوتے تھے
آنکھون مین پھرتے ہین آنکھونکی سمانی والے

مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مردہ دیکھی
پھر گرا اک ہاتھ تو اور ادمرے جانی والے

بعد مرنے کے ہوا **قدر** گناہونکا یہ بوجھ
ہائے مر مر گئے لاشے کے اُٹھانے والے

گئی ہین دیکھکر اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہین
کسی سے کام ہی تم کون ہو کدھر آئے

بپا ہو حشر کرا ہے اگر ترا بیمار
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم انکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کسکے قتل پر اب باندھکر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہوا آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ انکے عارض نازک پہ نیل ابھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا منھ نظر آئے

خدا ہے قدر پہ بپھرا ہوا ہی وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

۱۲

غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان باغ مین کہدے پکار کے
رخصت ہوئے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو لوٹے گا در فردوس پر ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوئے یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو بط مے کے شکار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تیری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولون کا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفتہ کر دیا
صحرا کو لیچلی ہی چمن سے ابھار کے

جو رونیکی بھی کثرت رہیگی
تو سمجھایگا گھس کر جسم خاکی

اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے
عجب عادت ہے اس مرد خدا کی

ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم
ترے دروازے پر نوبت بجا کی

فراق یار کا احسان کیون لین
قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی

ہوا گالون پہ دود خط نمایان
کہو کس دلجلے نے بد دعا کی

ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے
یہی کچھ ہو گی صورت کربلا کی

اُسی سے بنگئے کبک خرامان
ملی جو خاک اُنکے نقش پا کی

ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش
کسی گُشتہ نے شاید قضا کی

سفید ایسا ہوا ہے خون عالم
عجب کیا رنگت اُڑجائے حنا کی

لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے
یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی

دُرِ الفقر فخری کی جو ہے چاہ
پہن سیلی تو موج بوریا کی

مزا دونا ہوا ہے میکشی کا
تمھین سے اے بادلو رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تمپر فدا کی

۱۴

ہوا ے عشق گزشتہ نہ پھر اِدھر آئے
پُرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے

نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے
وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے

حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے
پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے

چمن ہے ابر ہے ساقی لگا دے کشتی مے
اسی اکھاڑے مین پریون کا تخت اُتر آئے

جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا
جو وہ بھر آئے تو آنکھون مین اشک بھر آئے

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا
جو ہے سقف تحت السما کالی کالی

لنڈھا دے مے سرخ سرخ ابر تو ساقی
گھٹا اُٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی

سیہ تاب سے گیا کہ ابرو پہ وسمہ
ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی

مرے کعبۂ دل کے ٹوٹنے کا غم ہے
جو اوڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی

ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون
اُٹھین آندھیان بارہا کالی کالی

گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہین
کہ لیلیٰ سے بھی ہے سوا کالی کالی

جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی

بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین
گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی

شب غم کو دون روز وصلت کا پرسا
کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی

مین دیکھونگا منھ اُنکا دیکر یہ فقرہ
تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی

محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت
ق اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی

ذرا چشم مجنون سے لیلیٰ کو دیکھو
کہ پُتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ **قدر** محشر مین نکلا
اُٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸

نہ پیٹو لاش پر مجھ بینوا کی
کہین رنگت نہ اُڑ جائے حنا کی

کہین ایسا نہ ہو اُوچھا پڑے ہاتھ
حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی

شراب سرخ کی بوتل اُٹھا لا
تجھے ساقی قسم اُدی گھٹا کی

دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ
ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی

قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

چڑھاؤن عینک اگر اپنا تو توا کی ÷ مین جسکو دیکھون مجھے تیری دید ہوجائے
بھرو جو صورت دوزخ بھی پیٹ زاہد کا ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہوجائے

اثر یہ جدت مضمون کا چاہیئے اے قدر
کہ کوئی سحر ہو سحر جدید ہوجائے

۲۸

مین دیکھون یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی
شب غم مین چھائی گھٹا کالی کالی جھکی ہے بلا پر بلا کالی کالی
ہے شاہونکی سرتاج کملی ہماری کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی
بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے دکھاتے ہین آنکھین وہ کیا کالی کالی
جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا تو ہو دھوپ شب سے سوا کالی کالی
ڈٹے ملکے رند سیہ مست جسدم جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی
جو سودا سے گیسو مین زنجیر رکھنے ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی
نصیبون سے کیا گور ہمکو ملی ہے ہے بخت سیہ سے سوا کالی کالی
شب ماہ مین وہ بکھیرے بال کھولے ہوئی چاندنی جابجا کالی کالی
کیا جوش سودا نے ہمکو کنھیا کہ رنگت ہے سرتاپا کالی کالی
نہ اس لعل کو کر جدا ای ستمگر نہ لب پر دھڑی تو جما کالی کالی
یہ سجدے کو خود جھک پڑیگی چمن پر کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی
کھلی سب پر آخر تری گرم دستی ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی
سیہ مست ہین چشمۂ فیض بارے کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی
ہوئی عکس صد برگ سوسن سے بدلی ذرا ایسی پیلی ذرا کالی کالی

÷

یقین ہو فصد جنون مین مفید ہو جائے
ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب مزار مین جب تیری دید ہو جائے
مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمھارے رُخ پہ اگر خط پدید ہو جائے
وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

صفاے تن سے قد آدم آئنہ ہین وہ
سماؤن اُنمین اگر اُنکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار موے کمر
کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو
کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفاخیز کا ہر اک ذرہ
اُڑے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب
تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا
وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

یہ گھس رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے

نہین جو شوق مین کھینچون ابھی تو ملجائین
کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلادے مے مرے ساقی دے کچھ آگ سی آگ
عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمہین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسے شاد
جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمھاری شرم سے شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے
بدن چراؤ کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر ہنسو بولو
ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو صورت روح
ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے یہ میرے خون کا پیاسا
جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمھاری فرقت مین
کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو — سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی
کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق — کجا میکش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی
دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھگئی میرے — مرا قل ہو گیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی
ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہی — کہ مے بجلی ہے موج مے دہنک ہی خم گھٹا ساقی
صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بجائے — ہری بوتل ہو کھلتی تیرا طوطی بولتا ساقی
گزک سے ہاتھ دہوؤن دل ہو جل بھنکر کباب اپنا — کہ گرما گرم مے دے ٹھنڈی ہو ہوا ساقی
عبث رندون سے وہ شکل دہن اب منہ چراتا ہے — ہے مثل بادۂ کہنہ پرانا منہ لگا ساقی
رُخ تابان سے کر آئینۂ اسکندری حیران — نشیلی انکھڑیون سے جام جم چکر مین لا ساقی
نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین — کجا ساغر کٹورا سی تری آنکھین کجا ساقی
تری گردن پہ سنکا میرا ڈہلکا ہی عجب کیا ہی — کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی
ید بیضا دکھا دے واعظونکی آنکھین کھلجائین — صفائی سے ہتیلی پر برانڈی تو اڑا ساقی
نہ تو رندون سے کھلتا ہی نہ وہ خم سے نکلتی ہی — سکھا دی تو نے دختِ رز کو بھی اپنی حیا ساقی
بطِ مے کو کیا ہے مرغ آتشخوار مے بھر کر — لگا دی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی
اُبل کر مے نکل آتی تو رنجک سی چمکجاتی — جو اُڑتا کاگ بوتل کا تپنچا چھوٹتا ساقی
کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہی — مےِ گلگون ہے کیا ہی راز پوش مدعا ساقی
سنا ہے چاند مین سورج سے ہو جاتی ہی ضو پیدا — چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا مہ لقا ساقی

اگر ایسا نہو اے **قدر** کب آنکھین ملاتی ہین
کھری کہتا ہون مین پیر مغان ہون اسمین یا ساقی

۲۳

جو گرمی دل مضطر پدید ہو جائے — گلے مین شب کی تختی حدید ہو جائے

دکھائین ہین اگر آنکھین بہا آدمی کی ندی بھی
مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی

دکان ہے تخت تو ہی بادشہ رندونکے لشکر کا
ہی ساغر تاج می حکم روان مینا علم ساقی

ترش ہوتی ہین یون آنکھین تری بڑکر مری دل پر
کہ جیسے می ہو سرکہ جاکے مابین حرم ساقی

لیا ہے **قدر** کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار ہے
تیز کسدرجہ نگاہ یار ہے

ساقی مہوش بڑا عیار ہے
ہر لبِ لعلی مرغ آتشخوار ہے

ہوگئے ہو چاند گویا عید کے
ہمسے دل ای ماہ کیون بیزار ہے

نالۂ دشمنون سے تنگ آیا ہون مین
ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے

اُس لب جان بخش سے پائی شفا
جو مریض نرگس بیمار ہے

دل بتون پر آگیا ہے خود بخود
کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے

آپ ہین ہرگز نہین ہے چشم یار
مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے

ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر
ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے

رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو
اس سی ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

اُٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی
ازل میخانہ میکش روح می کُن تھی خدا ساقی

حباب جام لا ساقی مئ گلگون پلا ساقی
مرے سحر عطا ساقی مرے باغ سخا ساقی

اُسے بھی لگ گئی شاید ہوا نکی کچھ ہوا ساقی
جب آئی میکدے پر جھومتی آئی گھٹا ساقی

میرے دل مین ہی اُداسی ہر وقت
گھر یہ ویران رہا کرتا ہے
نوح اسطرح سے ہے دنیا مین
جیسے مہمان رہا کرتا ہے
یاد ہے ہمکو تمھاری صورت
حفظ قرآن رہا کرتا ہے
وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد
تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان
قدر ہیجان رہا کرتا ہے

۱۷
ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی
برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی
ارے ساقی تو اک اک جام مین آنکھین چراتا ہے
لٹاتے سارا میخانہ کہین ہوتے جو ہم ساقی
صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے
خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی
فقیر مست رہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے
الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی
رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر
لگائی آگ مین آگ اُف کیا تو نے ستم ساقی
لگی ہے روح ہو نغمہ جھما جھم اب تو کر مطرب
لبون پر دم ہے ہو دورہ دمادم اب تھم ساقی
کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین
لہو رو وینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی
ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے
سبو بھر بھر کے مے لونگا ترے سر کی قسم ساقی
ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا
پہ کھچی کھچکر چلی چلکر گیا غم دو قلم ساقی
فلک سے جام ٹکرا کر رند تارون سے زیادہ ہین
الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی
ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا
جو میخانے سے اُٹھے مست ہو کر وہ صنم ساقی
نہ چھوڑون اُس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی لٹکا
برانڈی دے کہ شیری دے بیر دے یا کہ رم ساقی
پڑا رہنے دے مجھکو پاے خم پر زور مستی مین
قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

بنا بڑی سندون سے ہمارا محضر عشق
اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی

ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر
رُکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی

پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون
زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی

بغیر اشارے پڑیگی جگر پہ آپکے آنکھ
تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی

ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا
چلی نہ صانع قدرت سے خاک پانی کی

مین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا
صدا بھی غیب سے آئی کہ لن ترانی کی

ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید
بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی

ملا جہان سے جہان آفرین کا ہمکو پتا
بنا سے ساری حقیقت کھلی ہی بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر
کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

١٤

زلف کا دھیان رہا کرتا ہے
جی پریشان رہا کرتا ہے

آئینہ دل سے ہے کسی عاشق کا
جب تو حیران رہا کرتا ہے

جگمگٹے رہتے ہین معشوقون کے
گھر پرستان رہا کرتا ہے

اُس پری سے نہین بن پڑتی کچھ
کب وہ انسان رہا کرتا ہے

خون اپنا تجھے بخشا مین نے
کیون پشیمان رہا کرتا ہے

یون پڑے رہتے ہین تیرے در پہ
جیسے دربان رہا کرتا ہے

یاد ہر وقت تری رہتی ہے
ذکر ہر آن رہا کرتا ہے

ایک ارمان بھی دل مین نہ رہے
یہی ارمان رہا کرتا ہے

کسقدر عقل و جنون مین ہی لاگ
روز میدان رہا کرتا ہے

گردون پہ مہ و مہر ہین قدرت کے کرشمے — چھلکے ہین مئی نور سے اوندھے ہوئے کاسے
خوش رنگ کہین پھول سے ہے دست حنائی — خوشبو ہے کہین سیت ترے عطر حنا سے
وہ پانچے ہاتھو نہین اُٹھائے ہوئی نکلے — اللہ رے نفرت اُنہین خاک شہدا سے
گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت — سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے
شاہی سے بھی ہے شوخ مرا رنگ فقیری — کنبل مرا کالا ہے کہین ظل ہما سے
مقتول تری تیغ کا ہو زندۂ جاوید — بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقا سے
نقش قدم یار جو اعجاز دکھائے — طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے
ایسی نہین دیکھی دُر دندان مین صفائی — گُلی پہ تری ہنس گرین اوج ہوا سے
وہ رند ہون مے مانگون جو ساقی ازل سے — خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے
آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت — کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے
چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھی فلک پیر — کیا مُنھ پہ تماشا ہین بڑھاپے مین مہاسے
دبجائے قیامت تو بنے فتنۂ محشر — اُٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے
ہم دشت نوردی مین اگر خار بنائین — خود گو کھرو پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے **قدر** ذرا دیکھ کے ہشیار خبردار — کچھ ابروؤن پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴
شمار مین نہین موجین جہان فانی کی — جنون ہے اُسے لہرین گنے جو پانی کی
اُن ابروؤن سے عبث دل نے پہلوانی کی — نہ کرکری کہین ہو جائے سخت جانی کی
لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی — یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی
نہ مُنھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی — کسی سے ہم کبھی چھیڑے نہ پہلوانی کی
نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی — لگائی سیندہ جہان ہمنے پاسبانی کی

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب در و دیوار یا
سر کے ٹکرانے سی غل ہونگے مبارکباد کے

آشیانہ پھینکتا ہی یہ بھی اُجڑے تو سہی
جغد بیٹھین روزنو مین خانۂ صیاد کے

راہ مین اُسکی لٹا دو میکدون کو ساقیو
تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤگی سر پر لاد کے

آئے جوبن پر عروسان چمن آئی بہار
کنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹی شمشاد کے

ظلم سے آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ کچھ رہے
ڈر یہ ہے خوگر نہ ہوجاؤ کہین بیداد کے

یہ حرارت ہے کہ پڑجائین پھپھولے سیکڑون
قطرۂ خون جا پڑے مُنہ پر اگر فصاد کے

ٹوٹی پڑتی ہے خلایق یار کی تصویر پر
ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے

منتین مانین ہزارون جب ہوا ہوش جنون
طوق گھڑوادُن ستارون سے عوض حداد کے

شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا
پر جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے

زخم سینہ بوتا ہے یا چٹکتی ہے کلی
تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحرائے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

٢١

پس پس کے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے
رفتار کی پا بوش سے زلفونکی بلا سے

حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے
مین تشنۂ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے

ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے بڑھکے خدا سے
بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے

ڈھونڈھے نہین ملتا ہی پتا مجھکو کمر کا
کسدرجہ بدن آپ چُراتے ہین حیا سے

ہر اُنگلی تری ہوگئی انگشت شہادت
رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے

جوڑا وہ کھنچا ہی کہ ملاتے نہین آنکھین
لو اُڑ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے

اُس بادشہ حسن کو خط سے لیکے ہوا کم
کیا جفت ہوا میر اکیو تر بھی ہما سے

تم اُٹھ گئے اک نگاہ کر کے	۱۵	ہم گر پڑے آہ آہ کر کے
مٹی مین ملی مری جوانی ÷÷÷		کیا تمکو ملا تباہ کر کے
الفت مین ہوئی بتو نسی جھوٹے		اللہ کو ہم گواہ کر کے
پا کر تمھین آپ مین نہ آئے		کھوئے گئے تم سے راہ کر کے
دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی		پچھتا نا نہین گناہ کر کے
منعم یہ روپے کی زر پرستی		رکھلے اسے سجدہ گاہ کر کے
ہم گھل گئے عشق مین عجب کیا		یہ کوہ کو رکھدے کاہ کر کے
دل مین مرے پھانسی سی لگی ہے		دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے
جھانکے نہ کنوئین ہمین نے تنہا		لٹکے ہین فرشتے چاہ کر کے
مدہوش کیا ملا کر آنکھین		کھویا ہمین ہم سے راہ کر کے
آنکھون سے بسر کرنی ایدل		ابرو سے ذرا تباہ کر کے
ہم چڑھ گئے اُنکے دم پہ کیسے		دل لیگئے واہ واہ کر کے
کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر		پھر آئی ہے منھ سیاہ کر کے
کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا		منھ جانب قتلگاہ کر کے

اے **قدر** جو بت وہی خدا ہے
کیون پھر گئے اشتباہ کر کے

قدر گل بوٹے غضب ہین گلشن ایجاد کے	۱۴	ہاے کیا کیا صورتین ہین صدقے آدم زاد کے
ڈھنگ اڑائے گل نے اُس تُرک ستم ایجاد کے		کچھ جمائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے
کاٹ کر غیرونکے سر لائے جو میری نذر کو		ڈال دون سونے کا آنڈہ پاؤن مین جلاد کے

÷

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل | جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے
جہان دو دل ملے اک شور اُٹھا | ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ مُنھ مانگے اجل ملتی ہے اے **قدر**
نہ سیدھا مُنھ سے قاتل بولتا ہے

۱۴

پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے | تیرے تلوونکا عرق عطر حنا ہوتا ہے
اُس شہ حسن پہ دم جسکا فنا ہوتا ہے | طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے
اشک موقوف نہون لاکھ پلک مارین ہم | لاٹھیون سی کہین پانی بھی جدا ہوتا ہے
ایک گن کیا ہی کسی بات مین تو بند نہین | جو تو کہتا ہے ترے مُنھ کا کہا ہوتا ہے
لب جان بخش پہ مٹکر یہ ہوا باندھی ہے | کہ غبار اُڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے
ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی مین کون | یہ وہ ہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے
وصل مین کوئی کرے دست درازی کیونکر | چھیڑتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے
داغ دلسے کہین پیری مین تو بھاہر کے | صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے
وصل مین وہ بہت انکار نہین کر سکتے | واہ کیا تنگ دہانی مین مزا ہوتا ہے
یہ وہ نشا ہے فرشتونکے قدم کانپتے ہین | بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے
جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہی | کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہی
سخت جان وہ ہون کبھی قتل نہین ہو سکتا | آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے
شور آیسمین کیا کرتے ہین گلچین صیاد | یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہین اُدھر جان اِدھر جاتی ہے
سے لیجیے **قدر** ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزد حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنی سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے **قدر**
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجاے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال ای صنم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہو آہ آتی ہے لب پر
یہ میرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریاد رس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان ہے برگ گل سی نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب سے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دو دل بولتا ہے

تماشا ہو گئے لیلی کے نالے
جرس مابین محمل بولتا ہے

وہ دریا نوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

تمھارے خال و گیسو اور ابرو سب کے سب موذی
کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی افعین بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین
نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین
مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمھارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا
جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کمرو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی
ترے تلوار کا پٹھا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون
کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحرا ے وحشت ناک دہشت ناک ہے ایسا
کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے
طبیعت ہی ٹھکانے ہے نہ دل ہی اپنا بکیو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین
جو بلبل ہے تو وہ شبیر ہے جو گل ہی وہ شبو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑھ جاتے ہین اکثر
شہید انا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گو مگو ہے **قدر** کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

١٣

ہم مناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے
یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے
نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس ہی کیون جاتے ہو
اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے
چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھون پر اسے رکھتا ہون
تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی
بہ جنیخ اٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے ادھر میری آنکھ
مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

نامِ شبِ فراق سے دل کا پتا ہی روز
صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے قدر حسنِ مطلع جانان دو لخت ہے
دونون لبون پہ بات ہین ہنسنے نگاہ کی

۱۱

ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی
میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی

انداز و ناز و قہر سے تمنے نگاہ کی
تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی

ہمنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ
تلوار باندھتے رہے ہم بے پناہ کی

طوفان بنکے میکدے مین آیا محتسب
تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی

راہِ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہ مین
اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی

زندہ رہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہِ مصر
باقی کہانیان رہین زندان و چاہ کی

فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین
چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی

گُل ہو گئے جو قبر پر احباب لائے شمع
ایسی ہوا بندھی مرے بخت سیاہ کی

دل ٹوٹا ایسے صدمے دیے آسمان نے
ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی

ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے
مجھکو اندھیرا قبر کا ہے رات بیاہ کی

آہون کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قدر کا کمال
دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی

۱۵

جہان گلشن وہان گل ہی جہان گل ہو وہان بو ہے
جہان الفت وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے

بہت اُڑتے رہے اب وصل مین تمکو نہ چھوڑونگا
یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے

ارے صیاد پھر گلزار مجھکو یاد دلوایا
کہ ہر اک لو گرفتار قفس مین باغ کی بو ہے

مجھے ای بیکسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر مین
نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ اسمین نہ ٹاپو ہے

نالون سے میری سرو و منصور مست ہین
یہ دونون قمریان ہین مری سرد آہ کی

ہی دردخیز شیشۂ دل کی شکستگی
جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ آہ کی

قطعہ

خردون سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ
دشمن بنے جو مہر کی اپنے نگاہ کی

آیا قمر مین نور یہ گرمی ہے مہر کی
سورج گہن ہوا یہ خبر اڑتی ہے ماہ کی

یہ سب ہے چال پاے حنائی کی ای نگار
گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی

یہ چار عنصرون کا خلاف اور ایک روح
جھگڑے ہین باہمی نہین صورت نباہ کی

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت اُلٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل اون کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

١٢

پلکین تری جھپک گئین جب ہمنے آہ کی
بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی

واعظ خبر اڑاتا ہے عرش اله کی
چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی

کیا میرے دلکی عشق نے حالت تباہ کی
اک گانون پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی

میری جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنک کا
تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی

شکوہ جو ابرونکا کیا کیا غضب ہوا
جا بیجا چڑھ ہین زبان پہ کیون دادخواہ کی

دو مصرعونین آپ کی تضمین ہوگئی
جٹی بھوون پہ شاعرون نے کب نگاہ کی

پھولی ہوئی شفق ہے شہیدونکے خون سے
ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی

کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین
اس سمت آہ کی کبھی اُس سمت آہ کی

جبتک دھڑی جماکے تمھین باغ کو چلو
طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی

لگا ہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان
پھبتی کہونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا
نجد مین محمل لیلی کا جو اٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبونکا لگا رہتا ہے
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور آنکھ کے پردے مین تمھین رکھتا ہون
ہے بہت مد نظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ اے شہ حسن
لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھونکا اشارہ ہے پلک اُٹھنے مین
دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم
کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑ ازلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یای تحتانی

۱۷
حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی
پھانسی گلے مین پڑ گئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جرأتونکے سینہ سپر خاکساریان
گرد سپاہ ہوتی ہے ٹٹی سپاہ کی

موے کمر مین ناف کو دیکھا تو کھل گیا
گھتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا
قسمت مین ہے کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سے عجب نہین
رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز کج
ٹیڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی

پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
مینڈھی نہ چھوٹتی ترے پای نگاہ کی

دل اُسطرف زبان ادھر کھینچنے لگے
کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

ناچ مین توڑ الیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا ؛
موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کی ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے
وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کی ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گڑ گیا ؛
پانی پانی ہو کے بہجائیگا اب شبنم کی ساتھ

مر گئے پر بھی سجائینگے یہ آثار جنون
سنگزن بھی جائینگے دو اک مرے ماتم کی ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوب جائے
خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کی ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہو گیا
اک پھریرا بھی اُڑا کرتا ہی اس پرچم کی ساتھ

تو غم مجنون مین ای لیلیٰ بہت رویا نکر
رنگ تیرا بہ نجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اُٹھگیا رخسار سے گھونگھٹ خط لب کھل گیا
شب پرک پردے سے نکلے عیسیٰ مریم کی ساتھ

اے نفخت فیہ من روحی جدا ہی مجھسے کیون
ہان مری جان رہیو اپنی عاشق بیدم کی ساتھ

آنکھیں کیا پھرتی ہین انکی اک چھری پھرتی ہی قدر
ہوش اُڑتے ہین مرے ان آہوونکی رم کی ساتھ

۱۵

میرے آتے ہوے کیون آپنی چھوڑا پردہ
سامنے آئیے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ
چشم موسیٰ مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردہ نشین افلاک کے رہنا سیکھا
سامنے آئیے اللہ رے گاڑھا پردہ

کفر و دین دل سے ہی تو جامۂ ظاہر یہ سجا
اس سے کیا ہوتا ہی سیدھا ہو کہ اُلٹا پردہ

آج کل عشق تصور تو یہان تک پہونچی
آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جا کی ہوا اپنا وصال
قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے
واہ اے دست جنون چاک ہی سارا پردہ

کیا لکھون وصف کمر کس سے کہون رمز دہن
کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

۱۳

صاف گو سالہ بنی آہو جوڑا اے تو نگاہ — آنکھ تیری سامری ہی اے بت جادو نگاہ
کیا سیہ کردے گا سرمہ بھی جلا کر تو نگاہ — اسقدر مجھپر نکر یون گرم اے بدخو نگاہ
دل کو یہ ٹھنڈا کریگی یا جگر کو چاک چاک — ڈھونڈھتی ہی کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ
اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہی یہ — کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ
اُف ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری آنکھ سے — تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ
رات غیر و نین کٹی ہی اب اُلجھتے ہو عبث — او وہ جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ
عاشقون سے آجکل چتون بھری ہی الحذر — ذبح کر ڈالے گی جبدم پائیگی قابو نگاہ
برچھیون مین گھر گیا ہون مین بھی شش مردمک — اک طرف پلکین بلا ہی جان ہین اور اک سو نگاہ
آٹھ آٹھ آنسو رُلاتے ہین یہ ہر مشتاق کو — زلف و چہرہ خال و خط مژگان و لب ابرو نگاہ
کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے — چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ
تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین — کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ
آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون وجہ اللہ کا — تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انجھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کا نو رو سے اے پری جادو نگاہ

۱۴

ہی اس مینخانہ مین توام ہی شادی غم کی ساتھ — قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پر نم کی ساتھ
زندگی ہمنے نباہی ابروئے پر خم کی ساتھ — نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کی ساتھ
ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض — دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کی ساتھ
عشق لیکر زلف کا نکلا مین کوے یار سے — سانپ نکلا تھا جنان سی جسطرح آدم کی ساتھ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ | تجھسے بچھڑ کے مٹے گی صیاد رفتہ رفتہ
ہوگا مرا تبسے سے نقش مراد قائم | تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ
نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا | آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ
منت کے طوق اُتار و قمری رہو گے کب تک | بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ
جاتا ہے تیرے غم مین صبر و قرار ہر شب | ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ
قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا | تحت الثریٰ کو پہونچی بنیاد رفتہ رفتہ
ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگے | ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ
ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا | سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ
شیرین گرانہ اسیر اکبار کوہ غم تو | کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ
گلشن سے موسم گل کچھ کچھ نکل چلا ہے | دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ
تصویر کھینچتے کھینچتے آئی دہن کی نوبت | تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ
دل تیرا کیا ہی اے بت گالا سا کوہ اُڑیگا | بڑہنے تو دے ہماری فریاد رفتہ رفتہ
ابتو یہ ربع مسکون سب ہے تمھارا مفتون | گیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ
ورد کی تیرے رُخ کا بندہا ہی دھیان مجھکو | ہوجاے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ
آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا | ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ
پوچھا کہ ہوگا کب تک بوس و کنار و مطلب | ہنسکر کہا یہ اُسنے ارشاد رفتہ رفتہ
ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن | ہوجائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ
یونہین جو روز گلچین کلیان جدا کریگا | ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو تجر کی عنایت یون قدر پہ رہیگی

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوا مر اسلائیے تو
قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادہر لائیے تو

وہی گھبرا کے چلے آئینگے ای حضرت دل
اور کچھ آپ سے ہوتا نہین گھبرائیے تو

نہ مین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری
ایسا کیا دہم ہی تشریف ادھر لائیے تو

واعظو کون سنے گا یہ نماز اور اذان
سر پٹک کر ابھی چند سے یونہین چلائیے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین
ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ بنا لائیے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی
چاہتے ہین جسے آپ اُسکی قسم کھائیے تو

چاند کا داغ کہجا نیس کہجا بوسون کا
دیکھون یہ چاند ہے یا منھ ہی ادہر لائیے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون
میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمائیے تو

ہاتھا پائی مین برا ماننا کیسا صاحب
داؤ پر ہمنے چڑہایا ہے نکل جائیے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو
مین کٹا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمائیے تو

آج کچھ بانسون اوچھلتا ہے کلیجا میرا
ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹجائیے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی فترہ کا مجھکو
اجی کچھ خیر ہے فصدین مری کھلوائیے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے
دیکھون کسطرح سے موت آتی ہی مر جائیے تو

خلق کیطرح ابھی عمر ہماری کٹجاے
کہین خنجر کیطرح آپ بھی رک جائیے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب
کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمائیے تو

بوسے بوسے یہ وہ دیتی ہین جھنکائی اے **قدر**
لیجیے لیجیے ہان آئیے تو آئیے تو ؛

ردیف ہاے ہوز

سیکھے نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ	۲۰	لوہو گئی یہ کھیسڑی فولاد رفتہ رفتہ

۱٦ کیون مری دلشکنی مہر لقا کرتے ہو
کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو

پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو
کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو

تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا
لاٹھیان مار کے پانی کو جدا کرتے ہو

کوئی اتنا نہین معشوقون سی پوچھے اتنا
کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو

دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے
وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو

دیکھتا ہو نہین جیسے بس نظر آتے ہو تمہین
اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو
نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو

لب جانبخش سی بلبل نہ بطمی بن جاے
ای مسیحائی گلرنگ بپا کرتے ہو

ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین
تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو

یہ دو عملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب
کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو

کیا مثل سچ ہوی ہر مردے وہر کارے
ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو

کیا قیامت کی ہے رفتار عیاذاً باللہ
دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو

تنکے چنواؤ گے تم عشق مژہ مین شاید
زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو

ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو
دل مین آنکھون مین کلیجے مین رہا کرتے ہو

آنکھ لڑتی ہے نہ مجھے زلف مین تم پھانستے ہو
سحر سا سحر بلا سی یہ بلا کرتے ہو

زہر کھا کر کہین مر جاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

۱۸ دم لبون پر ہی ذرا بیٹھیے تو آئیے تو
ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو

کیا دہن کوئی معما ہے یہ تبلائیے تو
مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال
سر ملایا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد ای قدر
جاسکے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

١٥

محض ناواقف تھے ہم برہم نہ ای صیاد ہو
ذبح تو کر ڈالنا اب کہے اگر فریاد ہو

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو
قتل پر مین یون ہون راضی اگر جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو
آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

چاہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو
قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جاکر پھر نہین پھرتا کبھی
گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا
مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے
مُنھ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا
مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہے تو بیشک ہو پریزاد ای صنم
آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اُسے
تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زورون پہ ہے
فصد آکر کھولے تو سودائی ابھی فصاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہماری نام سے
اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤن مین ہون آبلے
دلمین درد آنکھو مین آنسو لب پر اُسکی یاد ہو

جسجگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری تاک جھانک
سیکڑے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انچھر مین لگا لائے اُنہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

کر گئی آپ کی تلوار بڑی اور ایذا
سے کھچے گا اب اس آرے سی دو پارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سر مین جب آگ لگی جا کے بجھی تلوو نمین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیان کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہی کہ قدمون سے لگین
اپنی جوتی کا بنالے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نمکین منھ مین زبان شیرین
من وسلوی بھی خالق نے اُتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے قدر
اب کے تھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمسکو

١٣

نہین بہاتا نہ کنایہ نہ اشارا ہمسکو
وہ ادھر آنکھ اُٹھی تیری وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفای باطن
جانتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھون سے جو پونچھا تو تماشا دکھیا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہی
جو ہمین پیار کرے ہی وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہی
چوکڑی خوب دکھاتا ہی چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھون نے مارا ہمکو

اپنا گھر بیچکر اُسکو ابھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہو گیا کوچۂ جانان کی طرف رخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اُتارا ہمکو

تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہی نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتے ہین
دل سے آنکھون سے کلیجے سی ہے پیارا ہمکو

وحشت مین کچھ سواے گریبان نہین نہو
دامن نہو ہلال صفت آستین نہو

تمنے بلالیا ہمین معراج ہوگئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ اُلجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اُس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دلجلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمھین نہو

کیا کہنا ابتو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روے صبیح کو
سبزہ اُس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئیگا اُنکا دہان تنگ
جبتک نگاہ شوق مری خردبین نہو

بے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جبتک نہ درد سر ہو مغنی لگائے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دلسے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئنہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کاہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اُٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

١٢

کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور اُبھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ بارا ہمکو

سر چڑھے تھے تری زلفونکی بلون پر کیسے
صف مژگان نے ترے پار اُتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات اُنکی
ہو وصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدر کیا جانین کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

١٥

دل کو تم آنے دو ہاں آنے دو — خوب رندو پر مری جان آنے دو
ٹپکی پڑتی ہے مری رال ابھی — آنے دو منھ مین زبان آنے دو
کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاؤنگا — زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا — روز عید رمضان آنے دو
دیکھنا یار کا حسن ابدی — بلبلو فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا — زلف تا موے میان آنے دو
پھر مجھے روک لین دربان تو سلام — اتنا کہہ دیجیے ہان آنے دو
واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے — دل وہان ہاتھ یہان آنے دو
کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ — آنے دو جسم مین جان آنے دو
سخت جانی سے ہون لوہے کا توا — اور ابھی کھچکے کمان آنے دو
ابھی انگیا سے عبث کستے ہو — کچھ تو اے سرو روان آنے دو
ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہے دور — اب وہ جاتا ہے کہان آنے دو
دیو ہجران سے لڑونگا کشتی — اب یکے تم تاب و توان آنے دو
لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم — لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوئے فرماتے ہین
قدر کو آج یہان آنے دو

١٤

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو — وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

اُلٹ دی مُنھ سی گھونگٹ اے قمر یہ وصل کی شب ہے
شب گیسو مین روشن کر چراغ روی روشن کو

بہار آئی صدا طوطی کی ہی نقار خانے مین
ذرا با دل گرجنے مین سنو مورون کی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودائی کی پاس اپنے
چھری بنوا ئیے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزان مین توڑ کر پھینکی تھی اُسنے گردن مینا
بہار آئی ہی توڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی رستے ہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا
ذرا اے قادر پہچانے رہو تم دوست دشمن کو

۱۵ بچشم حق بین ہو تو اللہ کا جلوا ابھی ہو
ہدف صادق اگر ہے دُر یکتا ابھی ہو

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی ابھی ہو

کہیے نالون سے اُٹھا لون مین زمانہ سر پر
فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے
کس جگہ ڈھونڈہین تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہین مگر جان تو میٹھے کیلیے
ساتھ ان کا لبونکے چاہیے بوسا بھی ہو

دیکھین کسطرح جمے پھر گل و بلبل کا رنگ
تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رونا کب تک
اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھین تو قتل کرین ہونٹھ جلائین کیا خوب
تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

بیخودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا لو
تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھ تو دوڑ کر اے قیس بگولو نہ سنجا
کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلی بھی ہو

دھرا رہجائے یہ پٹی سے چمٹنا ای مہر
ہم بھی ہون آپ بھی ہون چلنے کا جارا بھی ہو

نالے سنکر مرے چلا اٹھو انشاء اللہ
تو بھی میری طرح حال تمھارا بھی ہو

ذکر مذہب پہ اُلجھتی ہے طبیعت اپنی
اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو
تم جو دل ہو تو کوئی دلمین سویدا بھی ہو

بل کی لیتے ہی رہے ناز سے خمدار ابرو

١١

ٹھکانا اب نہین صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو
آلٰہی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو

پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کی مدفن کو
لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو

دم تکبیر تڑپے کون جھجکے کون مقتل مین
وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون اُنکی چتونکو

چلے میخانے سے میکش گھر ونسی نکلے دیوانے
بہار آئی چلے میلے کے میلے سیر گلشن کو

سلائی پھیر دو غیرونکی آنکھونمین تو بہتر ہی
عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو

سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا
کیا تالاب فوراً کھودکر عاشق کے مدفن کو

کدورت اُنکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین
ملی ہی روزِ خلقت سے سیاہی روئے آہن کو

چلا جب حسن خط بڑہنے سے یہ پھبتی کہی ہنسنے
یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی ہین خرمن کو

غنیمت ہے کہ مجھکو تو نکر ہشیار کرتا ہے
جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو

وہ سید ہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین
خم شمشیر ہین جسدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے قدر انسکون سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سرسبز گلشن کو

١١

بڑہایا خال نے اور اعتبار روے روشن کو
کسوٹی پر لگائے جسطرح سی کوئی کندن کو

نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے
مرقع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو

تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی
دیا کاجل عبث دہبا لگایا روی روشن کو

اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم نے
چڑہا مین آستینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو

یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اُس آئنہ رو نے
کہ اس آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو

حنارونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اے قدر چاند میرا آیا گئے گہن ہین

ردیف واو

تیرے دونون کے ہین دونون مجھی درکار ابرو	١٧ اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو
تیغ افگن ہین وہ آنکھین تو نگہ برق انداز	قدر انداز ہین پلکین تو کماندار ابرو
دل نہو صاف تو ظاہر کی فقیری کیا مال	ناحق آئنہ صفت صاف کرے چار ابرو
اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین	آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو
کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا	مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو
موے سر ہین شب معراج تو سر قبہ عرش	قاب قوسین کی رمز ہین ترے خمدار ابرو
لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی	عکس سے ابرونکے یار ہوا چار ابرو
جو وہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا	طور دیدار جبین کعبہ دیدار ابرو
انہین تلوارون کے سایے مین پڑے ہین یہ ترک	دست شفقت ہین سر پئے مردم بیمار ابرو
پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے	ہوگئے گیسو ہی جان کے طرفدار ابرو
ہی دہن نقطہ مرکز خط پرکار ہے خط	چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو
کیون نگہ روک سکے منہ پہ سپر تیلی کی	سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو
لاکھ ٹیڑہا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو	لاکھ بانکا ہو تو چھنین ابھی ہتیار ابرو
آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے	یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو
ایک نیزے پہ جٹرین کسنے یہ دو تلوارین	قد بالا پہ تماشا ہوئے خمدار ابرو
قلعہ حسن ہے رخ رخ کے سلح خانے ہین	برچھی مژگان ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی رہے شوق سے گردن اے قدر

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین
بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ ہر چمن مین

دل رخ سے اڑ کے پونہچا گیسوے پُر شکن مین
کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین

کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی
ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین ؎

جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بدہ گیا ہون
مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہین بدن مین

فرقت مین مُنہ لپیٹے مین اسطرح پڑا ہون
جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین

ٹھوری پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے
یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین

گیسو کی ایک لٹ مین دل پھانستے ہو صدہا
کستے ہو سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین

جولن ترانیان ہین پوری کہانیان ہین
خالق پکارتا ہے خلقت کے پیرہن مین

یہ دل کا آئنہ بھی جام جہان نما ہی
غربت کی سیر دیکھون بیٹھا ہوا وطن مین

مین یاسمین رخ پر مرتا ہون ایسا گھُل کر
میرا کفن بنالو اک برگ یاسمن مین

کیا جوش ہو موسم گل جوبن پر آگیا ہے
پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین

وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج
وہ رخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین

خنجر قدم بنے ہین اور اُنگلیان ہین بچھوے
تمنے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین

اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا
اک آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین

مُنہ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان بنکر
شامل تھی چوب چینی شاید مے کہن مین

زلف دراز پونہچی بل کھا کے ایڑیون تک
لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل ناردن مین

مجنون نکے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین
دو لکڑیان رگڑ کر لگتی ہے آگ بن مین

پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو
اپنی زبان دیدو تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

آلہی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے اُنکا
یہی پردہ رہا ہے میرے اُنکے درمیان برسون

بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی
چلے پھر اُس جگہہ ہم جہین اُٹھائے تھے جہان برسون

اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا
سگ جانان چبائیگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے **قدر** ہمکو بھی
بھٹکتے ٹھوکرین کہاتے رہے لاکھون جہان برسون

۱۱ رہے ہین عالم ذرات مین ہم ناتوان برسون
بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون

جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون
نیا یا ہے بنائینگے کہین تیر انشان برسون

اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائے گا
ہماری خاک سے اُگتا رہے گا ارغوان برسون

چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے
رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون

ہوا ہی مرگئی پر جاے عبرت قالب خاکی
رہی تھی زندہ در گور اس جگہہ روح روان برسون

بلائے کہکر بلا کا نشا ہمکو چڑھ گیا یا رب
نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون

نہ تمسا ذرہ پرور ہے نہ تمسا مہر پرور ہے
بہت چہانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون

بہرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سے اُٹھین
سُنی ہے اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون

جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے
رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون

رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ
کہ ان ہاتھون سے کی ہے خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے **قدر** کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

۲۱ لب پہ ہنسی جو آئی دندان کھلے دہن مین
چمکی یمن مین بجلی جا کر گری عدن مین

بہروپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین
پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

خط جو لکھے گا رقیبونکو تو میری موت ہے
واسطے قطرزن کے لینا میرے تن کی ہڈیان

بس سزا پائیگی کہانتک ٹھوکرین کہایا کرین
دفن کردو اپنی بے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اسے **قدر** یہ بار گناہ
ہو گئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

٧

چھپاتے ہو عبث تم روی روشن اپنا گہونگٹ مین
ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لپٹ مین

تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلخانہ ہے
یہ زنجیر و نمین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین

قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو
صداے صور ہی ان پا پنچونکی کھڑکھڑاہٹ مین

صفائی مین تو روے صاف کے دن وصل کا کاٹا
یہ شب بھی جائیگی کیا یونہین زلفونکی بناوٹ مین

ہنسی آجاے ہونٹھون پر تو بجلی سی چمک جائے
کہ عالم کالے بادل کا ہی مسی کی اوداہٹ مین

کہا اس مہ نے روے صاف پر بکھرا کے گیسو کو
چھپایا منہ عروس صبح نے اس شب کی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت **قدر** آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپرکھٹ مین

١١

تصدق انکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسون
کیا ہی دستہ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون

رہی فکر میان برسون رہی فکر وہان برسون
نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون

امیری سے فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین
جہان بھوڑا نکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی
کہ سر پر خاک اڑا کر روی ہی باد خزان برسون

ستاتا ہے کڑھاتا ہی جھنکاتا ہے رلاتا ہے
خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہربان برسون

لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہوجائے
قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ جان برسون

ہمین جھنکا دیے ہین اسقدر درد جدائی نے
نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب و توان برسون

کیا در جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر ہوتا ہے دل کہان

ہاتھ خالی رکھتے ہین ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہان ہین یہان حاصل کہان

غیر کا کیا دھیان ہے اچھی طرح باتین کرو
بندہ پرور آپ کی آنکھین کدھر ہین دل کہان

آنکھ مین آنسو بھرے ہین گرد ہین مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزۂ ساحل کہان

غیر آئین شوق سے ڈیوڑھی پر اپنی روک ہو
سچ ہے صاحب ہم کہان اور آپکی محفل کہان

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ مین پہلے ہوئی منزل کہان

کیا کہوگے قدر بولو تو جو پوچھے گا خدا
عمر غفلت مین گزاری تو نے اے غافل کہان

۱۴

عشق شیرین مین گھلین اُس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیان

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن مین الحذر
ہین خس و خاشاک مرغان چمن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیری نین ہون صرف اہل سخن کی ہڈیان

وصل کی شب کیا بہانہ سوچکر کہتے ہین وہ
آج تو کیا درد کرتی ہین بدن کی ہڈیان

آتش کفر آب مین بھی سرد ہو ممکن نہین
جلکے گنگا لاکھ دیکھین برہمن کی ہڈیان

ہاے وہ فصل بہاری اور یہ کُنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائینگے قلم لیکر ہرن کی ہڈیان

وہ بھی جانین صدمہ پہونچانے مین ہوتا ہے یہ لطف
چور کر ڈالے کوئی ہر سنگ زن کی ہڈیان

اے مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہین
دور سے گن لیجیے میرے بدن کی ہڈیان

بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلین خاک سے
مل گئین ہین خاک مین ہر سیمتن کی ہڈیان

وہ صنم معجز نما باتین جو مردون سے کرے
صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیان

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری چھلاوا ہی
شیر دکھین یہ جھپٹ نہین آہو مین رم نہین

دنیا ہو دیدۂ سے می نہین ساقی جواب دے
کاسہ فقیر کا سر ہے یہ کچھ جام جم نہین

رکھدون قدم یہ کاٹکر ارشاد ہو اگر
سر تاک عزیز آپکے سر کی قسم نہین

مژگان نمازیونکی صفین پتلیان امام
محراب کعبہ ہے ترے ابرو مین خم نہین

للہ اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجئے
ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین ہم نہین

زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے بام تک
عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین

کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب
بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین

عشق دہان تنگ سے واعظ خفا نہو
وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین

آنکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا
اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین

اے چرخ صبح ہوتی ہی اُنسے جدا کیا
آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے **قدر** کوے یار کا ہمسر جہان مین
گرجا نہین کنشت نہین ہی حرم نہین

١٤٢

بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کہان
ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان

دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو اے قاتل کہان
عاشق بیدل سے طالب دلکی ہوا بیدل کہان

ہائے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان
جھوٹ تو منھ سے لیے چلتا ہی اے قاتل کہان

سب جہانمین فیض جاری عرش پر نور خدا
واہ میخانہ کہان ساقی دریا دل کہان

تو شہ اقلیم خوبی مین گداے عشق ہون
تو مرے قابل کہان ہی مین ترے قابل کہان

ہی مثل ملاح در چین است و کشتی در فرنگ
کشتی مے اب کہان ساقی دریا دل کہان

آنکھون مین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کیطرح
کیون ابھی سے اٹھ چلے تم اے مہ کامل کہان

کیا سیر کے قابل نہین یہ سینۂ پُر داغ | گلگشت کو جاے تری پاپوش چمن مین
دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا | پھرتا ہون مین کہولے ہوئی آغوش چمن مین
صاحب گل شبو کے دہوئین آج اُڑاؤ | کہولو تو ذرا صبح بناگوش چمن مین
عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو | دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین
مین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا | گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین
کس پیار سے غنچون پہ رگڑتا ہون مین آنکھین | یاد آتے ہین اُسکے لب خاموش چمن مین
پہنے ہین عروسان چمن پھولون کا گہنا | ہر دانۂ شبنم ہے دُر گوش چمن مین
سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال | نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین
دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا | چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن مین
بار آورون پر چلتے ہین اس باغ مین تبر | کیونکر نہ رہے سرو سبکدوش چمن مین
ای یار تمہین دیکھکے سکتے مین کھڑا ہے | شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین
ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن | بڑہ آئے ہین وہ تا کمر و دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن مین

۱۶ کیا غم ہے اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین | باد بہار بھی دم عیسیٰ سے کم نہین
لو مر مٹے مگر کہین ملک عدم نہین | آگے بڑہا نہ جاے گا اب ہم مین دم نہین
ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر | پیرونکے نقش پشت جوانانمین خم نہین
آنکھین تو سلسبیل ہین میوے ہین زخم دل | یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین
تیر نگاہ یار کے قربان جائیے | آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

بھوون پر ہین دلہا سے بیتاب مائل ۔ یہ کانٹے ہیی مچھلیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین **قدر** اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوے ہیں کمان کھینچتے ہین

گئین نزمیان سختیان کھینچتے ہین	۱۴	کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین
وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین		سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین
کبھی پاے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین		کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین
قیامت سے قامت کا حسن سراپا		ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین
کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو		فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین
اٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردون		ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین
چھری ہی وہ سیندور کا لال قشقہ		وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین
نہ کیون بال کی کھال ہم لوگ کھینچین		کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین
مہینون ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا		جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین
غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ		سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہین
نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدھی		کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین
مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین	قطعہ	کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین
گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر		کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے
بہت **قدر** کو قدردان کھینچتے ہین

کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین ۔ ۱۴ ۔ پھولون ہی کا انبار ہے تاگوش چمن مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار
کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین

پا گئے انعام جو گلدستے لاے
مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین

خیر ہو یارب مرے شرطونکی آج
بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین

سینے مین ملتا نہین دلکا پتا
ڈہونڈہیے تو طرۂ طرار مین

ضعف سے جنبش نہین کیا تم پر آے
تاب یہ کب ہے دل بیمار مین

طوق ہین یہ کافر و دیندار کے
قید ہین وہ سبحہ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمہائے نہ آسمان کھینچتے ہین
یہ تو ٹانک کے ہم کمان کھینچتے ہین

جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین
سپر منھ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

سزا پائی چوٹی کی تعریف کرکے
وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین

رگون سے سنبھالے ہوئے ہین بدن ہم
گلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین

ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین

وہ میکش ہین انگور دل کا بندہے تو
ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

کہان دیکھین لیجاتا ہے آب و دانہ
یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین

اونہین جذب دل کی کمندون سے عاشق
جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین

دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کرکے
کہ ناقے کو یون ساربان کھینچتے ہین

کلیجا ہمارا خود آہن ربا ہی
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین

سبکسیرونکو بھی تعلق ہی لازم
حبابون پہ سب بادبان کھینچتے ہین

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردن کے
گلے مین چاہئے پھولونکا ہار عید کے دن

شب وصال مین چپ چپ حضور بیٹھے ہین
کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن

کدہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا
وہ کیا ہوئے مرے پروردگار عید کے دن

دل و زبان و لب و سینہ وصل مین ملجائین
کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن

ہوئے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا
لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن

شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شادی مرگ
بنے ضرور ہمارا مزار عید کے دن

دکھانی چاہیئے محراب دونون ابرونکی
کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے قدر سے بھڑکا کی دل چلے گئے گھر
تم آگ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

۱۵

جا لیئے کیا کوچۂ دلدار مین
ایک بھی روزن نہین دیوار مین

کیا عجب آئینہ ہو سنگ مزار
مر گئے ہم حسرت دیدار مین

بزم مین تڑپا دل پر داغ کب
رقص ہے طاؤس کا گلزار مین

یار کے کوچے مین ہین سب عقل و ہوش
بک گیا سودا مرا بازار مین

قہر تھی اک جنبش ابروے یار
گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین

کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب
گھولتے ہین قند وہ گفتار مین

صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا
رات جو کٹجائیگی تکرار مین

سحر سے ہے آنکھونمین جو اے رشک حور
معجزہ ہے آپکی رفتار مین

ظلم پر ظلم ہے ستم پہ ستم
ساتھ غیرونکے آپ جاتے ہین

تارے گن گن کے کاٹتے ہین رات
دانت اُنکے جو یاد آتے ہین

جان بچنے کی کون صورت ہے
زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہین

ہے تیانچہ فثم وجہ اللہ
رُخ جدھر ہو اُسی کو پاتے ہین

یوسف دلکی جستجو مین آج
قافلے آنسوؤنکے جاتے ہین

خلد کی تو نہ دے طمع واعظ
رند کب تیرے دم مین آتے ہین

حضرت دل تمھاری رانون پر
پھسلے پڑتے ہین پھیلے جاتے ہین

بند کی آنکھ ہو گئین آنکھین
آنکھ پردے مین ہم لڑاتے ہین

دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ
تم نہ آؤگے ہم تو جاتے ہین

دل نہ بھولے گا یاد روے صنم
اس پہ قرآن ہم اُٹھاتے ہین

قدر مہانسرا ہے یہ دنیا
لاکھون آتے ہین لاکھون جاتے ہین

۱۵

دھڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن
پھر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن

صیام مین ہمین کچی گھڑے کی پڑتی ہے
مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن

بتائیے تو کہ نکلا کدھر سے عید کا چاند
کہان سے آئیکو پوچھون نگار عید کے دن

بنے ازل مین جو دونون وہ عارض شفاف
برس مین پائے وہ دونون قرار عید کے دن

یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پرائے آتے ہین
گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن

خدا کرے کہ ترے زلف و رُخ کی دھوم رہے
شب برات کی راتین ہون یار عید کے دن

گئے تھے روزہ چھڑانے گلی پڑی ہی نماز
گھرے ہین مسجدو نمین بادہ خوار عید کے دن

کلام اُلٹتے ہین اپنا کمال کرتے ہین

۱۱
جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہین
چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین

فدا ہم اُنپہ عبث جان و مال کرتے ہین
وہ خواب مین بھی کسیکا خیال کرتے ہین

جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے
عزیز دیکھئے کیا میرا حال کرتے ہین

ہماری دل کی امیدونکو توڑتے ہین آپ
کہ آہوان حرم کو حلال کرتے ہین

خموش بیٹھنے کا لطف ہم اُٹھاتے ہین
وہ چھیڑ چھیڑ کے خود بول چال کرتے ہین

تمھاری آنکھونکی گردش جنونمین آتی ہی یاد
کبھی جو دشت مین چھل بل غزال کرتی ہین

تمھارے ابروونمین ایک سے ہی اک بڑھکر
کہ بے چھری ہمین دونون حلال کرتی ہین

وصال مین یہ رگڑتے ہین اُنکی مونھ سی مونھ
ملا کے دونون کو ہم ایک گال کرتے ہین

عجیب پیار کی نظرون سے گھورتے ہین یہ آپ
حضور میٹھی چھری سے حلال کرتے ہین

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ
ہماری خاک کو گرد ملال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے اے **قدر** بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاؤن ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین
کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین

دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین
چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہین

ہم کفن باندھے آج جاتے ہین
آزمالین جو آزماتے ہین

دیکھئے حال شمع و پروانہ
خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین

اندنون صاف ہے رہ الفت
وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین

زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے
بڑی منت کی وہ بڑھاتے ہین

چٹکیان لے رہا ہے جوش شباب
رسمسکیان وقت پر وہ بھرتے ہین

جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائین
جتنا حاکم سے لوگ ڈرتے ہین

بات کہکر چبا گیا وہ شوخ
نزع ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین

دلمین آتے ہین میری آنکھ کی راہ
گھر مین کوٹھے سے وُہ اُترتے ہین

قدر شعر اپنا خاکا ہے
اُسمین اُستاد رنگ بھرتے ہین

۱۲

شب فراق مین ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ دیکھین سوتے ہین یا انتقال کرتے ہین

مثال بدر جو کسب کمال کرتے ہین
جھکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہین

لحد مین خوب نکیرین جال کرتے ہین
زبان غیر مین مجھسے سوال کرتے ہین

سنا ہے قدر ہر اک سے سوال کرتے ہین
ہم آج آگ مین بیسونکو لال کرتے ہین

وہی تو مصرع قد مین ہے معنی باریک
کمر کا جسپہ بشر احتمال کرتے ہین

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

امید بوسہ کی صورت سوال ہے اپنی
زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین

ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہے
صلاحین دور سے گرگ و شغال کرتے ہین

چبا کے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن
وہ آج آگ مین چھلکے کو لال کرتے ہین

کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر
کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین

شب وصال مین کیونکر اُنہین ستائین نہ ہم
یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین

مین جانتا ہون کہ گھر انکا آپ مٹتا ہے
وہ جانتے ہین کہ دل پائمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدر آ غزل

لعل لب یاقوتیان ہین ای مسیحای زمان
گوہر دندان تری حب الشفا سی کم نہین

خون ہی دو نونکا ایک اور ایک ہی ہی گوشت پوست
مصطفی حیدر سے حیدر مصطفی سی کم نہین

کافر و دیندار سب ای قدر دم بھرنے لگے
شہرہ اوس بت کا خدائی مین خدا سی کم نہین

٢٠

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہین
اے مسیحا تمہین پہ مرتے ہین

خضر نظرون نہین کب ٹھہرتے ہین
پانی چاہ ذقن کا بھرتے ہین

الحذر کیا غضب کی چتون ہی
بے چھری آپ ذبح کرتے ہین

اک نہ اک آج پھانسیئے گا ضرور
کل سے گیسو بہت سنورتے ہین

لہر دل کی ہمین ڈبوتی ہے
بحر غم سے نہین اُبھرتے ہین

سر اگر کاٹیے تو اُف نکرین
انہین قدمون پہ ہاتھ دھرتے ہین

بانکپن سے مٹائیے چلکر
سرو گلشن بہت بررتے ہین

نخل قامت مین گلّے پھوٹتے ہین
نئے جوبن ترے اُبھرتے ہین

عقد پروین فلک بناتا ہے
جھمکے کانون کے جب اُترتے ہین

ہونٹھ چلتے ہین صورت مقراض
آپ باتون مین گل کترتے ہین

کوئی ہمسر گر اُٹھا نہین سکتا
گوہر اشک جب بکھرتے ہین

ایک صدقے جو اُنپہ ہوتا ہے
لاکھون صدقے وہین اُترتے ہین

کس گھڑی ہم مراد کو پہونچین
آپ تو رات بھر نکھرتے ہین

وہ بھی سن لین تو اُنکو صدمہ ہو
دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین

ٹھوکرون سے جلاتے ہو مردے
انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

خود پہ لپٹتے ہین آ کے سینہ سے
اسقدر جذب ہے مرے دل مین

نالے کرتی ہے قیس پر لیلیٰ
رنگ بجتا ہے ایک محمل مین

خون مین ہم نہا گئے کیسے
ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین

کاملون کو بڑی سمائی ہے
عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو
اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

١٦

سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین
مرگ چھالا اپنا تخت بادشاسی کم نہین

رنگ اُڑے مُنھ سہی کنہیا کے اگر چوٹی گند ہے
جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین

جسطرف نالہ سنا لیلیٰ کا ناقہ چلدیا
قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین

داغ جب چمکے تو بجلی جب کیے نالے تو رعد
درد دل جبدم اُٹھا کالی گھٹا سی کم نہین

پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا
سیت اُسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین

سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اُترتے جاتے ہین
کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین

حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار
فتنۂ محشر سمجھیے وہ ادا سی کم نہین

ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان
اب ہمارے خون کے دنیا مین بہا کم نہین

وقت پر جو جا ہو کہلو دلسے کب کہتے ہو تم
ہاتھ اُٹھا کر کوسنا دست دعا سی کم نہین

ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا
دید بھی تاثیر مین آب بقا سے کم نہین

دست رنگین ہے جو اُس سفاک نے گھائل کیا
چور ہیرے زخم کا دزد حنا سے کم نہین

بات جو حق ہے وہ سن الحق تم سے نہ ڈر
یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین

نقد گن لے دی می گلگون تو اے پیر مغان
لال کر دونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا
آپ کو دیکھین مجھے دیکھین یہ کیا دیتے ہین

نزع مین پاس سے افسوس اُٹھے جاتے ہین
بیچ منجدہار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہین

دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا
میرے پہلو مین ہے پھوڑا وہ دکھا دیتے ہین

روے رنگین سے نہین ہٹتین ہماری آنکھین
پاے نظارہ مین کیا مہندی لگا دیتے ہین

خوش جو کرتے ہین تو اک رنج بھی دیتے ہین ضرور
بوسہ اک دیتے ہین اک داغ بڑہا دیتے ہین

آنکھین لڑتی ہین تو کرتے ہین مرا کام تمام
وہ مجھے دو ہی پیالون مین جھکا دیتے ہین

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین

۱۶

شک و شبہہ نہین مری دل مین
کیسی صحبت ہی اس حمائل مین

کیا حرارت ہی خون بسمل مین
مہندی کالی ہی دست قاتل مین

زلف مشکین کا دہیان ہی دل مین
یا کہ لیلی ہی اپنی محمل مین

قبر مین لیٹ کر اُٹھا نہ گیا
تھک گئے ایسے پہلی منزل مین

جسم شفاف سے نظر آئے
آپ جو کچھ چھپائے دل مین

ہی شہیدونکی زندگی اس سے
دم عیسیٰ ہے تیغ قاتل مین

الحذر تیری زلف سے اے یار
خوب جکڑا مجھے سلاسل مین

اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا
بُت بنا ہون تمہاری محفل مین

ٹھنڈی سانسین بھرین یہ قتل کے وقت
لگ گیا زنگ تیغ قاتل مین

خیر مجھکو نہ گھر مین آنے دے
میرا گھر چاہیے ترے دل مین

ہر طرف رنگ گئی چمن مین آگ
شور تھا نالۂ عنادل مین

جو یکرنگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور غنا دل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس کٹچکی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

بجا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کڑی ہی گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ در گور آکے میرے جسم خاکی مین
پھنسی ہی روح تن مین پائے در گل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای قدر ہم سینے سے جانان کو
ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

٢٠ لا کے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین
ہائے اس بھول بھلیان مین غنا دیتے ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تہوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑہا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھونمین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات پہ ہو جائیگا
دیکھئے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل نے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکتے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جبسے
الٹی سیدہی مجھے دس بیس سنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گرون پر احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جس سے وہ آنکھین لڑین خاک وہ پانی مانگے
مارے تلوارون کے یہ ترک بٹھا دیتے ہین

سیج ہی دل بام تھا وحشت تھی عیان فعلون سے
وہ مراد دست تھا سب جسکا پتا دیتے ہین

الجھے جاتی ہین گرہی پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑہا دیتے ہین

پڑے جب داغ دلمین دلنے کھینچا اُس پر بوسے کو
اُنہین ہم نقش حُب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین

جلایا لب نے تیرے مارڈالا سبزۂ خط نے
اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین

کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کرکے
جلا جل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین

چمکسکر داغ نے دلکو منور کردیا کیسا
جو خورشید اُسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** اونپر اُنہین جلسے مین ہٹلاکر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸

کھینچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین
ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین

نہین چُٹتی بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین
حدیث قاب قوسین اہتو کامل اسکو کہتے ہین

نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین
تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہین

اُنہین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا
بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین

لحد مین رکھکے مجھکو میری بایوسی یہ کہتی ہی
ابھی سے مر مٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین

مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون
کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین

جو رو کر جان دین ہم وہ اسے آسان سمجھتا ہے
وہ ہنسکر ٹالدی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین

اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین دکھلادے
انہین وجھون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہین

ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا
کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین

نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون
اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین

گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہون
یہ شرعی قید ہی طوق وسلاسل اسکو کہتے ہین

اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا
طبیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کہتے ہین

اگر تو لوٹ ہی اسپر تو اُسے منہ اسمین دکھاکر
حقیقت مین ہی آئنہ مگر دل اسکو کہتے ہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیف دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشے بہلا مفلسی مین خاک جمین
اگر شراب میسر ہوی کباب نہین

شب فراق ہین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو بے شبہہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو نہ دو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کے خوب اُٹھے حسن و عشق کی پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا **قدر** کی حواس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ ابتو اضطراب نہین

15 تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتی ہین
چھری کہتے ہین اُسکو مرغ بسمل اسکو کہتی ہین

بڑہا کی زلف اُسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اُسکو پاے لیلی اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت مین ہے خوش دل اسکو کہتی ہین
اُسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اُسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتی ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین ایسے انکھو نیر
جو مصحف اُسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہونکا تسلسل کم نہین ہوتا
اُسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کر دیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اُسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا کمر کچھ خبط سی پائی
اُسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اُسپر لوٹ ہوتا ہی
اُسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتی ہین

کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ ہجر کی سختی
اُسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

۱۱ اجی ایسا بھی مزاج ای گل تر کچھ بھی نہین
مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین

طرفۃ العین یہ نیرنگ نظر کچھ بھی نہین
کھولکر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین

تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ
جسطرف لوگ بتائین کہ ادہر کچھ بھی نہین

دم نہ گھٹجاے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین

من مین ہین شیخ فرید اور بغل مین انٹین
جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین

کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر
درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین

وصف رخسار مین مین شعر پڑہون آپ سنین
بے تکے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین

کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین
خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین

آج بھی چار پہر در پہ کٹا دن ہمکو
قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین

دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین
پہلے کھا اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی **قدر**
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

۱۵ خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین
وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین

نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسیٰ
ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین

غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم
کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین

مین اُسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم
حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین

لٹے پٹے رمضانین ہین سیکڑے والے
بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین

جو تم بلاتے ہو غیرونکو خیر بلواؤ
یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین

گلونکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین
مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

حضور ڈھانک بھی لین چکنی چکنی رانونکو
سنا ہی عاشقونکے دل یہین پھسلتے ہین

نہ بیٹھتے ہو نہ جاتے ہو نزع مین ہو نمین
مین منھ پہ کہتا ہون اسوقت آپ کھلتے ہین

دل و جگر مین پڑے داغ داغونمین چھالے
تمہارے موتیونکے مالے موا گلتے ہین

دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی
بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین

رُلاؤ اُسمین بھی راضی ہنساؤ اُسمین بھی خوش
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تھا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو انہین باتون سے **قدر** جلتے ہین

۱۱

ابر آگے ترے اے دیدۂ تر کچھ بھی نہین
مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین

عشق زلف الفت رخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین

ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کہ ادہر منھ سے کہا اور ادہر کچھ بھی نہین

کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
اجی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈھونڈہون پیارے
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین

سر مین آگ اپنے لگی جا کے بجھی تلونمین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین

اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی
یون دہن کہنے کو کچھ ہی کمر کچھ بھی نہین

حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
جو نہو بانکی ادا ترچھی نظر کچھ بھی نہین

خفتگان شب غم حشر مین بھی لیٹ رہے
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین

بوے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ
دید ابرو کے سوا مد نظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی اے **قدر**
درحقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

کمر جھک گئی گھل گرانِ گیسوون پر
مین خود حلقۂ موے زلف دوتا ہون

نہ خفت اُٹھای نہ کوی گرانی
نہ مین کہربا ہون نہ آہن ربا ہون

ہوا میری تربت کا سبزہ لجانو
مین وہ کشتۂ تیغ شرم وحیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہدیا اُسنے چپکے سے یا ہون

دہن سے نالے عوض آہونکی نکلتے ہین ٢٠
محاورے جو پُرانے تھے وہ بدلتے ہین

بہار مین جگر و دل لہو اُگلتے ہین
یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پہلتے ہین

کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین
خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین

غضب ہی ہونٹھ کا ہلنا جو سیکھتی ہین بھوین
تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین

نثار ہے رگِ غریان فدا ہی تارِ نفس
کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین

بڑی مشقّت و محنت سے ملتی ہی روٹی
بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین

کبھی غشی ہی کبھی جو سنکتے ہین فرقت مین
تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین

کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو
کہان غلاف سے یہ نیمچے نکلتے ہین

گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو
وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین

تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسخانہ
بٹھا کر آنکھونمین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین

کبھی نہ بوسۂ سیب ذقن نصیب ہوا
ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین

وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات
ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین

جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لختِ جگر
یہ ہنس موتی نگلتے ہین لعل اُگلتے ہین

قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار
ٹھگونکی طرح ترے دیدے ہمکو چھلتے ہین

وعدۂ وصل پہ دنکو تو وہ شرماتے ہین
شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین

وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا
دشت وحشت مین بھی گھیرے رہے احباب ہمین

دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو
نظر آجائین الٰہی دُر نایاب ہمین

وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن
چاند دکھلائی دیا صورت سُرخاب ہمین

سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین جھوے کی شراب
ساقی انگور کی دے جلد مئ ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا ای قدر
چشم بےخواب ملی یا دل بیتاب ہمین

۱۶
خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون
نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون

یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون
یہ چیتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون

مری سرکشی عین افتادگی ہی
مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون

پہنتا تھا ہر سال منت کی بیڑی
لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون

وہ رہتا ہی خود میری گردنکی رگ مین
وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون

نکلجائیگا دم سرشام میرا
مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون

کہین تالی اک ہاتھ سے بھی بجی ہی
مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہون

مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا
اُف ای گرمی عشق جلتا توا ہون

بس ایک آہ مین ہی نہ گردون نہ گردش
یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون

مین ہون قدردان اپنے ہر قدردانکا
مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون

غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری
مین ہندوستان بھر کی آب و ہوا ہون

مہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین
ابھی اُنگلی اُٹھے جو مین خود نما ہون

زاہدو جسکا جو حصہ ہی پہونچ جاتا ہی
لہو کے گھونٹ تمہین اور مے ناب ہمین

جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے اب ہو ڈالین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکساروں کی تو گدڑی ہی مین ہی زینت و زیب
لاکھ پہنا دے کوئی قاقم و سنجاب ہمین

رات آنکھوں مین کٹی نیند نہ آئی بے یار
کیا کھلائے تجھے کباب بط و سرخاب ہمین

کل شب ہجر مین بیار اپنا جیتا پایا نہ گیا
اے لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بھاری موباف سے وہ اتنی کبھی ناف کھلی
موج لائی ہی بہا کر سوے گرداب ہمین

اے نکیرین نکالا ہی کہسان کا جھگڑا
اجی لاحول ولا کر دیا بد خواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپائے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑھیے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

مل گئے اشکون مین لخت دل بیتاب ہمین
اُڑ کے پانی مین ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کدہر اے دل بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بھلا ہم دُرِ مرجان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی اللہ اُٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی ملا ایک دم آب ہمین

یہی نا حضرت موسی کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندہیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہ چھوڑ گئے ہائے سب احباب ہمین

چشم تر کا کرین شکوہ کہ گلا آنسو کا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

صاف کرتے ہین لب دندان وہ اکثر آب مین ١٥ اسلئیے پیدا ہوے مرجان و گوہر آب مین

جوش گریہ سے ہی مثل موج بستر آب مین بلکہ ترتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین

تجھ مین عالم ہی فنا عالم مین تو موجود ہی جسطرح گوہر مین ہو آب اور گوہر آب مین

بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہوگی تباہ چشم تر مین ہی مژہ دستِ سکندر آب مین

رُخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین

مجھکو حیرت ہی کہ اُسمین مورچہ لگتا نہین نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین

روتے روتے سب سروسامان بہ پانی پھر گیا مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین

ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے تو نہانے کو اُترا ای ماہ پیکر آب مین

وہ کمر پر تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پر وہ کمر تک ہی مین گردن تک شناور آب مین

دیدۂ تر سے نہین ہٹتا ہی میر الخت دل میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین

جبسے کھولی آنکھ ہمنے آنکھ کو روتے کٹی اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین

نافہاے مشک بنجائینگے دریا کے بھنور دھوئیگا وہ گل اگر زلفِ معنبر آب مین

کھیچیے اک دن لب جو خندۂ دندان نما ہر صدف موتی کرے تمپر نچھاور آب مین

ہوگئے بحر جہان ہستی کیا فنا فی اللہ ہم لگیا انجام کو خود آب بہکر آب مین

عشق مین ای قدر گھبرائے تو مر جاؤگے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیراک مضطر آب مین

شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین ١٢ دے دے پٹکیگا اُٹھا کر دل بیتاب ہمین

اٹھین غیر دنکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین

خال کا نام نہ لو کیا رُخ تابان کم ہے کیسی باروت اُڑادیگا یہ مہتاب ہمین

مجھے کیا جو شور نشور ہو یہیں پوچھ لو جو ضرر نہو
مین لحد سے اُٹھکے چلوں وہاں مجھے اتنی تاب و توان نہین

مرا ایکدل تھا وہ سرد ہی کسے اب داغ ہی آہ کا
کہ ہوا ہی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دھوان نہین

جو اُٹھے تو سینہ اوبھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان ہین کوئی کیا جہان مین جوان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہی گو مگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

مین وہ سرو باغ قدیم ہون کبھی پھولے جو نہ کبھی پھلے
مین وہ قمری نو اسیر ہون جسے اپنا طوق گران نہین

کدھر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین مین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اُٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

مرا دم اُلجھتا ہی واعظو نہ سُنونگا لاکھ بکا کرو
تمہین جسقدر کہ جنون ہی مجھے اُسقدر خفقان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو
مین کلیجا ہاتھون سے تھام لون بجز اسکے تاب بیان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب و روز اُس سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

ترے ابروؤنکو مین چوم لون نہین خون گرفتہ مین اسقدر
ترے گیسوؤنکو مین سونگھ لون مجھے اسقدر خفقان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسیطرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

یہ مئے فرنگ کی کشتیان بھی سفینہاے نجات ہین
کبھی اُسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغان نہین

ہوئین زرد زرد جو پتیان یہ بھی اک طرح کی بہار ہی
مین بسنت اسکو سمجھتا ہون یہ چمن مین فصل خزان نہین

دم مرگ تیرے قریب ہون مجھی اپنے ذبح کی عید ہی
مین لپٹکے تجھسے شہید ہون کہ چھری ہی تیر و سنان نہین

بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا مُنہ ہی چاند ہوا کرے
کہین پرزے پرزے اُڑا نہ دو مرا دل ہی کوئی کتان نہین

وہ زبان خنجر صبر ہون کہ زبان مین جسکی سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن مین جسکی زبان نہین

اُٹھو قدر اُن پہ نہ جان دو اجی جان ہی تو جہان ہی
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

دل و جگر پلکون پر نچھاور تو جان قربان ہو لیون پر / اب ایک سر ہی آسے بھی لیکر قدم پر اپنے فدا کرو تم

نباہ ہوگا اسی مین باہم رہے یہ دونون طرف کا عالم / کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

ہزار دل ہون جو ای جفا جو دریغ تمسے نہین سر مو / اسیر گیسو قتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم

چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہا نکا پردہ اُٹھاؤ گھونگٹ / لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ غمزے کیا کرو تم

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر رہین جو اغیار ہین مکدر / ذرا نہین اختیار جسپر پھر اُسکے بارے مین کیا کرو تم

ہماری شہ رگ پھڑک رہی ہی کہ روح آہمین اٹک رہی ہی / تمام گردن لٹک رہی ہی ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ہوئین جگت آشنا نگاہین ہین کفر و اسلام سب سے پایان / ملو تم اُس سے وہ جسکو چاہین نئے نئے آشنا کرو تم

ہماری نالونکو سُن جو پاؤ یقین ہی غش کھا کے لوٹ جاؤ / نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعتہً واہ وا کرو تم

بہت نہ بھٹکے ہوے رہو تم ہنسے ہو اب جو بڑی ہو تم / جو بوسہ لے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم

سجا ہی بیجا مرا گلا تھا تمھارا اسمین گناہ کیا تھا / یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاشقی کا / غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

۲۳ جو ہی عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اُسکا مکان نہین / وہ یہان بھی ہی وہ وہان بھی ہی وہ کہین نہین وہ کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دی بھی دی نہین صاف کہدی تو ہان نہین / تر ہم لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن ہین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیری شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا / جو گلا بھی ہی تو وہ تر نہین جو چھری بھی ہی تو رو دان نہین

مین وہ سبزہ باغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا / جسے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیر سے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکے ہوے / تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین — پھرنے لگے کوہسار مین ہم

گیسو کا نہ حال ہمسے پوچھو — ان روزون ہین انتشار مین ہم

کیا جوش جنون سے لاغری ہی — کانٹا ہوئے ہین بہار مین ہم

تنہا ہون گے تو ہوگی وحشت — پھاڑینگے کفن مزار مین ہم

جسم لاغر سے دم نکلجائے — کیون اولجھے ہین ایک خار مین ہم

وصفِ خطِ عارض منوّر — لکھتے ہین خطِ غبار مین ہم

گُل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے — بیخود ہوئے یہ بہار مین ہم

ہین تار نگاہ انتظار ہی — یہ زار ہین انتظار مین ہم

اب کے تو نگاہ روبرو ہو — ٹھنڈے ہین بس ایک وار مین ہم

جانی پیارے حضور معشوق — کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم

جب عشق کیا تو شرم کیسی — چلاّ اوٹھین ہزار مین ہم

ای **قدر** کہین وصال بھی ہو
مر جائین فراق یار مین ہم

۱۷

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پر جفا کرو تم — ہلیگا عرش خدا کا بابیہ ذرا تو خوف خدا کرو تم

زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم برا جو ہی وہ ادا کرو تم — وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

سرور وصلت کہ رنج فرقت دوائے الفت کہ درد کلفت — نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم

رہیگی یونہین بلون یہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدھی — نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم

ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا — ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہماری حق مین دعا کرو تم

ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین — ابھی جو محشر کی چلکے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

حیران ہون یہ رام کہانی سنے گا کون
وہ ہت کجا کجا گلہ بیشمار دل

اے قدر پرزے پرزے اُڑا یہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

۸

کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کریگا روز جزا دل
پتھر ترا دل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل

دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو غمگین صید امین
سہنا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر ترا گلا دل

عیش و تمنا زخمی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر
کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہئیے ہی کربلا دل

زخمون کی شدت داغونکی کثرت کس کسکو رووُن ہی ایک آفت
کرنی تھی یارب بیری جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل

لو اور سوکر فتنے جگاؤ سینے سے میرے مکھڑا ہٹاؤ
ہاتھون سے ملکر جلدی بجھاؤ ہی جلا دل اُف اُف پھنکا دل

تیر مژہ پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صد ہا ہوتے کلیجے
زلفون پر اُنکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل

اللہ اکبر اتنی پڑی آنکھ ابکی ٹری آنکھ ابکے بڑی آنکھ
ابکے لڑی آنکھ ابکے لڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکی گیا دل

دزد حنا کی یا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا
آخر جگر کو کس نے اوڑایا پہلو مین میرے یا وہ تھی یا دل

ردیف میم

۱۸

سوئے جا کر مزار مین ہم
اب پونہچے ہین کوے یار مین ہم

جب خاک ہوے تو اوج پایا
مل ملکر اوڑے غبار مین ہم

پوچھے گا کون روز محشر
اے یار ہین کس شمار مین ہم

ہی یار کا گھر تو کوی دلمین
کیون رہتے ہین کوے یار مین ہم

دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو
ٹھہرینگے کوئی مزار مین ہم

افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا
دیوانے ہوے بہار مین ہم

شیشہ بغل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو
ای قدر لب بلب ہی لب جام آج کل

19 لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
اُجڑا اُجڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل

کھویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
جی بھر کے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہی برابر غبار دل
کیا جیتے جی بنے گا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغونکا کچھ شمار
کیسا کھلا ہوا ہی مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے
آ کر پھنسا ہی زلف مین تیری شکار دل

ذرّون مین ہی ٹھکانا نہ قطرون مین ہی پتا
اُف او وہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل

ہر آہ بامراد ہی ہر نالہ پُر اثر
کیا بیچی ہانکین بول رہا ہی ہزار دل

پیا انھین سے مجھے وہ زیادہ حضور سے
جب آپ ہی پھرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال ہی
مین کسطرح سناؤن تمھین حال زار دل

کیسا ہوا ہی آپ سے باہر فراق مین
دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہی مقام
دل ہی فدا جگر کے جگر ہی نثار دل

بس ننگے پاون گھر سے نکلنا پڑا ابھی
سُن پائیے جو نالۂ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

انسون کے آڑے آتا ہی کوہی جہان مین
چھاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہی ابر جیسے بخارات ارض سے
بن نکلے اشک آپ یہ نکلا بخار دل

ازبسکہ بیقرار ہی لے ہاتھ مین اسے
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

چین اوڑائین قدر ہم ساتون فلک سے ہین ہم
ساقی و بادۂ و صنم چنگ گزک چراغ گل

۱۸

خط بھیجتا نہین بت خود کام آج کل — آجائے کاش موت کا پیغام آج کل
اندھیر ہی کہ زلف نے دل کو اڑا لیا — ہوتی ہین چوریان یہ سر شام آج کل
ساقی پھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی — ہی دور جام گردش ایام آج کل
فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو — طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل
ہمکو بھی جان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر — ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل
ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم بہ بند ہم — لیکن ہمارے پاس نہین دام آج کل
سارے جہان نے کلمہ جو اس یار کا پڑھا — کیا گھٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل
صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون — لاکھون تڑپ رہے ہین تہ دام آجکل
ان روزون دہر کیا مجھے دیتا ہی ٹھوکرین — مٹتا ہی میرا ابلق ایام آج کل
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح — تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل
مژگان کل رخ پہرا ہی مرے دسے اندون — اس چھوٹی سی گرہ ہی یہ بند ہالام آجکل
کمرے مین لیٹے رہتے ہین اس آفتاب کے — یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل
للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم — کبتک رہے گی ای بت خود کام آج کل
مسکن کیا ہی میرے دل داغدار مین — سیر چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل
فصل بہار آئی ہی ڈھلتے ہین شعر تر — رہتا ہی دور بادۂ گلفام آج کل
کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھاؤ گے — کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل
ای ماہ چاردہ یہی دن ہین شباب کے — مقصد کو پوچھے عاشق ناکام آج کل

اپنے مطلب سے ہی مطلب جو تمہاری مرضی
ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل
خیر تشریف ادہر لاے تو احسان کیا
مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل
لیٹے لیٹے وہ بگڑ اوٹھتے ہین گھر جانے پر
کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اُسنے ستایا جتنا
قدر تم اسکے عوض اُسکو ستانا شب وصل

۱۵ باغ کا تہا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل
پاکے ترا سراغ گل ہوگئے باغ باغ گل
دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا
عشق کی دودمان کا آج ہوا چراغ گل
ای بت مست گرز مست ہی کیا تجھے خبر
رہ گئی کھول کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل
دل کی جو تھی بند ہی کلی پھولتے لالہ ہوگئی
زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل
اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب
شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل
شور اُٹھا جو آہ کا پا سرہ بتون کا فق ہوا
چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل
قامت و رُخ سے راہ ہی تجھ پہ چمن تباہ ہی
سرو مثال آہ ہی اور برنگ داغ گل
تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ
توہی ہی بزم مین چراغ توہی میان باغ گل
دیکھکے گیسوے دوتا دل مرا سرد ہوگیا
کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل
ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی
سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے سارے داغ گل
ابر غبار دہو گیا لعل و گہر پرو گیا
قطرون سے ملکے ہوگیا گوہر شبچراغ گل
ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑہا دے یا سبو
نکہت گل ہومی کی بو اور ترا ایاغ گل
ہوگئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے
اور ذرا جو ہنس پڑے ہوگئے باغ باغ گل
مجھسے نہ اُڑ تو عندلیب میرا ترا ہی اک نصیب
مجھسے ہی سرگران حبیب تجھسے ہی بددماغ گل

ردیف لام

٢١ محو دیدار کو تم غش مین جو پایا شب وصل — لخلخہ زلف معنبر کا سونگھانا شب وصل
چال ہے پاؤنمین مہندیکا لگانا شب وصل — ہاتھہ آیا ہے ترے خون بہانا شب وصل
شب غم کا جو سناتا ہون فسانا شب وصل — نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شب وصل
رکھے اللہ تری شرم کو ہوگی نہ سحر — خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکھانا شب وصل
مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا — کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شب وصل
اک ہمین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین — ورنہ یون چین اوڑتا ہے زمانا شب وصل
قاب قوسین کے رتبے سی نہین کم مجھکو — دونون ابرو کے اشارے سے بلانا شب وصل
دونون ہاتھون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب — چہیڑتا ہون شب فرقت کا فسانا شب وصل
سوز غم اسمین بہرا ہی کہین چہالے نہ پڑین — میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شب وصل
ہمنے پہرون شب غم مین کف افسوس ملے — یاد آیا جو زبانون کا لڑانا شب وصل
مر کے ہوجاتا ہی معشوق حقیقی ہی وصال — شب مرقد کو سمجھہ لیتے ہین دانا شب وصل
دونون صورت مین ہوئی وعدہ خلافی تمسی — چلے آنا شب ہجر اور نہ آنا شب وصل
زندے مرجاتے ہین جی اوٹہتے ہین مردے سنکے — میرے نالے شب ہجر آپکا گانا شب وصل
تیری قسمت مین تہا اے غیر تڑپنا شب ہجر — میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شب وصل
مجھسے جب دور ہی بیٹھے تو برابر ہے مجھے — اونکا آنا شب وصل اور نہ آنا شب وصل
چاندنی رات تو ہے دورہ ساغر بہی ہو — کہ کٹورا سی یہ آنکھین نہ چرانا شب وصل
لاکھہ چالین چلو سو فقرے دو سو چھنٹے دو — نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شب وصل

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چاہئے مجمعِ اغیار سے الگ
کچھ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائیے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کافر و دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلفِ یار رخِ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو بھی خنجرِ خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خطِ کفِ پا سے دوست ہون
نقشِ قدم رہے قدمِ یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشمِ صنم ملے
ساغر کبھی نہو لبِ میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ

پھبتی کہو نہین قد پہ ابھی نخلِ طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخِ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے ترا کوے یار مین
دستار سر کے سر ہے تنِ زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھ گیسوے خمدار سے الگ

پھر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئے حضور عاشقِ غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجیے سرِ بیمار سے الگ

اے **قدر** اندنون ہے دماغ آسمان پر
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ

روے رنگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد
تو نے دیکھا نہین شاید طرز دیوان ابتک

مُنہہ لگاتا نہین اے **قدر** رہین یار بہت
خوب کہلتے نہین ہمسے لب خندان ابتک

۱۵
یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک
ہے مگر بال بہر کمر نازک

بات مین ٹوٹے بات مین جُڑ جاے
ہے بہت خاطر بشر نازک

بندہ بہی اوسقدر ہے زار و نحیف
آپ ہین یار جسقدر نازک

ہے کمر سے دہن کہین نایاب
ہے دہن سے کہین کمر نازک

کچہہ نہ پوچہو کہ اونکے ہونٹہ ہین کیا
برگ گل سے زیادہ تر نازک

ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین
بنے رہتے ہین رات بہر نازک

ابہرا سینہ بہرے بہرے رخسار
شانے طیار ہین کمر نازک

میرے سینہ پہ سر نہین دہرتے
مجہے کیا تم ہوئے اگر نازک

پہلوان بنکے توڑتے ہو دل
بنو گے کیسے وقت پر نازک

رکہنے دیتے نہین ہو ہاتہہ ہمین
اجی ایسی بہی کیا کمر نازک

کہین جایا نہ کیجیے شبکو
وقت آیا ہے اے قمر نازک

جب پڑی آنکہہ لاکہہ بل کہائے
اُف مزاج اتنا فتنہ گر نازک

اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب
چہاتیان سخت ہون کمر نازک

تیغ باندہو برابر ابرو کے
کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتونکی **قدر** کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

دونو نکو واعظ سر بازار اوچھالے گا وہ شوخ | تیرے دستار فضیلت بندگی دستار عشق

ایک احمق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

١٦ نہ چھٹا عشق رخ رنگ گلستان ابتک | میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک
نظر آتی نہین صبح شب ہجران ابتک | چوٹی ایڑی سے گزرتی تری جانان ابتک
حور و نہین حور ہو پری یو نہین پری ہو ایجان | ہمنے دیکھا نہین اس ٹھاٹ کا انسان ابتک
بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا | او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک
تیرگی دیکھہ کر اے ماہ شب مرقد کی | شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک
آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے | تمسا پیدا نہ ہوا اے مہ تابان ابتک
ابتلک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف | اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک
ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی | کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک
خم کے خم صاف ہوئے اور تھکا ساقی ہی | نہ چھٹا نام خدا مجمع رندان ابتک
جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کردون | کچھہ سمجھتا نہین اپنا دل نادان ابتک
چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین ہم | مر گئے پر نہ چھٹا کوچہ جانان ابتک
کل شب وصل مین سونگھی تھی جو بوے گیسو | ہے اوسی دم سے دماغ اپنا پریشان ابتک
حق تو یہ ہے کہ اگر دور بتان ہوجاتا | ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک
نغمہ قلقل و آواز دف و صحن چمن | آنکھہ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل
اور بھی چمکے محبت جب جدا ہوکر ملے
آئی بہی میرے نصیبون سے تو بیٹھے مجھسی دور
رنج وغم کی جنتری مین ہوگا ڈہیلا بند بند
عاشقی مین ایڑیان رگڑین مگر نکلی نہ جان
عیش اوٹھاکر مجھسے اوٹھیگا نہ پہر رنج وملال

دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق
واقعی آئینۂ الفت کا ہی صیقل فراق
وصل کی صورت جو دکھلائی بہی ی تو کالفراق
میری رگ رگ سے نکالیگا مرا کس بل فراق
دیکھنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق
یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے منہہ پہیر کر وہ **قدر** چلاتا رہا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

۱۳

ہم وہ ہین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
جنسی الفت ہوگئی رہتے ہین وہ میری پڑوس
حضرت دل ٹہنڈی سانسین اور خاموشی ہی کیا
ہم انہین القاب لکہتے ہین شہ اقلیم حسن
سخت دونون آفتین ہین حفظ مین رکھے خدا
سکہاے داغ کا دلمین خزانہ ہوگیا
تمکو دیکہا ہے تو آنکھون مین سلائی پہیر دو
چرخ چارم سے اوتر آئینگے گہبرا کر مسیح
قبر ٹہکرا کر مرے پای حنائی سے کہا
روتے روتے آپکے غم مین یہ نوبت ہوگئی
حسن کے بندے ہوئے ہین آزمالو ہی تو

آسمان خم ہوگیا ہمنے اوٹھایا بار عشق
اوس طرف وہ اس طرف مین بیچ مین دیوار عشق
مہربان معلوم ہوتے ہین یہ سب آثار عشق
وہ ہمین خط مین لکھا کرتے ہین منصبدار عشق
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق
آج کل چمکے ہوئے ہین طالع بیدار عشق
بند بھی کردو کبھی یہ روزن دیوار عشق
حشر توڑیگا کراہی گا اگر بیمار عشق
ہوش مین آ دہمہ تو بیٹہ اے گرمی بازار عشق
مثل مژگان سوکھ کر کانٹا ہوا بیمار عشق
بیچ لو جا ہو ہمین چلکر سر بازار عشق

سانے کیطرح ساتہہ جو رکہتا تو خوب تہا
دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف

سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال
پہر بہی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف

مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا
صد حیف یا کسی نے کہایا ہزار حیف

ہان کہدیا تہا سنکے اَلَستُ بِرَبِّکُم
کیون خاک مین پہر اوسمین ملایا ہزار حیف

دیکہا جو تمکو قدر نے غش کہاکے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹہایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸
آج دن بہر راہ دیکہی وہ نہ آئے الفراق
اور شب بہر دیکہہ لون مین اب نہین تو کل فراق

شہر ہستی سے ہی دو منزل پہ بستی عشق کی
منزل ثانی لحد ہے منزل اوّل فراق

چلتے چلتے اونکی اِک تلوار مجہپر چلگئی
ہر صداے پا مجہے تکبیر تہی مقتل فراق

کیا شب تاریک کے ڈر سے نہین جاتا ہے تو
آہ سوزان کی دکہادون مین تجہے مشعل فراق

بدلے نیکی کے بدی ہو یہ یہی قسمت کا لکہا
تخم الفت ہمنے بویا اوسکا پایا پہل فراق

جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچہی سیر ہو
دہوم ادہر ڈالے وصال اور اوسطرف ہلچل فراق

یہ تو اب میرے اوٹہانے سے بہی اوٹہہ سکتا نہین
میرے بار غم سے ایسا ہوگیا بوجہل فراق

تو گیا اے مہر اودہر آئی نئی برسات ادہر
اشک بوندین سوز برق آہین دہنک بادل فراق

عید کی شب جیسی شادی مرگ کوئی رند ہو
مجہسے تمسے ہوگیا اے مہ شب اول فراق

گہر سے ہم تا بیستون پہونچے وہان ہی تا بہ نجد
دیکہیے دکہلائیگا اب کونسا جنگل فراق

رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین ای شاہ عشق
دوڑتا ہے خود سواری مین تری بیدل فراق

ٹکڑے دل وجگر ہوے آنکھونکے سامنے	کس کسکے اس جہان مین خدانے دکھای داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے **قدر** کیون بیان کیا ماجراے داغ

ردیف فاے فوقانی

١٩

بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف	صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف	مجھکو بنا کے تونے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تونے ربط بڑہایا ہزار حیف	اِک بیوفا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہی	تو کیا نہ آئیگا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا	اک پہول بہی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہان مین بنائین عمارتین	ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
مختار ہے وہ شوخ مرا اوسپہ ور کیا	آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہا کرون	سر پر چڑہا کے تونے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح آنکھونمین کاٹی تمام رات	وہ ماہ ایکدم بہی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتہہ سے	غیرون کو تمنے گہر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تونے عبادت کیواسطے	اِک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تہے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ	پر آپکو کہین بہی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تہے بوسہ عنایت کردگے تم	بوسہ تو کیسا منہہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر	تمنے جنازہ بہی نہ اوٹھایا ہزار حیف

وہ ایک ہی ہے لاکھہ دلیلین کوئی کرے — اوجیسا لاایک لاکھہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہو جائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

۱۶

کہلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ — اوٹھتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹھائے داغ

اہل عروج رکھتے ہین دل مین کدورتین — یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گہر رقیب کا روشن ہو یار سے — روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو — اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت — سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی — طاؤس کی روش دل وحشی نے کہائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مرے — کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا — جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر توا بنا ہون مین گرمی عشق سے — ہے باغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ — دلمین کہلے ہوئے ہین مرے دیدہائے داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا — زخمونکا کچھہ شمار نہ کچھہ انتہائے داغ

درپیش تہا معاملہ دربار عشق مین — محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کہائی داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے — سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ نا منصفی ہوئی — گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

لاکھہ بکیئے نہین سمجھتا دل — ایسے نادان کا خدا حافظ
جھڑکی ہر وقت کی معاذ اللہ — غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکھا ہے — اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

۱۵

کس شعلہ رو کی یاد مین ہی بیقرار شمع — کیا کیا تڑپ رہی ہے مثال شرار شمع
اوس قد کی دہو کے تکتا ہون مین بار بار شمع — اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع
پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع — گیسو تو دود شمع ہین رخسار یار شمع
دل بجھگیا مرا ترے گیسو کے روبرو — کالے کے سلسلے سے غضب جلنے زینہار شمع
مجھسے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا — تم سے بچا جو نور بنے اوس سے ہی یار شمع
پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا — جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع
شعلے کیطرح کانپ اوٹھا جسم ناتوان — ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع
پروانے سوزِ عشق سے جل جلکی خاک ہون — جلدی نکال لے کہین دلکا بخار شمع
آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ — پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع
لکھتا ہون بیٹھہ بیٹھکے جب اوسکے سامنے — روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع
گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین — فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع
سانچے مین اونکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا — رخسار سے ہی پاؤن تلک قد یار شمع
تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا — کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

پھنسنا تھا زلف مین ہوئین ہتہ پھیریان ادھر — دل جب تلک تھا پاس جبھی تک تھا سب لحاظ
کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے — آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ
تم رشک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکھ — تم ماہ ہو تو پھر نہ کرو وقتِ شب لحاظ
رندون سے مفت حضرتِ واعظ الجھتے ہو — بوڑہا سمجھکر آپکا کرتے ہین سب لحاظ
گیسو مین دل سے آنکھ چرائے نہ کیون نگاہ — شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجھ چکا انہین الفت ہے **قدر** سے
پھر آپکو رقیب سے ہے نے سبب لحاظ

۱۵ رونے مین جان کا خدا حافظ — ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ
حضرتِ دل جنون مبارک ہو — رخ ہے میدان کا خدا حافظ
تپِ غم سے مزاج برہم ہے — دن ہے بحران کا خدا حافظ
میرا دل لیکے کھو دیا کیا خوب — آپکے دھیان کا خدا حافظ
نظم کرتا ہون حال وزد حنا — میرے دیوان کا خدا حافظ
آنکھ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے — اپنے قرآن کا خدا حافظ
دست وحشت نے پاؤن پھیلائے — اب گریبان کا خدا حافظ
اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن — خیر ایمان کا خدا حافظ
کھینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ — تیرے دربان کا خدا حافظ
تیز ہے اونکا نشترِ مژگان — اپنی شریان کا خدا حافظ
مزرعِ دھر ہے متاعِ غرور — اسمین انسان کا خدا حافظ
اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ — شوق ہے پان کا خدا حافظ

خواب مین کیجیے ماتم بھی تو آنکھین نہ کھلین
نیند او چٹ جائے اگر دیکھیں ہم خواب نشاط

ہاتھ آ پائی جو کرے وصل مین وہ رشک قمر
بام پر فرش کتان ہو شب مہتاب نشاط

اشک ہون گریۂ شادی جو انھین یاد کرون
دانت ہین تیرے ہنسی مین در خوش آب نشاط

روے خندان ترا او ترا ہے لیے تازہ بہار
آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط

تنگدستی کی دوائین ہین سرور و مستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایاب نشاط

دن چڑھا خوابگہ وصل سے اوٹھیے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہین انعام کو ارباب نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

١٦

گستاخ ہون جنون نہین سمجھتا ہون کب لحاظ
باقی نہین رہا ہی کسیکا ادب لحاظ

چتون مین قہر چال مین محشر لبون مین سحر
ہے نیچی نیچی نظرون مین تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہین ہان
مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روزون بات بات مین رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
مین اور چھیڑتا ہون وہ کرتے ہین جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپ نے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور مین ہون ایک
اب وہ کہان رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہوگے تو مین دس سناؤنگا
تمکو نہین حجاب تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنون کو ہمسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے
آپسمین خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیون یار وہ اشارے وہ باتین کدہر گئین
آنکھون کے مثل سیکھ گئے لعل لب لحاظ

غنچے کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

خط مین نہ تو دیر کر یار انہ اندہیر کر — ہین تو ادلٹ پہیر کر پڑہتا ہون سوبار خط
کیون نہ پہرے اے گلبدن جا بجا کی نکلی سخن — نقطہ ہے تیرا دہن ہے خط پرکار خط
طول تہا اتنا گلا قطع نہ تہا سلسلا — دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط
قشقۂ و جبین جبین زلف و خط عنبرین — ہمکو تو اے نازنین بہاتے ہین یہ چار خط
آنکہون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے — آپ کی تحریر ہے آنکہون پر اے یار خط
دوش سے اسکو اتار انرم بدن پر ہے بار — دیکہہ پڑے گا نگار صورت زنار خط
دل مین جو ہون غم بہری لکہہ کی دل آگ دہرے — رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط
رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر بہر دئے — ہوگیا میرے لئے مرہم زنگار خط
آ گئے قاصد بہ تنگ قدر وہان ہین یہ ڈہنگ — بنتے ہین جاکر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

۱۵
پہر بہار آئی ہوئے جمع پہر اسباب نشاط — چمن و بادۂ و دف ساقی و ارباب نشاط
دور گردون مین کجا دور مے ناب نشاط — وہ تو ہے غم کا بہنور اور یہ گرداب نشاط
وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز — غم کی برداشت اونہین ہے نہ مجہے تاب نشاط
غم فرقت مین لہو ہوکے گرے آنکہون سے — شیشۂ دل مین بہری تہی جو مئ ناب نشاط
بوٹی بوٹی مری مقتل مین پہڑکتی ہی پڑی — پرزے ہوکر بہی نہ بہولا ادب اداب نشاط
وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین — غم کی تعبیر ہو دیکہون جو کبہی خواب نشاط
ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ — صبح کاذب تہی ہماری شب مہتاب نشاط
مست و مدہوش ہوا نشہ مین ڈوبا ایسا — دور ساغر ہے مجہے حلقۂ گرداب نشاط
آنکہین کہلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے — نور کے تڑکے سے کہلتے ہین مرے باب نشاط

ذکر کسکا کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست — کیا پڑھون مین صفحۂ عالم ہی سرتاپا غلط

زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو بہو — جب دہن کی پاس پونہچے ہوگیا نقشا غلط

خود ہی مین دیتا تمہین دل خود ہی روتا واہ واہ — تہمتین ہین جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط

جہوٹے وعدے کیون نکالی اس دہان تنگ سے — خود ترے مُنہہ سی معما ہوگیا تیرا غلط

صاد کی سورے مین جسدم صادر ہو مد درست — کب ہے چشم یار پر پہرا برو زیبا غلط

وصف رخ نے وہ مرا دیوان جہکا جہک کر دیا — جسکے آگے ہوگیا اکسیر کا نسخا غلط

وصل ہو جائی تو سمجہون سچ ہی آئے وعدہ خلاف — ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط

فرط بیتابی سے اونکو لکہہ گیا ہون کچہہ کا کچہہ — سو جگہہ سے ہوگیا ہے یار کا نامہ غلط

جو گزرتی ہی وہی کہتا ہون اپنے شعر مین — شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط

آنکہہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو — قاعدہ دیکہو تو جب ہی عین پر نقطا غلط

برنہ آیا ایک مطلب بہی مرا افلاک سے — سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا اونہین جان جہان اب جان من
قدر سمجہا روزمرہ ہوگیا اگلا غلط

۱۵

ہون اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط — اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط

رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا — کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط

خط کی بہی کیا بات ہے ہمدورکی سوغات ہے — نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط

دیر نہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا — کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط

رنج کہان تک سہین نامہ بر آکر کہین — آپ سلامت رہین لیجیے سرکار خط

آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابرو پہ ہم — شرط لگا و صنم ڈالے جو تلوار خط

لپٹ ہی جاؤنگا مین اس جنان جنین کے عوض
کبھی تو ہان بھی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کھری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کھری ہی ملی ابرو جبین کے عوض

یہی پھراتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھے
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت ہی رمنا ہے دید بازون کا
چھٹے ہین کالے ہرن چشم سرمگین کے عوض

کمان کی بال نکالی ہی ہنسے بال کی کھال
کمر کا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ وآہ
مرے چمن مین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبھی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سنائیگا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تھی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پونہچتی ہے پونہچے کا ہاتھہ گالون تک
ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہی آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمھین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کوردہ مین ہم اے **قدر**
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

۱۶

یہ دہن یہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدونکا تری موزون کیا تھا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چھاپا غلط

طفل دلکو ہای کیون پھانسی لگائی زلف نے
اوسکی باتون سے ہوا کرتا تھا غم پیدا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کافر کو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جھوٹی تری وعدا غلط

ردیف ضاد معجمہ

١٥

خال سے رکھتے ہین قدرت یہ تمہارے عارض ‏— کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض

چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھذا ربی ‏— دیکھہ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض

بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے ‏— کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض

اسمین کیا شک ہے پیمبر کو تو قرآن اُترا ‏— آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض

لے لیا بوسہ کہین آگ بگولا تو نہون ‏— اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض

چاند بھی اتنا چکورون کو نہ ترسائے گا ‏— دور سے ہی مجھے دکھلا مرے پیارے عارض

مُنہہ رگڑتے ہین ترے پاؤن پہ سب زہرہ جبین ‏— بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض

مجھسے پوچھین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون ‏— کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض

خال رخسار کہجا داغ ہین میرے دلکے ‏— توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض

جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے ‏— چاند کو چودھوین تک روز سنوارے عارض

حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لو ٭ ‏— آنکھین بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض

دیکھہ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی ‏— کوٹھے پر ڈہانک لئے آپنے بارے عارض

تمتما جائینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر ‏— کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض

اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب ‏— نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھونکے نثار

چوم لے چوم لے اے قدر ہماری عارض

١٣

لیا ہے بوسہ لبونکا دل حزین کے عوض ‏— کھرے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

ہوتا ہی نہین برق سا اُستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

١٥ بے اسکے ٹرہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص | ہو او سکے کسی محرمِ اسرار سے اخلاص
وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت | صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص
اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا | جتنا ہے یہان درہم و دینار سی اخلاص
کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ پڑھیے | کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص
دیر دن مین وہی شکل حرم مین وہی صورت | کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص
اوس سرو روان کے جو گل روسی ہوا عشق | قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص
خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی | اسدرجہ ٹرہا عاشق بیمار سے اخلاص
بوسے دیئے اونکو مجھے منھ بھی نہ لگایا | مجھسے نہ کھلا اور یہ اغیار سے اخلاص
نفرت ہمین گل سی ہے تو اکسیر سے وحشت | رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص
کس درجہ مزاج اونکا برا ہے مرے اللہ | دشمن ہیں سے وحشت ہے تو دو چار سی اخلاص
سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے | اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص
ہم تنگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے | غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص
بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ | ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص
وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر | بکتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے **قدر** عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا
کافر سے محبت کبھی دیندار سے اخلاص

ہے مثل لڑکا بغل مین ہے ڈھنڈورا شہر مین
خوب گڑتی ہے طبیعت جب کہین ہوتا ہی شعر

پاس دل سے ہے کہولکر زلف معنبر کی تلاش
کیا جہنکاتی ہے کنوئین ہر مصرع تر کی تلاش

اِک یہی باقی رہا ہے یاالٰہی خیر ہو
آج ہوتی ہے وہان قدر سخنور کی تلاش

ہوگا نہ کبھی نالہ و فریاد فراموش
اس بات پہ بلبل سے بدی یاد فراموش

سو سر جو کٹین پہر دہن سر از سر نو ہو
ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش

آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت
ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش

مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی
کیون مجھکو کیا اے ستم ایجاد فراموش

تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی
صیاد کے دل سے ہوئی میعاد فراموش

قائل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم
محشر مین ہوا انکو وہ بیداد فراموش

اک سل سی دہری رہتی ہی چہاتی پہ ہماری
دم بہر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش

آرونکے بہی نیچے ترا مذکور نہ جائے
ہو چہتریون تلی بہی تری یاد فراموش

ایسی کبھی تصویر خیالی نہ کہینچیگی
کرنا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش

صیاد کبھی اوسکو نشانے مین نہ چوکے
جب تجھکو کرے مرغ چمن زاد فراموش

یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین
ہوتی نہین آنکھون کی تری صاد فراموش

امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل
اوسوقت نہو یہ دل ناشاد فراموش

دشمن کو بہی تو قسمت روزی مین نہ بہولا
فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش

ہر سمت زمانے مین مری دہوم مچی ہے
ہین قیس و نل و وامق و فرہاد فراموش

اے قدر مین اشکونکی جہڑی کیون نہ لگاؤن

کرتی ہے ایک دل یہ ہماری ہمین سے بل
کیا ایسی کائنات ہے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بولے بگڑ کے وہ
اک جھوپڑا ہی ڈال لو دلستر ا کے پاس

کچھہ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبھی ہماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کھویئے
جایا نہ کیجیے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

15 خاک چھانی نیاریونکی ساتھہ دردر کی تلاش
مجھکو فکر سیم بر تھی اورا و نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بھی للّٰہین حضور
آیئنہ پایا تو کیون باقی رہی گھر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملگئی اکسیر ادسے
اُف ہماری جستجو تُف کیمیا گر کی تلاش

پھر بہار آئی ہے پھر جاگے نصیب باغبان
پھر وہان ہونے لگی پھولون کے زیور کی تلاش

کچھہ نہ کچھہ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈھونڈھتا پھرتا ہے مجھکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑھکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یاد ہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبھی دھوکا نکھائے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہو زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہو جائینگے تجھکو ڈھونڈھکر
گھر سے بے گھر ہمکو کردے گی تری گھر کی تلاش

فکر روزی سے کبھی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بھر کی تلاش

ڈھونڈھ کر آخر نکالا عرش اعلی پہ تجھے
عاشقون نے کسقدر اللّٰہ اکبر کی تلاش

بزم جانان مین کوئی شیشہ مے ہوتا تھا　　باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس
جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال　　گل کے ہونے سے مہکتی نہین بال طاؤس
دیکھہ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق　　ہر برس آ کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس
ابر کو تو نے اوڑایا ہے گرے گی بجلی　　اے ہوا تجھپہ پڑے گا یہ وبال طاؤس
زلف کو دیکھہ کے وہ دل پہ گزر جاتی ہے　　ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس
داغ کہانا مرے مرنے بہی ثابت ہوگا　　مور چہل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا جہلا تو عنایت کرو اے ابر بہار
قدر گل کہانیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

15

روز آئین تم جو آج بٹہاؤ بلا کے پاس　　یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کی پاس
تیرے مریض چشم کا یہ طور آج ہے　　دو ہرے پیالے رکھے ہوئے ہین دوا کی پاس
سنے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم　　اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹہا کی پاس
آنکھون کے پاس ابرو جانان کی دہوم ہی　　ہے ایک قتل گاہ بہی دار الشفا کے پاس
اچہا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہمنے کام　　سبکو اونہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس
خوشبوے زلف یار کا کیا فیض عام ہے　　چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کی پاس
کیا کیا ہین شعر رنگ طلائی کے وصف مین　　نسخے ہزارون رکہتے ہین ہم کیمیا کے پاس
ملکر یکے پردے چہوڑ دئے شام ہوگئی　　دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کی پاس
یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا　　روتا ہون بیٹھہ بیٹھہ کی نخل حنا کے پاس
خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا　　دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس
کب سے کھڑا ہون اونکو مرادہیان کچھہ نہین　　کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

آنکھہ اگر ہو تو قدامت کو نہ بھولے انسان
چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس

چلین برسات کی جسوقت ہوائین سن سن
ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس

کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہرگز
کبھی بجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس

بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا
بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس

بجلی رنجک ہے تو بندوق ہی بادل کی گرج
باغ مین کھیلتا ہے ابر شکار طاؤس

ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص
مور کبکون پہ فدا کبک نثار طاؤس

اے ہوا رحم ذرا کب سے بٹھا رکھا ہے
ابر تک اوڑکے پونہچ جای غبار طاؤس

چشم گریان مین سمایا ہے انکڑنا اونکا
بنگئے نہر مرے آئینہ دار طاؤس

کو سکے کو کتے آب آب ہوا جاتا ہے
ابر دیکھے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بھی اے قدر رہو قرب جوار طاؤس

15 آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس
خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس

جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا
تنتا پھرتا ہے مرا یار مثال طاؤس

غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے ہنس کی چال
آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس

موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے
پھول پتون سے ہین شاخین پر و بال طاؤس

تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہی رنج
داغ بن بنکے ابھرتا ہے ملال طاؤس

حسن پامال ہوا یار جو نیچون سے ملا
کھو دئے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس

پھر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار
داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس

دود آہ دل عاشق سے ہین معشوق آب آب
ابر شاہد ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس

دیدہ ہوا اوسکی ترا احسان ہوا اے لاغری / کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس
پھر نئے حلقے نکالے ہین تمہاری زلف نے / پھر نئے پھنسجائینگے دو تین چار ابکے برس
داغ دے دیکر مرے دلکو دوالی ہین کہا / کیا گھروندے پر نئی نقش و نگار ابکے برس
چار دنکو بھی نہ اے حداد کاٹین بیڑیان / قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکھئے کیا رنگ لائے میرا یار ابکے برس

۱۱ قتل بھی کرکے کہے گا نہ وہ قاتل افسوس / کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس
چپ رہا سوز جگر شبکو نہ پروانے سے / جل گیا شمع پہ گر کر سر محفل افسوس
میرے دل مین عوض عیش بھری ہی حسرت / میرے پہلو مین بھرا ہی عوض دل افسوس
جس سے لو اپنی لگاؤن وہی بے پروا ہو / مین تمہین یاد کرون تم رہو غافل افسوس
اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا / غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس
دہن گور سے لیلی کی یہ آتی ہے صدا / مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس
یون تو جو بوتا ہے انسان وہی کاٹتا ہے / مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس
مین تہ تیغ بھی کیا تشنۂ دیدار رہون / پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس
ہاتھہ منھہ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی / جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس
بند ہو جائیگی جب آنکھہ تو پچھتائے گا / خواب غفلت سے نہ چونکا کبھی ایدل افسوس

سخت جان **قدر** رسا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہوا اک وار مین بسمل افسوس

۱۱ دیکھئے کالی گھٹاؤن مین بہار طاؤس / بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طاؤس

دنیا مین کارخانۂ عقبیٰ کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنونکو جاتے تو ہین شہر چھوڑ کر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب در میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیئے جنت کا راستہ
ہوجاے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلیگا دود آہ دل چاک چاک سے
اولجھیگا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین گھلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے **قدر** ہے یہ مسند شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

١٣

گات ادھر آئی بھرے رخسار یار ابکی برس
ہوگئے وہ قابل بوس وکنار ابکی برس

آگ برساتا ہے ابر نوبہار ابکے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار ابکے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے پڑے
پوہنچے مقصد کو ترا امیدوار ابکے برس

ایک سودا ایک اولجھن اک شب فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار ابکے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا ای جانجان
مجھکو بالکل کر دیا بے اختیار ابکے برس

دیکھیئے ابکے ہمین کیا داغ ہوتا ہے نصیب
دیکھیئے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکے برس

خشک سالی ہوگئی یا تم ہوا پر آگئے
چار پھولونکو ترستا ہے مزار ابکے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہوگئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس

عقدے کھلینگے دل کے شروع شباب سے
حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چند روز

لیلی سے قیس کہتا تھا مجھکو نہ بھولنا
اے میری جان لطف دبستان ہی چند روز

ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا
ہونٹھ اوس پری کا لعل بدخشان ہی چند روز

جب میری جان جاے تو جانا تم اپنے گھر
دعوت تمہاری ابتو مرے ہان ہی چند روز

ہم ڈھونڈھکر نکالتے ہین یار کا دہن
پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چند روز

ہے چار دن کی چاندنی پھر ہی اندھیری رات
شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چند روز

گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک
سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز

تشہیر کر رہے ہین پری رو ہماری لاش
ہمکو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز

دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہے وہ
بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چند روز

پرزے اوڑیگا جیب جنون یا تھکینگے ہاتھ
یہ وسع جیب دست و گریبان ہی چند روز

بڑھ جائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گھر
یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز

مر مر کے کوی یار مین پہنچے ہین ضعف سے
اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا
خیر ابتو یار سیر بیابان ہے چند روز

۱۳

سن اے پری لقا مرا افسانہ چند روز
دنیا مین اور ہے ترا دیوانہ چند روز

شبکو کبھی فراق ہے دنکو کبھی فراق
سر خاب چند روز ہون پروانہ چند روز

ہر ایک کی کڑی بھی اوٹھائیگا اے صنم
پتھر بھی کھائیگا ترا دیوانہ چند روز

جبتک جوان ہو آنکھہ کا بوسہ ملا کرے
منہہ سے لگا رہے مرے پیمانہ چند روز

اے شمع تونے خانۂ الفت جلا دیا
رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چند روز

اوڑتا ہے جہان نقاب اُنکا	رہجاتی ہے شمع جھلملا کر

کیون **قدر** بتون کا ذکر کیسا +
اے مرد خدا خدا خدا کر

ردیف زاے معجمہ

دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز	۱۱	مین کوڑیون پر لعل گنواتا نہین ہرگز
دم گھٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز		کن آنکھون سے دیکھون مجھے بہاتا نہین ہرگز
ڈر ہے کہ کہین پھر نہ خیال آپکا آجاے		اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز
جس وضع کی حسن خلق کی تعریف سنی تھی		ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز
اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون		مین ناز بھی پریونکا اوٹھاتا نہین ہرگز
مہوے کی سہی پھول تو لادے مرے ساقی		یہ گاؤن کا ٹھرّا مجھے بہاتا نہین ہرگز
گو وامق و فرہاد نے سر میرا پھرایا		پر کوئی مری راہ پر آتا نہین ہرگز
زاہد یہ نہ کہہ مین نے بھی پہچانا خدا کو		کہاتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز
منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار		خنجر کو وہ پانی مین بجھاتا نہین ہرگز
چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا		ایسی کمر ایسا کہین جہاتا نہین ہرگز

ٹھوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے **قدر**
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

دل ہی یہ ربط گیسوے پیچان ہے چند روز	۱۵	ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چند روز
آواز آرہی ہے یہ زنجیر سے ہمین +		اے قید یو جہان کا زندان ہی چند روز

کیا تجھکو ملے گا دل دکھا کر　　کعبے کو نہ ڈہا خدا خدا کر
ہم دہیان مین زلف یار لاکر　　روئے سرمہ لگا لگا کر
کچھہ مین ضحک ہنسی نہین ہے　　غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر
یادِ ابرو نہ بہول اے دل　　ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر
بندہ مین اسی لئے ہوا تھا　　لو رکہدیا خاک مین ملاکر
کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش　　فرماتے ہین ہوش کی دوا کر
اپنا خطِ جام ہے تقیہ　　پیتے ہین شراب ہم چہپا کر
چلنے مین کسیکا دل نہ پس جاے　　رکہیئے گا قدم ذرا سجا کر
اے دل کوئی نالہ حسب معمول　　بلبل ایک آدہ چہچہا کر
ہی ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ　　کوئی نہ پھرا وہان سے جا کر
رویا کیا مین نہ وہ پسیجے　　کیا ٹال دیا ہے مسکرا کر
دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجاے　　جی کہول کے مجہپہ تو جفا کر
کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین　　رہجاتا ہے شوق گدگدا کر
مٹی دے نہ پڑہ نماز میت　　یہ فرض تو اے صنم ادا کر
کالی رنگت پہ گرتی ہی برق　　ہنسیئے تو ذرا ادہر ہی جاکر
اے عمر رواں کہان گئی تو　　تنہا مجھے گور مین سلا کر
اے یار جلے کو کیا جلانا　　اب منہہ نہ چہپائیے دکہا کر
آفت سے دبا ہی تہرے عشق　　زاہد تو مرے لئے دعا کر
جوڑے کو نہ کہولئے خدارا　　قصہ نہ بڑہائیے گھٹا کر

اسقدر تاریکیٔ مرقد کا اندیشا نکر

۱۶ کانپا مین زلف و قامتِ دلدار دیکھکر
دل ہلگیا مرا رسن و دار دیکھکر

کہتے ہین قتل پر مجھے طیار دیکھکر
کیا پہیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھکر

کروٹ ادہر بدلتے نہین اور دیکھئی
لوٹ گیا دماغ مرا پیار دیکھکر

سمجھا یہی مین آپ گھر مین بجھائی تیغ
مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر

غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو
پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر

تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر

یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند
موسی کو کیا ملا تجھے اک بار دیکھکر

کوٹھے سے مجھکو جھانک کے تم منہہ چھپا گئے
مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر

مژگان کی مثل سوکھکے کانٹا ہوا جسم
بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر

شہرگ یہان پھڑکنے لگی شوق قتل مین
جب مجھکو دیکھنے لگے تلوار دیکھکر

چھلکے ہین دونون جام شراب الست سے
آنکھین کہلین حضور کا دیدار دیکھکر

بل کھا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے
بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر

کیسا مزاج تہا کہ برآمد نہین ہوئے
پھر پھر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر

اس انجمن مین اب نہ کھلیگی زبان شمع
چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر

مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر
مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑھے نہ جاؤ
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

۲۲ اوسنے آنکھون کی مثل پا کر
ساغر ٹپکے اوٹھا اوٹھا کر

بڑی مشکل سی ٹل بیٹھا ہے اوسدم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر

کرام کاتبین ہین ساتھہ عصیان کا نہ دہیان آئے
لگے ہین محتسب دو دو سے گلرنگ کی بو پر

خدا نے دشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر

نگاہین لڑ گئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آئے چڑھا مین اونکی قابو پر

یہ پیاری پیاری صورت آپکی بوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو چھپتے ہی ہون جلد مصحف رو پر

نہ وہ ہمسے اشاری ہین نہ وہ چتون نہ وہ آنکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر

کبہی باندہین نہ ہمنے دوہری چھریان نہ دوہری تلوارین
کبہی چمکانہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر وسخن کے اور بہی کچھہ فکر رہتی ہے
کہ جب دیکھو تمہین اے قدر سر رکھا ہی زانو پر

۱۰ ساز وسامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
آگے کم ظرفون کے اے دل ہاتھہ پہیلایا نکر

کالے کوسون یاد کاکل مین نکلجایا نکر
رات بہر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر

یہ بہی قسمت کا لکھا میرا یہ لکھتا ہی وہ شوخ
خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بہیجا نکر

مستی مل لے پان کہالے وصل مین مہندی لگا
آنکھون مین کاجل لگا زلفونمین اپنی شانہ کر

بدشگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
میکدے جاتے ہوئے واعظ مجھے ٹوکا نکر

رو زدلکی دوربین سے دیکھہ لیتے ہین تجھے
اے مہ خود بین بہت عشاق سے بہاگا نکر

وہ شل ہی خاک ڈالے سی کہین چھپتا ہے چاند
روح ہونکی جسم خاکی مین تو پھر پردا نکر

باز آیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ہڈیان کہانیکو سر پر اے ہما سایا نکر

آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اتنے گاہک ہین ہمارے تو نخرا نکر

شمع ہے حب علی اے قدر اپنی نیند سو

میری منہہ سی پہول جھڑتے ہین بہار آئی بہار
باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر

اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پھبتا ہی آہ
اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر

روے رنگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا
شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹھا سر صیاد پر

ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو بہی اے خسرو ابہی
عشق اگر کچہہ بارہ رکہدی تیشۂ فرہاد پر

کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اوسکی ہے
خیر ہنسیئے آپ میرے نالہ و فریاد پر

زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ
رونا آتا ہے ہمین حال دل ناشاد پر

جسکی موت آتی ہی بے کھٹکے چلا جاتا ہی وہ
چھوٹتے جاتے ہین قیدی رات دن میعاد پر

فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید
دوڑ ہے فصاد پر تاکید ہے حداد پر

بلبلو غنچے کی صورت دم نہ مارو باغ مین
باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر

فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو دہوم
تو بھی خم رکہکے لیجاؤن سر زہاد پر

کیون چھری پر بارہ رکہوئی گلا کاٹو گے کیا
قدر تم مرتے ہو کس ترکِ ستم ایجاد پر

۱۵

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکھہ ڈالو خال ہندو پر
وہ چٹکی دل مین لونگا نیل ابہر آئیگا پہلو پر

محِل خوف ہے ابرو تمہاری چشم جادو پر
کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر

ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہوگیا ہمکو
خضر نے اپنا سجادہ بچھایا ہی لب جو پر

چھلا وا یار کی آنکھونکا دکھلاے جو وحشت مین
سنگوٹی چاندی سونیکی چڑہا دون شاخ آہو پر

کسی فقرے سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو
کوئی افسون نہین چلتا ہی اس چھوٹے سے جادو پر

تمہاری بینی نازک سے دل بنا ہوا زخمی
ہماری آنکھہ پڑتی ہے اسی تیر سہ پہلو پر

ہماری خاک مرقد سے کہچے گا عطر مٹی کا
کہ چھڑکے روح اپنی آپ کے زلف سمن بو پر

نالون پہ دل زار کے بل کرتی ہی وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نے کی صدا پر

کیا نام خدا لب پہ مسین بھیگ رہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت سے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا ہے وہی ٹیکنے والا
آنکھہ اونکی ستم پر ہے نظر اپنی خدا پر

پُرداغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑہے پہولونکی مزار شہدا پر

پھر گشتی مے باد بہاری سی روان ہے
پھر تخت پریزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمہارے لب جان بخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلائش دنیا سے ہین خاصان خدا پاک
پیکان نہ چڑہے کوئی کبھی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چھریان نہ جفاؤن کی پھرا حلق وفا پر

خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار
خود پڑنے لگی ترچھی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا قدر نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

١٨

دل جلے بتان ہو عشق ستم ایجاد پر
خود فراموشی کرے تہمت دہر استاد پر

قیس پر روے کبھی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہی افتاد پر

انتقام عشق آجائے اگر امداد پر
قیس پر لیلی مری شیرین بسی فرہاد پر

ابروؤ چشم بتان نص حدیث حسن ہے
نون لکھا ہی کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل پہ قمری ہی ادہر بلبل ادہر شمشاد پر

دفعتہً کیا دونون آنکھین محو جانان ہوگئین
بسگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑ کر خون میرا گرم گرم
پڑگئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

بھٹی مین قرض آتا ہے میر اکلال پر

٢٩ میرا دل بیتاب اوڑا آہ رسا پر
ہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر

ہو مے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر
لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہمکو ہوا پر

برباد ہوا دل مرا اوس رُخ کی ضیا پر
غبارہ جو اوٹھا تو چلا دوسے ہوا پر

چھایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر
جسطرح بخارات چڑہین اوج ہوا پر

پار اوترینگے خود تیر کے دریای شہادت
ہم سینے کے بہل جا ئینگے شمشیر جفا پر

پہر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست
پہر آئی گھٹا جھومکے مورون کی صدا پر

ہے بیکسی و یاس و غم و رنج کا انبوہ
میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر

وہ خاک نشین رند ہون جب ہاتھہ اوٹھاون
ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر

گردن کو جھکا کر خم شمشیر بنے ہو
ہے شرم و حیا پر بہی نظر ظلم و جفا پر

چلتی ہے وہ اٹکھیلونکی چال تمہاری
دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھہ باد صبا پر

کھاے گا مرے سینہ سوزانکی جو ہڈی
لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر

پہر آنکھہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے
رکھی گئی پہر باڑہ تری تیغ جفا پر

افسوس تیرا منہہ کبھی جی بہر کے نہ دیکھا
جمتی ہے نظر کب ترے چہرےکی ضیا پر

رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بھی رزق
روزی وہی پوہنچاتا ہے عنقا کو ہوا پر

پہر دیکھنا یاداش مین جگ آلگی ظالم
پہر آج کمر کستا ہے تو ظلم و جفا پر

ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہ تل
قبضہ کوئی جڑ دیجیے شمشیر ادا پر

آئینے مین یہ آنکھین یہ زلفین جو لڑادو
خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر

اوٹھے گا زمین سے صفت گلشن شداد
کیا نکہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

برہم ہوئے یہ بوسۂ رخسار و خال پر
اک گرم بیسیار رکھدیا دست سوال پر

کھاتا ہے ماہ داغ تری گورے گال پر
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر

گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
لکھتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پر

کھائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کھلا سکے
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کی مال پر

خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پر

تیر جفا ہزار پڑین کچھ اثر نہین
سینے کو میرے فوق ہے گینڈے کی ڈھال پر

میرے اسیر ہونے کی اللہ رے خوشی
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پر

چلنے مین جھونکے لیتا ہے ہر ایک پائنچا
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پر

اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پر

ابتک بہار ہے ہمین اللہ چھوڑ دے
صیاد وقت جاتا ہے پھر اگلے سال پر

گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پر

بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سی کہان
وہ پتے پتے پر ہے جو توڑ ڈال ڈال پر

جاؤن جدہر جنون مین نہ روکی کبھی کوئی
اللہ چھوڑ دین مجھے سب میرے حال پر

مین دام مین پھڑک کے ہوا رشک لالہ زار
کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پر

سنبھلو تمہاری آنکھ پہ آتا ہے میرا دل
چیتے کو چھوڑتا ہون شکار غزال پر

یہ دیکھ دیکھکر مجھے ہوتا ہے اور رنج
خوش خوش ہین آپ کیون میرے رنج و ملال پر

توصید گاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
پھندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر

مین دیکھتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید
شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہین ہون **قدر** مگر کیون نہ جاؤن مین

تجھی اے قیس شاید چشم لیلیٰ یاد آئی ہے ۔ کہ پہیرا ہاتہہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دہرو منہہ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پروا ۔ نہ زد کچھہ نہین قرآن رکھدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکہہ اون سے غیر اونکے گہر مین جا پونہچا ۔ انگوٹھی پا کے بیٹہا دیو بہی تخت سلیمان پر

اودہر طاوس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا ۔ ادہر گھنگھور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے ۔ جنون نے پہول گویا چن دیئے میری گریبان پر

ہتیلی پر دہرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا ۔ ابہی تو آگ مین ہم کو دیتے ہین اک تری ہان پر

محبت مین بہلا قمری و بلبل جانور ٹھہرے ۔ قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منہہ دیکھنے یون دیدہ بازی کی ۔ ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہ گئے تھے چند مشت استخوان باقی ۔ ہما ہر پہیر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتش زن مرا مرغ دل سوزان ۔ بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکہہ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا ۔ تری پتلی سے گل کہائے ہین ہمنے چشم گریان پر

تمہارے قد پہ عاشق ہین تمہارے خط پہ قمری ہین ۔ پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکہہ آئینے نے مسی نے لیا بوسہ ۔ اودہر ہتھہ پہیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمہارے لب تلک پونہچا ۔ حلب سے جب بخار اوٹھا گھٹا چھائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاؤن نہ پاؤن خیر ای واعظ ۔ برا ہتو میکشی مین چھوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہو گئی **قدر** سیہ بخت اوسمین مدفون تھا
سنا ہے آج بجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱

نور جبین یار رخ بے مثال پر ۔ ایسا چراغ ہے کہ جلادنکو مال پر

ناقص کبھی ملے نہین جنگ و جدال پر ۔ دیکھی کسی نے باڑہ نہ تیغ ہلال پر

توبھی دعوئ خدائی جو کریگا اے شوخ
سوچتا ہی کہیں مجھکو نہ ترس آجاے
رات دن تیری جدائی مین جو کچھ سہتا ہون
حالت گریہ مین بھی نام ترا رٹتا ہون
رمضان آتا ہے للہ چھپکا دے ساقی
پاون مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ
موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے
گرمیان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے
پھر بہار آئی ہی پھر دلکو ہوا شوق چمن
کیسی ہر بار پھسلتی ہے طبیعت اپنی
وہ جگہہ ہے کہ پرندہ بھی نہ پر مار سکے
سوز ظاہر ہی جدا سوزش باطن ہے جدا
غش ہوا گردن ساقی پہ کبھی آنکھہ پہ لوٹ

ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر
کان دھرتا نہیں ظالم مرے افسانے پر
نہ وہ سرخاب پر آفت ہے نہ پروانے پر
اسم پڑہتا ہون مین تسبیح کی ہر دانے پر
تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر
عشق جن بنکے چڑھا ہی ترے دیوانے پر
آزماؤنگا یہ جادو کسی بہکانے پر
چھوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر
پھر نکالے ہین مرے بلبل شیدانے پر
کبھی ادبھرے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر
کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر
حرب ہوتا نہیں جگنو کبھی پروانے پر
کبھی شیشہ پہ گرا مین کبھی پیمانے پر

وہ بھی اے قدر رہتا اک نقش قدم حیدر کا
رکھتے تھے مہر نبوت جو نبی شانے پر

کھلا رنگ اور حبیب وسمہ لگا ابروے جانان پر
نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہای خندان پر
کیا ہی ذبح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہون مین
تمہاری آنکھہ سے دل ہوکے زخمی گر پڑا دوڑ دو

٢٠ کیسس اے حسن یہ تونے چڑھایا تیغ بران پر
چڑھی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر
کہ میرے خون کے چھینٹے تمہارے جیب و دامان پر
اوٹھا لو برچھیون پر اسکو یعنی نوک مژگان پر

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی
میٹھی نظر تری ہت خود کام ہی لذیذ

عہد شباب و پیری و طفلی ہین تین پھل
نورس مزیکا پختہ ہرا خام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے
انگور و سیب و پستہ و بادام ہے لذیذ

ہردم چباچبا کے جو تم بات کرتے ہو
گننے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکہہ تو لو
تم جو کہتے ہو کیا مے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے قدر کیون نہ لبونکی مزے اڑائین
جس چیز مین لگا ہے کچہہ دام ہے لذیذ

ردیف رائے مہملہ

۲۴
گردون شیشہ جہکا دے مرے پیمانے پر
مُہن برستا ہی ساقی ترے میخانے پر

ادڑ کے پونہچے گا مرا نام ہی جس دانے پر
برگ خوشے مین نہین نخشبی ہین مولانی پر

شب غم چھائی ہی کب میرے سیہ خانے پر
سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار
شمع کے ہول سے بجلی گری پروانے پر

چلک نہ آجاے کمر مین کہین کہنا مانو
نیمچا ناز سے رکہکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بولائی ہے
کالی آندہی سی ہی چھائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین ہو دو نے
چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا
مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور
چاہیئے مہر کچہری کی بہی پروانے پر

تیرگی ایسی ہے فوراً ادہی لگجائے خسوف
چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

ہمارا نام بھی داخل ہی کب سے دفتر مین
کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ

خدا علیم ہی کب سے بھرے ہوئے ہین ہم
بھرینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ

کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے
ادہر لکھا کہ ادہر صاف دہو گیا کاغذ

جو دل دیا ہمین جاگیر مین ملا بوسہ
کہ یار کے خط و عارض نے لکھدیا کاغذ

حضور خط جو لکھین اوسمین مطلب اچھا ہو
کچھہ اسکا دہیان نہین ہو برا بھلا کاغذ

گمان ہے خطِ جانان کا اسقدر ای قدر
پڑا ہوا کہین دیکھا اوٹھا لیا کاغذ

وصلت مین بوسہ دُمے گلفام ہی لذیذ ١٨
ساقی کا ہونٹھہ اور لب جام ہی لذیذ

چومے تو پشتِ چشم سیہ فام ہے لذیذ
بہ چھلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ

حقہ ترا غضب بت خود کام ہی لذیذ
بوسہ نہین تو بوسہ بہ پیغام ہے لذیذ

جہوٹا جہان کہاتا ہے میٹھے کیواسطے
بوسے کے ساتھہ آپکی دشنام ہی لذیذ

ہان اے دہان زخم نہ پیکان کو چھوڑنا
مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ

اے عشق لختِ دل بھی ہے خون جگر بھی ہے
ہے بامزہ گزک مے گلفام ہی لذیذ

لب پر جو گالیان ہین تو انکھو نمین سیل ہے
پستہ ہے تلخ شیرہ بادام ہی لذیذ

شکر سفید پاؤن ہین یا زہر تیلیا
جو کچھہ نصیب ہو سحر و شام ہی لذیذ

یارب دہن مین نام یہ کسکا سما گیا
لیکر ہمارے ہونٹھہ سے تا کام ہی لذیذ

پیری مین عشق لب تجھے واعظ ضرور ہے
یہ شیر پختہ و شکر خام ہے لذیذ

کیچڑ مین لوٹ لوٹ کی کہتے ہین مے پرست
ہو جبین بری ہین بادۂ گلفام ہی لذیذ

گو خاک پھا کنا ترے باعث نصیب ہو
اے آسیا ے گردش ایام ہی لذیذ

خط مین رنگین مضامین جو بہری تہی تمنے
بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تختتا کاغذ

بک گیا ہے مرا دل روز ازل آپکی ہاتہہ
آپ کے نام ہوا ہے مرے گہر کا کاغذ

رشک سے زلف کی رنگت کا جلا کر دیکہو
جلکے بل کہاے تو بل کہا کے ہو کالا کاغذ

خط کے لکہنے مین وہ کہاتے ہین اعجاز کلیم
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ

وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکہا اوپر
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ

اونکے قامت کا بندہا وصف قیامت آئی
ہوگیا سب کمر دیوان کا سادا کاغذ

چہرۂ شاہد مقصود دکہا دیتا ہے
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ

کہلکے وہ مجہسے ملینگے یہ کہلا نامے سے
ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپٹتا کاغذ

ہاتہہ پہیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق
کہل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوریز کی سے اے قدر منگا جلد خبر
گہوڑے کاغذ کے بنا کر کہین دوڑا کاغذ

١٤ بہرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ
تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ

اجل رسیدہ ہون نسخہ لکہنے بیٹہی اگر
قلم دوات نہ پا کے طبیب یا کاغذ

لکہون عبارت رنگین جو خط مین اوس گل کو
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ

کبہی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
تن اپنا رنج سے گہل گہل کے ہو گیا کاغذ

یہ تازگی ہے جو لکہون سفید کاغذ پر
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ

چڑہا ہے نشۂ افیون خال فرتا ہون
بلا دو دہو کے مجہے اونکے نامے کا کاغذ

تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیرونکو
لگا یا تاج مین جاے پر ہما کاغذ

لکہون جو آئینہ روے صاف کے اوصاف
مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ

جو لگاوٹ کی نگہ ہی وہ بناوٹ کی کہان — وہ تو ہے خاص پسند اور یہ ہی عام پسند

اب مٹائے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا — ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہین دست زبان سی مطلب — کیون کرون رسم رہ نامہ و پیغام پسند

نام کو کرتے نہین عاشق بی ننگ قبول — ننگ کو کرتے نہین عاشق بدنام پسند

جسکے سینے مین ہے خود اپنی جگہہ پر بیتاب — طائر قبلہ نما ہے دل آرام پسند

آگ وہ سینے مین بھڑکے نہ پانی مانگون — ہے مجھے عشق کے آغاز مین انجام پسند

شرم آتی نہین اے **قدر** تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت مین ہی ناکام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹ بھر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ — جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ

کھولتا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ — لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یون دیگی ہمارے تن لاغر کو فشار — جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ

لکھتے لکھتے تری معدوم کمر کا احوال — خامہ سے ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت مین رہ و رسم کتابت کیا مال — ناو کاغذ کی ہے کب تک یہ چلیگا کاغذ

ہو گئے ہین مرے دندان ہوس کاغذ گیر — پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہین گویا کاغذ

ہے لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب — نقطے تل سطرین ہین زلفین رخ زیبا کاغذ

حشر مین اشک ندامت نے بڑا کام کیا — نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک ہے لکھا دیدۂ تر کا احوال — ہو گا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

چڑھا لیا ہے جو نظرون پہ سیخ مژگان نے
جگر مین چھید پڑے ہین کباب کی مانند

جو منہہ دکھایا تو آنگیا مین کیا ہی شرم و حجاب
اسے بھی کھولدو بند نقاب کی مانند

جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق مین روشن
تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند

جو بیستون پہ مین فرہاد کو پکارون قدر
ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

٢١

نہ مجھے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند
ہے زنخدان و لب و چشم دلارام پسند

تم کرو دل مین کرون زلف سیہ فام پسند
اپنے اپنے ہی پھر آگئے بت خودکام پسند

چھوڑ کر وصف دہن شعر پڑھون عالم پسند
کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ایہام پسند

قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہین کس ناز سے وہ
تمہین بیچین تھے اللہ رے آرام پسند

روشناس ایک جہان کا ہون تری گردش سے
تیرے کاوے ہین مجھے ابلق ایام پسند

نظر آجائے جو اونکو دہن تنگ بتان
آشیانے کو کرین طائر اوہام پسند

دل بیتاب ہو اوتنا ہی جفاکش یارب
بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند

پھیر لین بوسہ اگر دل نہین لیتے ہین حضور
کہ ہمین چیز کسیکی نہین بے دام پسند

سرمۂ طور کو آنکھون مین جگہ دیتے ہین
خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند

ہند و چشم کجا مصحف رخسار کجا
کفر کے تحت مین ہمکو نہین اسلام پسند

پتلیان آنکھون سے اوٹھتین نہین چلنا کیسا
یو نہین بیکار ہین سب مردم آرام پسند

جال سے رزق جو ہاتھ آئے جو خنجال ہی وہ
جانور ہے کرے دانہ جو تہ دام پسند

لن ترانی کی بہت آپ ہی لے بیٹھے ہین
اب نشست آپ بھی کرتے ہین لب بام پسند

خون دل آنکھون مین بھر بھر کے پیا کرتا ہون
یہی شیشہ ہی یہی مے ہی یہی جام پسند

طے کرون کس طرح سہل مین عشق کی راہ — پاؤن کرنے لگے سفر مین درد
نزع کے وقت ہے عجب عالم — نہوا تھا یہ عمر بھر مین درد
درد انگیز خط جو مین نے لکھا — ہوگیا پاے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو قدر آنکھہ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

۱۸

خدا کی ذات ہے دریا کی آب کے مانند — اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند
یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہی بہار شباب — تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند
وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے — کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند
کبھی ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم — یہان گزر گئے برق وسحاب کی مانند
اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سرو چمن — بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند
نہ ہاتھہ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا — کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند
بھڑک گیا مری آہون سے جو رخ کجرفتار — الف ہوا فرس بدرکاب کی مانند
سروہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتے ہین — کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند
دہان تنگ ہے شیرین مثال تنگ شکر — زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند
جگر مین آگ لگی ہے بھنکا ہی سینے مین دل — کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند
رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہو جائین — وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند
ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ لگی — اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند
نشیلی انکھڑیون مین کیف ساغر مل ہے — وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند
مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا — بہت کچھہ آنکھون سے دیکھا ہے خواب کی مانند

خود مجھکو میرے اوج نے پیسا تمام عمر
گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند

سورج کمان کا عرش کا تارا ہوئی جبین
طالع ہین آپ کے بہت اے مہربان بلند

منصور تیری دار مبارک رہے تجھے
اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند

اللہ رے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا
لیکر ہما ہوا جو مری ہڈیان بلند

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلینگی منہہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

نام خدا جوان ہوئے اب تو کچھہ جھکو
نیچے نظر کرو کہ ہوئین چہاتیان بلند

ہم خاک اڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے قدر رہے غبار پس کاروان بلند

۱۵

پہلے دل مین ہو یا جگر مین درد
کہین ہو غم سے عمر بھر مین درد

وہ بھی سن لین تو ہو جگر مین درد
ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد

رنج پیری سے ناک مین دم ہے
گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد

مے سے بہر دے ہمارے جام و سبو
دیکھہ ساقی ہے چشم و سر مین درد

روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے
کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد

یون تو پتھر بھی کچھہ پسیجتا ہے
چاہیئے ہے دل بشر مین درد

مومیائی تھی کیا وہ چشم سیاہ
کھو دیا دل کا اک نظر مین درد

بھاری موباف جب پڑا سر مین
ہوگیا یار کی کمر مین درد

مدد اے نالہ عرش ہلجائے
کہ نہین آہ بے اثر مین درد

کوچہ گردی کرو نہ پاون دُکھین
ہو پہنچتے ہی میرے گھر مین درد

نالہ بلبلان پہ ہنستے ہین گل
نہین دلہائے اہل زر مین درد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد

مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد

چمن مین خاک گل و بلبل اب نہیں بولین
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد

محال ہے کہ نکلجاؤن بچکے پہلو سے
بلا کی ترچھی نگاہین ہین الامان صیاد

سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
قفس پہ ڈالدے پہولونکی بدہیان صیاد

بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
مین ناتوان ہون میر امزاجدان صیاد

چمن کی بو سے پہڑکتے ہین نو اسیر چمن
خدا کے واسطے انکو نہ لا یہان صیاد

ابھی تو شاخ سے آبیٹھتا ہون سر پہ ترے
دکھاے پہول سا مکھڑا مری جوان صیاد

مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکھ چکا
بزیر کاہ نکر دام تو نہان صیاد

یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے
پہنسا ہبلا مین تری دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہواے **قدر**
چمن مین ساتھ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴ پامالون سے ہے رتبہ ظالم یہان بلند
دیکھو زمین پست ہے اور آسمان بلند

کیونکر بلاے یار ہمین اپنے بام پر
اللہ بھی بنی سے رہا دو کمان بلند

کوے بتان مین سرو اگین کچھ عجب نہین
اس سرزمین مین دفن ہین کیا کیا جوان بلند

وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل اوج
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند

بجلی کو اور قرب ہوا ہمسے یا نصیب
جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند

کہیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
مضمون تو ہاتھ آیا ہے اے جان جان بلند

بازو یہان پہڑکنے لگا داہ رے اثر
خط لیکے ہو گیا جو کبوتر وہان بلند

روے گلگون دیکھکر آنکھون مین یہ سرخی کبھی
جس طرف اوٹھی نظر مین سب در و دیوار سرخ

ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر
میرے خون ہی سے ہو تو ظالم تیغ جوہر دار سرخ

ہم نے ٹکراکر سر پر خون گھر ندا کر دیا
سو جگہہ سے ہوگئی اوس شوخ کی دیوار سرخ

اب کلیجا ہے پے آنسو جو آتے ہین سفید
خون تھا پہلے جو قطرے آگئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ **قدر** کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

٢٢

سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد
دبا کے دانتو نمین رہجائیگا زبان صیاد

اجل کے منہہ مین ہون مین زار و ناتوان صیاد
ہی تیرے غنچہ پیکان مین آشیان صیاد

تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد
کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد

قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین
ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد

مری تلاش مین وحشت زدہ پھرے گا تو
ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد

مجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤن گا
زبان دراز ہون مین اور بد زبان صیاد

غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو
اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد

مین کیا ہون طائر سدرہ کو پھانس لائیگا
کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد

وہ زلف دام ہے کنبا ہوین مین انی جال
غرض کہ اونکو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد

ادہر زمین اودہر آسمان یا قسمت
اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل
گھٹے ہوئے ہین گلستا نمین باغبان صیاد

سوزش دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا / آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ
لال ہو گے ساقیو آنے تو دو فصل بہار / مین پہ مین برسے گا ہو گا خانۂ خمار سرخ
تھوکتے ہین خون باغ دہر مین اہل سخن / ہے شہادت کیلیے توطے کی بھی منقار سرخ
آئین زلفین جھوم کر منہہ پر طمانچے پڑ گئے / نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ
یاد کر کے فصل گل کو خون رویگی خزان / چشم نرگس ہو گی مثل دیدۂ خونبار سرخ
کھد گئی کان بدخشان لعل لب کا دور ہے / ڈھیریان ہین لعل کی ہی جوہری بازار سرخ
خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین / کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ

اس زمین مین پھر پڑہو اے **قدر** اک رنگین غزل
دست و پا کر دو عروس فکر کی دو بار سرخ

۱۵ خون رونے سے نہین مژگان دم دیدار سرخ / لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کی خار سرخ
ہی خوشی سے آج روے بلبل نادار سرخ / کیا زر گل لے اوڑا ہی باغ سے دو چار سرخ
اوسکے منہہ پر جب مرا ذکر شہادت آئیگا / خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ
پاے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقش قدم / زخم کی صورت ادہر آیا دم رفتار سرخ
دیکھیے آئینۂ قدرت کی مینا کاریان / خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ
کھل گئی وحشت مین الفت اوس طلائی رنگ کی / داغ سودا ہین ہمارے صورت دینار سرخ
سبزہ پھر آیا خون پھر یاد آگئی تیغ نگاہ / پھر ہوا زخم جگر پر مرہم زنگار سرخ
زلف پیچان مین نہ کیون تر یہ خون دل عشاق ہون / سننے مین آئے ہین اکثر کفچہاے مار سرخ
یہ شب ہجران مین نکلی ہے دل خون گشتہ سے / ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ
دیکھہ قاتل چشم خشم آلودہ سے دو تین بار / قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دو چار سرخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چہوٹتا ہے
ورنہ رستم سے بہی ہمنے نہ کبہی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجھسا نہین سبز قدم
میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ وحشت ہے اوسی وارے نصیب
سامنے آئینے کے بہی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین کمر کہو لگے بیٹھے بر رو
دیکھہ پائے جو کہین اچھی کمر اچھا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا
جب لگا منہہ سے پیالہ تو جہمک اوٹھا رخ

ڈر یہی تہا کہ کہین پاون نہ پہر جاتے اودہر
نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

یان مسی ہے نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف
ذبح کرتا ہے مجھے ہاے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک
قد بالا سے بہی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سی جو سینچا گلشن
شاخ گل مین ہوئی پہولونکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری
تو نے کروٹ سے دکہایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچھتے ہین
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر کو تہا رخ

19

پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ
جسطرح عکس شفق سے ہون در و دیوار سرخ

ہے مسی مالیدہ لب لاکھی سے کب ای یار سرخ
یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ

جادۂ صحرا ہے جب مجروح تلوون سے چلون
صورت قوس قزح گردون دم رفتار سرخ

پار نکلا ہے دل پُرخون کو برماتا ہوا
تیر تیرا کیون نہو پیکان سی تا سوفار سرخ

نقطۂ دایات و جدول کالی کالی صفحہ لال
تل سیہ آنکہین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ

صاف تقریرون سے دندان ہو گئی اونکے سفید
لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ

پہوٹ نکلا ہے ترا رنگ اے بت گل پیرہن
جسم کو تیرے جو چہو جاے تو ہو زنار سرخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا — خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ
ایسا دیکھا نہین ہنسے کوئی بانکا ترچھا — سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل ای شوخ
پہلے کب باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا — تو نے بے شبہہ چرایا ہے مرا دل ای شوخ
لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا موتی ایسا — جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل ای شوخ
ہندوِ زلف کجا مصحف رخسار کجا — ایک جا دیکھہ رہا ہون حق و باطل ای شوخ
کیون ٹڑہاتا ہے عبث گیسوونکو اتری تک — تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل ای شوخ
ہے مرے قتل سے انکار تو کیا ہوتا ہے — خود لہو ملکے شہیدون مین ہون شامل ای شوخ
کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو — ترا رخسار ملیح اور ترا تل اے شوخ
شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا — تیری شوخی سے مین تجہپر ہوا مائل ای شوخ
جب ترا سامنا ہو گرتی ہے مجہپر بجلی — اچپلاہٹ تری کردیتی ہے بسمل ای شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

۱۸

پرزے گھونگٹ کے اڑے شکل کتان جو مہرخ — چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ
میرے دل کیلئے آپس مین الجھتین زلفین — نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑجاتا رخ
انہین چارون مین کسیئے تو مجھے مارا ہے — قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ
دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین — بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ
سنتے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین — دیکھہ لین حضرت موسی وہ بھبوکا سا رخ
کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین — ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صدہا رخ
سنگ اسود ہی دو ماتھے کا ترا خال سیاہ — پوشش کعبہ ہے گیسوے سیہ کعبہ رخ

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
باغ مین نرگس اوگی دیدۂ پرخون کی طرح

صورت چرخ مٹا کر مرا ماتم نہ کیا
کپڑے آبی نہ رنگے آپ نے گردون کی طرح

بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائے کوئی
حشر برپا نہو صاحب قد موزون کی طرح

چشم مخمور مین کیفیت جام مُل ہے
لال ڈورے بھی ہین موج مے گلگون کی طرح

شعر مین آئی زبان ہی تو زبان پر دل سے
عرش سے دل مین اُتر آئے ہو مضمون کی طرح

محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
بیٹھی ہے دختر رز خُمّ مین فلاطون کی طرح

نفی ہو جاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا نون کی طرح

بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے
اندنون رنگ سخن جوش مین ہی خون کی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
اب تو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خاے معجمہ

۱۸

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ
کہ شرارت سے بھرا ہی ترا تل تل ای شوخ

قید ہاروت سے یا اسمین مرا دل ای شوخ
ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل ای شوخ

اپنے کیون خنجر ابرو پہ ہے مائل ای شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ

کھولدون حال ترا سب سر محفل ای شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل ای شوخ

کیا کڑی گات تری اوبھری ہے اللہ اللہ
اس سے ثابت ہے کہ ہی سخت ترا دل ای شوخ

تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل ای شوخ

چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے
ربط کہتا ہے مرے دل سے ترا دل ای شوخ

۱۶

دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح — سرو نے لاکھہ اوڑائی قد دلجو کیطرح

روتے روتے شب فرقت مین اندھیرا چھایا — ابتو آنکھین بھی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح

دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال — پوچھو اوس تنگ دہن کو تو سر مو کی طرح

سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہی — کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح

صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول — شب یلدا ابھی نہو گی شب گیسو کی طرح

قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے — طائر رنگ حنا اوڑ گیا جگنو کی طرح

شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے — گرم ہو جائے نسیم سحری لو کیطرح

ضعف سے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم — جب گرے اوٹھہ نہ سکے پھر کبھی آنسو کیطرح

شب فرقت مری رونے سے ہی برسات کی رات — چرخ سے تارے اوڑے جاتی ہین جگنو کیطرح

قد موزون کے نظارے کی تمنا ہی مجھے — آنکھین تھرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح

رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون دلاسا دو تم — سرکشی اب نکرو سرو لب جو کی طرح

رشتۂ زلف معنبر سے سیا زخم جگر — جب تو انگور بندھا نافۂ آہو کی طرح

قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین — دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح

کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین — چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہرو کیطرح

کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم مخمور — بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردف کی قید ہے ایسی غزل کہیئے قدر
کام کرتا ہے کلام آپکا جادو کی طرح

۱۱

گھر مین ہون آپ سے باہر دل محزون کی طرح — کون جنگلین پھرے وامق و مجنون کی طرح

بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر — سر پہ کیا لاد کے لیجائیگا قارون کی طرح

لیجا کے رکھدیا خطِ تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسیطرح

سینے پہ سر دہرا کبھی زانو بغل مین لا کے
مطلب یہ ہے کہ دلکو دکھائین کسیطرح

ساقی سے جا کی لین ابھی ہم لال لال مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسیطرح

آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسیطرح

قاتل بھی بن جو اے لب جانان تو ہے مسیح
سیکھے ابروون کی بانکی ادائین کسیطرح

اے زلف یار حضرت دل آ چلے ہین پھر
اب دام سے نکلکے نہ جائین کسیطرح

اوٹھواتے ہین وہ بزم سے ای بار غم مدد
جب جانین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

بھولے ہین وہ ہماری وفائین تو بھول جائین
بھولینگے ہم نہ اونکی جفائین کسیطرح

دریا مین دیکھ لین وہ حبابونکا پھوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹھائین کسیطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم آپکا غرور تو ڈھائین کسیطرح

تیوری چڑھا ہئین آنکھین دکھائین گھڑک بھی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسیطرح

نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ ہونٹھ ہلائین کسیطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منہہ تو دکھائین کسیطرح

نکلے کسیطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم بھی نہ کوے یار سے جائین کسیطرح

جی مین ہے اونکے در پہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے مٹائین کسیطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسیطرح

کچھ وہم سی کمر تو دہن کچھ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھ نہ آئین کسیطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسیطرح

دریا بہایا نجد مین آنکھون سے قیس نے / چلتا نہین ہے ناقۂ لیلیٰ کسیطرح
ہٹ کر حضور بیٹھے ہین گستاخیان معاف / کہنے مین اب نہین دل شیدا کسیطرح
سرگشتگی ہے روح سی اس مشت خاک کو / قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح
غصے سے آنکھ سرخ نہو گی حضور کی / لالہ نہو گی نرگس شہلا کسیطرح
دل پر تمہاری آنکھ پڑی حشر ہو تو ہو / کعبے کی چھت پہ آئین مسیحا کسیطرح
غصے مین لال پیلے اسی واسطے ہوئے / کہلاؤ جسمین تم گل رعنا کسیطرح
اللہ رے ضعف عشق مین ہین مرتے مر گیا / اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح
انگور اور تر کے تاک سے یارب کھنچی شراب / ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح
محفل مین آپ شوق سے آنکھین لڑائیے / دیکھون مین پتلیونکا تماشا کسیطرح
منت بھی کی خوشامدین بھی پاؤن بھی پڑے / لا کہون طرح منایا نہ مانا کسیطرح
پتلی سے میری کیونکہ وہ پتلی لڑی رہے / ہوتا نہین جدا کبھی جوزا کسیطرح
اے لاغری مین اونکی قدم سی لگا رہون / بنجاؤن گھس کے خط کف پا کسیطرح

اے **قدر** ناحق آپ چلے ہین منانیکو
وہ ہٹ دہرم نہ مانے گا اصلا کسیطرح

۲۳

ہان شوق کھچکے وہ ادہر آئین کسیطرح / ہان ناز کی بہر اوٹھنے نہ پائین کسیطرح
دل مین ہمارے آپ سمائین کسیطرح / درپردہ سینے سے تو لگائین کسیطرح
مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کی دیکھون یہ شوق ہے / آنکھون مین بالکل آپ سمائین کسیطرح
فرقت کی شب مین ہم جگر و دل سے تنگ ہین / آتا ہے چین دہنے نہ بائین کسیطرح
بوسے جبین سے تا بہ ذقن لینے دیجیے / ہم آپ کے دہن کو تو پائین کسیطرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے
اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح

آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین
سب سے جھکا ہون ابروِ خمدار کی طرح

دیکھو دبے زبان سے بوسی کا حکم ہے
اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح

پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین
سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح

وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان ملے
پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح

قاتل نکل ہی جائیگی مُنہہ سی بُری بھلی
ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح

اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سی چل بسے
آگے بڑہے وہ قافلہ سالار کی طرح

نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین
یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح

مُنہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن
ہم دہوپ مین کھڑے ہین گنہگار کیطرح

وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے
ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے قدر وصل مین جو سنائین وہ تلخ بات
پی جائیگا شربتِ دیدار کی طرح

۲۰ پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح
لٹکاؤ یار ہالے مین ہالا کسیطرح

بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین اسلیئے
جبتیمن وہ کھولدین رخ زیبا کسیطرح

پیری مین بھی نہ موے سر اپنی ہوئی سفید
جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح

محشر تک انتظار مین تیرے جیُگا کون
مانونگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح

پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تلک
پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح

نظرون سے گر گیا تو وہ پلکون مین گھر کیا
بچتا نہین ہے ایکا تاکا کسیطرح

ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین
عالم کو کیجیئے تہ و بالا کسیطرح ژ

وحشی مجرم ہون تنگی گریبان کم نہین
خود گلا کٹجائیگا کیا تیغ زن کی احتیاج

دل دیا جبدم تو پھر اپنا پرایا چھوڑ دئے
مٹگئے جب خود تو پھر کیا ما و من کی احتیاج

دل ہین آہین اِک طرف ہین اور اک سو داغ ہین
میرے گلشن کو نہین سرو و سمن کی احتیاج

اے صنم لاکھون مرے بیٹھے ہین تمپر آج کل
اسکو حاجت گور کی اُسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جہان
بلبلِ تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع و گھل کر مرے ہم آپ پر
اِک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کر اون زلفون مین دل رخسار کو ڈہونڈا کیا
شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بدور آپکے بازو پہ زیور کیا ضرور
نیلا تاگا باندہئے کیا نورتن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام
کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حائے حطی

۱۷

جو چاہے آئے جائے خریدار کیطرح
گھر ہوگیا ہے آپکا بازار کی طرح

تا روز حشر آپ نہ سُلجھا سکین اوسے
گیسو بڑہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے دل اچھل گیا
تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتھ لیگئے
سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور
بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہے جواب
واعظ بھی کھو گیا دہن یار کی طرح

ہان اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ بے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قصۂ دنیا بہت نہ اوڑہ
صورت چڑیل کی تو پریزاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پھڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پھڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوتا ہے پانون سرد
ہے سرد تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے جیسی روح ویسے فرشتے شکل ہے یہ
واعظ ہی پوچھتے رہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون یہ ہے
کیا زلف ہوگیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱ دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گڑہی کیواسطے ہی اک تمن کی احتیاج

اب بہی کچھہ باقی ہے کیا ہمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پہر کیا برہمن کی احتیاج

جان من پہنچو نکے بہل چلنا یہ تن پہن کیا ضرور
بہولی بہولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پر چیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فنا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلجاتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گھر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر مین آج کل
ڈوب مرنے کو ہی اوس چاہ ذقن کی احتیاج

دخل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہی مجھے
کب یہان ہے کودکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کہاون تو ہوجائے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو | بیٹھو بناؤ کر کے فدا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدر ادنہین کرچکے تلاش
ڈہونڈہینگے جا کے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے بوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج | جب تو ہوا یہ رہتا ہے صیاد کا مزاج
ابرو نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج | ٹیڑہا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج
رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج | پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج
آہو سے چشم یار کی تصویر کھینچکر | وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج
کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کیے ہین پر | گلچین سے لڑ گیا مرے صیاد کا مزاج
مر کر نہ جائین صاحب جوہر کی قوتین | جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج
میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے | محشر مین یون مین پوچھونگا فرہاد کا مزاج
اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہل دل | پابندیون مین رکھتے ہین آزاد کا مزاج
ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً | کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج
وہ تیوریان چڑہائین وہ ابرو پہ بل پڑا | آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج
اس درجہ میرا خون سمایا تہا ذہن مین | رنگین ہو گیا مرے جلاد کا مزاج
شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر | نازک ہے میرے غیرت شمشاد کا مزاج
طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا | دیکھا سنا نہین کہین اس یاد کا مزاج
یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بہی نہ لی | دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج
زار و نزار غم مین دل چاک چاک ہے | صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج
تلوار توڑتے ہوئے شانہ اوتر گیا | کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کبھی سنے
ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج

دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہین
کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج

ٹیڑھا نہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر
سیدھا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج

تنگی گلی گلی کے وہ چلتا ہے ہر قدم
کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج

عشق بتان مین باندھ کے رکھو نہ رہ سکون
خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج

کب آگئی ہر طبیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ
جو تھے فلک پہ ہے ترے بیمار کا مزاج

صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و قدر و وامق و مجنون مین ایک سے
مثل عناصر ایک سے ہر دو چار کا مزاج

۱۲

کیون مثل شمع روؤن نہ اس انجمن مین آج
سوز دروں سے آگ لگی تن بدن مین آج

مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا
پھولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج

پتھر کی بار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی
دھاکین بندھی ہوئین ہین تمہاری دکن مین آج

پڑھتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے
موتی بھرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج

بکھرے جو منہہ پہ زلف تو اندھیر چھا گیا
کیا چاند چودہوین کا چھپا ہی گہن مین آج

غنچون مین یہ دہن نہ عنادل مین یہ سخن
اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج

تربت پہ تمنے پائی خدائی جو رکھ دیا
اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج

مذکور کسکے عارض رنگین کا آگیا
باتون سے پھول جھڑتے ہین اس انجمن مین آج

کس نوجوان نے منہہ سے لگا کر دیا ہی جام
ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج

پائی نہ ایک گل مین بھی بو اوس نگار کی
شبنم کی مثل روتی پھرے ہر چمن مین آج

ابرو کا فدائی ہون مین ترا تو مجھسے بہون پر ڈال نہ بل
مُنہ مانگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
مرنے پہ سلوک ای عشق یہ کیا رکھا نہ کہین کا تونے مجھے
جب جان پہ اپنی کہیل گئے رستم ہی اگر ہو مال ہی کیا
ہم تو ہین نثار سرو قدان وہ جانورون سے چال چلین
سینے مین تپان ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتہہ ترا
سودا ہی عضب کا خون کہان سب جل کی ہوا ہی خاک سیاہ

جو آپ ہی تجہپر مرنے لگا پہر اوسپہ نہ کر بیداد عبث
بے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث
آہون کا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث
خسرو یہ نہ ہاتہہ آک صاف کیا سر پہوڑ لیا فرہاد عبث
تنتے ہین چمن مین سرو عبث کہنچتے ہین کہڑے شمشاد عبث
تو عمر بہر اپنی زلف مین رکہہ ہی جیل عبث میعاد عبث
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتہہ سے تالی بجتی نہین ہی قدر تمھین کیون خبط ہوا
لو تمکو تو بہولے بیٹھے ہین وہ تم کرتے ہو اونکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

١٦
قاصد یہ کہنا یا کے مرے یار کا مزاج — پوچہا ہے اِک غریب نے سرکار کا مزاج
خورشید حسن کہتے ہین یا پادشاہ حسن — شاعر بگاڑتے ہین مرے یار کا مزاج
یہ لن ترانیان ارنی سے ہے زبان پر — بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج
صیاد نے چمن مین قفس لا کے رکہدیا — کیا پوچتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج
منت کش مسیح نہو گا وہ حشر تک — ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج
حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندنون — بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج
نے نکہری کب وہ آتے ہین کوٹھے پہ شام کو — پہچانتے ہین طالب دیدار کا مزاج
دونون جہان کی قید سے چھوٹا اسیر زلف — قابو مین کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

روے روشن مین اگر تابش خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمدمو کیا وہ نہین آئے مری میت مین
ابتلک لاش ہے بےگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پھولے
آج ہے اور ہی عالم یہ چمن کیا باعث

بال ہے تیری کمر یار لچا لو تو نہین
پھر چُراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند ہین وہ
پھر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیب دانون سے معمے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہی
اپنا سر دہنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اترا اے قدر
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

١٥ کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین ظلم کی پھر بنیاد عبث
کیون باڑہ چھری پر رکہتا ہی تو کاجل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش پہ میری روتی ہین سب عبث ان منت مین آنکہین کھوتی ہین سب
یہ جنکو لگا نہ خواب مرگ سے یہین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولیٰ از ہمہ اولی تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سونا ہی تجھے قارون تو نہ بن کچھ یہ راہ خدا مین صرف بھی کر
یہ بوجھ نہ تجھسے اوٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

پتا نہ ہلے بے حکم خدا بے اوسکے پرندہ مار ہی نہ پر
پھر باغ مین ہر پھر آتا ہی کیون گلچین کو لئے صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابرو ہے کمان آنکھین ہین چھری ناوک ہی پلک
پھر قتل پہ ناحق باندھی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر نہ اونکی کھینچ سکیگا دیکھہ ادھورا کام بھی کیا
کھنچنی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

قدر کرتے پھرتے ہو دل عبث

۱۵

مختار ہون تو پھر خطِ تقدیر ہے عبث — مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث

ابرو عبث نہ زلف گرہگیر ہے عبث — پر کاٹ پھانس ای بت بے پیر ہی عبث

ابروے کج ہی ہیچ جو سیدہی نہ ہانگ ہو — سچ ہے کمان باندہنا بی تیر ہے عبث

معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے — اس باب مین حضور کو تحریر ہے عبث

احباب مجھکو اونکی طبیعت پہ چھوڑدین — کچھہ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث

اے جوشش جنون جو سلامت ہے لاغری — یہ ہتھکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث

ہم در کنار غیر پہ چھوڑا نہ ایک ہاتھہ — بس کہو لئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث

جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے — اے واعظو یہ وسعت تقریر ہی عبث

پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی — کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست — ساقی پلا بہی دے کہین تاخیر ہے عبث

ایسا نہو کہ خلق تجھے سنگدل کہے — اتنی مرے رکھائی اے بت بے پیر ہی عبث

گردن کے گھوٹنے کو گریبان کم نہ تہا — طوق گران جنون نمین گلوگیر ہے عبث

جو میرے حق مین تم کہو وہ آیت و حدیث — یہ بات ہے تو پھر خط تقدیر ہے عبث

ایذا رسانیون سی اندہیرا مجھے قبول — کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکھین لڑائین **قدر** نے آنکھین دکھایئے
کچھہ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

۱۳

باتین کرتے نہین اے غنچہ دہن کیا باعث — پھول جھڑتے نہین اے رشک چمن کیا باعث

دیکھکر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی — کو یلا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

تیغ ابرو کو نہ آئینے مین دیکھہ — آپ تو اپنا ہو قاتل عبث

ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین — لیکے دل پھر مانگتے ہو دل عبث

چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی — رُک گیا ساقی دریا دل عبث

تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین — کیون پھڑکتا ہے ترا تِل تِل عبث

ہوگا سینے سے جدا وہ نازنین — تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث

تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر — فق ہے مُنہہ تیرا مہ کامل عبث

کیون کرون پتھر سے شیشہ چور چور — کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث

آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین — ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث

جو نہ سوز غم سے ہو جل بھنکے خاک — وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث

خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر — مُنھہ کا جل کا بنایا تل عبث

خون گرفتہ ہون مرا بے موت مین — مجھسے چھوٹا کوچۂ قاتل عبث

کیون کھلون فکر میان یار مین — ہیچ ہے بیکار لا حاصل عبث

شمع کی مانند کٹوا دی زبان — بک نہ اتنا عارف کامل عبث

زلف مین ناحق دل بیتاب ہے — دام مین ہے طائر بسمل عبث

پھر ترا دھیان آگیا محشر ہوا — ہوش مین آیا ترا غافل عبث

قیس کی آنکھو مین تپی ہی سیاہ — کب ہے دیدہِ لیلی محمل عبث

داغ پروانہ کوئی چھوٹے گا شمع — کیون ستی ہو گی سر محفل عبث

تیرا اس سے ہا اور تیشہ کوہکن — کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

آفتاب رخ پر نور کو دیکھا شاید
ورنہ کیون خشک ہو بے دیدۂ تر کیا باعث

عدم آباد کو بھیجو گے سیہ بختون کو
بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث

سنتے ہین برف مین بھی آگ رہا کرتی ہے
ٹھنڈی سانسون مین نہو سوز جگر کیا باعث

خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہی یہان
کیون بگولے نے زمین خاک بسر کیا باعث

کس بداطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا
نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

ہو نہین حیران بڑھاپے مین یہ غفلت کیسی
نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث

جان لیتی ہے شب ہجر کسیکی ہر شب
روز پھٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث

کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا
سرو مین کیون نہین آتا ہے ثمر کیا باعث

آتش رخ سے مرا دل تو پھنکا جاتا ہے
تیر گھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث

کیا مرے ساتھ شب ہجر نے پھیری ہے چھری
بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بھولے ہوئے اللہ پہ شاید اے **قدر**
ورنہ یون رہتے ہو اعدا سے نڈر کیا باعث

٢٦ بسملون پر لوٹتے ہے قاتل عبث
تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث

چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث
جھک کے تو مجھسے نہ اتنا مل عبث

تھی نہ آب خنجر قاتل عبث
ہچکیان لینے لگے بسمل عبث

کر نہ غمزے سے خنجر قاتل عبث
کج ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث

مفت مین خنجر پہ خنجر چلگیا
ذبح کرنے کو جھکا قاتل عبث

ہائے پھر سینے سے قاتل اوٹھ گیا
یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث

بے غمون سے غم کی فرمایش ہے کیون
بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث

دہوپ کا پردہ ہی یہ سراسر دن کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بہر کرتی ہی ہم پر زاری رات

بامین نہ دہنے چین ہے تجھکو خواہ ادہر سو خواہ اودہر سو
دیکھہ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت ہے ہرجائی پہرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب ہے چوٹی ساری رات ہوئی موباف سے بہاری
آدہی رات ہے مانگ تمہاری بال ہین گندہکر ساری رات

سینے مین اک کہرام ہوا لو آنکہہ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑ گئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نشا اوتار رہی ہین ناحق آپ سنوار رہی ہین
آنکھین بال بکار رہی ہین کی ہے کہین میخواری رات

ہمسے غریبون کے گہر آکر کیا کرے دولت وصل لٹا کر
ساتون فلک کے تارے پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اوس نے وہ ہوش اوڑائے پچھلے سے نالے رنگ وہ لائے
ہم بھی رات سے عاری آئے ہمسے بھی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تہا
خود دل شب مین شب کا گزر تہا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چہالا ہمارا عشق خط رخ کہل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سب زنگاری رات

قہر ہی شب بہر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک ہے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچہلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہی ساری دلکو بہر اوسمین کیا دشواری
بڑہکے کریگی خود دلداری وہ تو ہی قدر ہماری رات

ردیف ثائے مثلثہ

15 آنکہہ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث
کیون دیا صاد یہ بیکار زبر کیا باعث

اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کے ساتہہ
کوئی آتا نہین دونون مین ادہر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکہونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنے کی مقرر ہوگی
نیند آتی نہین کیون آٹہہ پہر کیا باعث

ہاے صیاد نے کریاں مین غلہ مارا
فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت

ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون
کہ رقم آپکی تھوڑی سے ہے مگر دام بہت

جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا
دہوم بھٹی مین مچاتے ہین مے آشام بہت

آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان
اسی مالے پہ مین جیتا ہون ترا نام بہت

قدر رندانہ غزل خوب کہی صلِّ علی
رات کیا پی گئے تھے بادۂ گلفام بہت

۲۵

راہ تکی جو تمھاری رات آفت کی رہی بیداری رات
تارے گن گن کے گزاری رات ان آنکھون نے کاٹی ساری رات

آئی پہاڑ سی بھاری رات اس ہجر مین پھر اندھیاری رات
اتنی بڑھی ہی ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات

وصل ہی گھر ہی پھر نورانی آئی تو پھر اے راحت جانی
بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات

مو باف و نگاہی زنگاری موے سیہ ہین قدرت باری
شام سے آئی لٹ اندھیاری پچھلے کو ہو زنگاری رات

اب نہ چلیگا حیلہ حوالا وصل ہین اچھا نخرا نکالا
وعدون مین تمنے دن بھر ٹالا تو نے ساری گزاری رات

زلف کا حلقہ پھر مین لایا آنکھ نے جادو اپنا جگایا +
دل کو سجانا میرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات

تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر
روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے اوچھلے ساری رات

کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رد کا سارا
خانۂ دل مین لا کے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات

چہرہ دکھا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پہانسیگا آخر
چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندھیاری رات

کچھ بھی عزیز و تاب و توان ہے اسکی ہمین برداشت کہان ہے
سنگ مزار سہی دن بھی گران ہے یون تو لحد مین بھاری رات

کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب سزا گلگیر سے پائی
شمع کی لو پر پروانے آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات

دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا
چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آیکا دن تو ہماری رات

صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا تیلا چاندنی تھی شب
دھوکے مین رخصت اونکی غضب تھی اف ری تری عیاری رات

موقع ملا نہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام رات

۲۲

دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت — پر تو جہاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت
قہر ہے بیٹھنا آآ کے لب بام بہت — خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت
مجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کر ڈالو نہین — رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت
کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین — منہہ پسارے چلے آتے ہین دو دو دام بہت
نور معنی مین ہو صورت نہین کام آتی ہی — تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت
زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے — ٹیس اوٹھتی ہے مرے دلمین ہر شام بہت
سر پھرا دونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر — کاوے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت
ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو — بس بہت اتنا بہت ہے بت خودکام بہت
قیدی زلف کا رہ رہکر اوکھڑتا ہے دم — شب سے ہی خانۂ زنجیر مین کہرام بہت
چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ — لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت
اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑہا — شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت
ایک چلو نہ بہرا خیر چلے اے ساقی — میکدے سیکڑون ساقی گل اندام بہت
آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح — ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت
ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی ہے — کچھہ بلون پر ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت
نہ اونہین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات — ل چکے اونکی طرح ہمکو بھی ہین کام بہت
روز دو جام چڑہاتا ہے خدا خیر کرے — ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت
عشق گرمانے تو دو حسن چمک جانے تو دو — ہمسے ناکام بہت آپ سے خودکام بہت

غم فرقت سے آب آب ہے دل | دیدۂ اشکبار کی صورت
آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے | خط ہے خط حصار کی صورت
داغ لائے ہین چاند مین جھائین | سب سے بہتر ہے یار کی صورت
لاغری دے نہ بوجھہ گردن پر | ہے گریبان کی تار کی صورت
تم بھی اے ماہ پھر گئے ہمسے | فلک کج مدار کی صورت
آج پھر آپ بل کی لیتے ہین | گیسوِ تابدار کی صورت

قدر جب صبح سو کر اوٹھتے ہین
دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

١٢

اوس شمعرو نے ایک نہ مانی تمام رات | رویا کیا مین اپنی کہانی تمام رات
قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو | تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات
اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا | لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات
آنکھین سفید ہو گئین مانند آئینہ | تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات
روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ | برسا تمام شہر مین پانی تمام رات
کروٹ بدلیئے صبح کا تارا نمود ہے | منھہ پھیر کر نہ سوئیے جانی تمام رات
کھایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن | کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات
دامن چھوڑا کے آج سرِ شام سی گئے | آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات
اون گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہو گیا | پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات
پاتا نہین جو نیند مین پہلو مین دل تمہین | کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات
چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا | یون دل سے سنیے اور کہانی تمام رات

گھلے انتظار خط یار مین ہسم — بدن ہوگیا تار مسطر کی صورت
جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ — دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت
نہ لایا کبوتر خط یار اب تک — دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت
جہان مین جہان آفرین کا ہی جلوہ — اس آئینے مین ہے سکندر کی صورت
سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے — چلے آئیے گا یہان گھر کی صورت
دلون کا نشانہ اوڑاتی ہین آنکھین — نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت
تری گات ہے تیری چھاتی کا پتھر — کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت
جنون مین نہ حال وطن ہمسے پوچھو — کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کیصورت

سفر مین بھی اے **قدر** یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

١٦

گل سے بہتر ہے یار کی صورت — طوطے خط ہزار کی صورت
مٹکے پونہچے ہین کوے جانان مین — اوڑ کے آئے غبار کی صورت
بوسے کے نام سے اوڑا ہی رنگ — دیکھنا میرے یار کی صورت
زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے — جسنے دیکھی ہزار کی صورت
نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب — کیون اولجھتی ہو خار کی صورت
وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین — میرے اس جسم زار کی صورت
بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا — آج ابر بہار کی صورت
کوئی رہگذر محل مین بھول نہ جاے — یاد رکھے مزار کی صورت
چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر — نقش ہے دل پہ یار کی صورت

تارون سے ہجر یار مین ہیبت ٹپکتی ہے ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات
وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات
وحشت ہے مجھکو دیکھکے گیسو قریب چشم گزریگی اس مریض پر کیونکر تمام رات
تا صبح تیغ ابروی قاتل کا ذکر ہے ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات
بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم مثل حباب ترتا پھرا گھر تمام رات
جھومر کا چاند اسکو کسی شب بنایئے صدقے سے ہے چاند آپکے سر پر تمام رات
ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات
غم نے ہمین زمین کا اختر بنا دیا ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات
آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے عید و شب برات ہے دن بھر تمام رات
اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے بھاری تھی ہجر یار مین مجھپر تمام رات
سر چڑھکے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا معراج مین پھرے ہین پیمبر تمام رات
خط شام ہے تو آخر شب حید عنبرین مانگ آدھی رات کاکل دلبر تمام رات
تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات

اے **قدر** شام غم سے مجھے پیستی رہین
نو آسیائے چرخ برابر تمام رات

١٣

چلے آؤ آنکھون مین تم گھر کی صورت بچھا لینا پردون کو بستر کی صورت
کہان دم ہے دیکھہ اپنے لاغر کی صورت پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت
خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا شب ہجر ہے روز محشر کی صورت
عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

عجب ہنستی ہنستی ہی پیشانی اونکی — نمایان ہین چہرے سے آثار الفت
مجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو — کہرے کہوٹے پرکھو تو دینار الفت
غرض آگئی ہاتھا پائی کی نوبت — بڑھی میری اونکی یہ تکرار الفت
ترے دانتون پر جب سے آنکھین پڑی ہین — پلک ہے سحاب گہر بار الفت
یہ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ — کتابون سے باہر ہین اسرار الفت
وہ ہین تیری نکہونمین عارض مروت — عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت
دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی — گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت
بہلے چنگے مرتے ہین بیٹھے بٹہائے — ہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

٢٣

کھینچتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات — ہو گی سمٹ کے تل کے برابر تمام رات
چمٹا رہا جو وہ مہِ انور تمام رات — کمرہ تہا اپنا برج دو پیکر تمام رات
ظاہر مین روسفید ہون باطن مین تیرہ دل — باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات
مانگین دعائین سجدے مین سر پہوڑ پہوڑ کر — وہ مہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات
افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر — چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات
کروٹ ادہر بدلتے نہین شکوہ در کنار — آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات
بیحس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا — ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات
اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین — ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات
دل مین جو اونکی دید کی آمد تہی شام سے — آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

یاد گیسو مین مرے منہہ سے جو آہین نکلین
کالی آندہی وہ اوٹھی ہو گیا جانان دن رات

دیکھنا پھاند کے دیوار چلا آؤنگا
تیری ڈیوہڑی سے سرکتا نہین دربان دن رات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تہا یہ میرا پریشان دن رات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتھے پہ چنے رہتے ہو افشان دن رات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندہی ہے
جا بجا بلبل و سرخاب ہین نالان دن رات

دن کو ٹر مارتا ہون رات کو براتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان دن رات

لب سے رخسار تلک خط ہے نکلتا آتا
وصلیان لکہتا ہے یاقوت رقم خان دن رات

اک سحر بھی ہے ترے چاک گریبانو مین
یونہین پھٹ جاتے ہین دس مین گریبان دن رات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکہا کرتا ہون حواشی گلستان دن رات

دانت تارے ہین ہلال ابرو و سر قبۂ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان دن رات

حسن کے ساتھہ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکھو چکر مین ہین مہر و مہ تابان دن رات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے **قدر**
لوگ یون مجھپر اوٹھا یا کرین طوفان دن رات

۱۵

لڑاتا ہے آنکھین گرفتار الفت
نظر بند ہو گا گنہگار الفت

ادھر رمز دلبر ادھر طعن واعظ
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکھین ہین یا نور کی ہین دکانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجھے شیشۂ دل کا دھڑکا لگا ہے
اوٹھاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کھڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست
یا دن بھولے خط گرا بھولا نشان کوے دوست

ساتھہ قاصد کے مین جا پونہچا میان کوی دوست
ایک دن تبلاتا تبلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین یا اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سودے نے بنا رکھا تھا محشر زا اوسے
میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوی دوست

وہ بھی دن ہو یا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت ہے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے میان کوی دوست

چاندنی کوٹھے پہ چھٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمکو حج اکبر ہو گیا
سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سر و پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیئے
شاعر کس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سی کھڑے ہو ہو کے راتین کاٹ دین
یا دن سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک جلوخانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی بسان کوے دوست

قدر جنت مین جو پونہچا ہنسکے رضوان نے کہا
آئیے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

١٧

چاند سورج نہین رہتے کبھی یکسان دن رات
ایک عالم یہ ہی لیکن رخ جانان دن رات

تہ ابرو مین رخ و زلف نمایان دن رات
برج میزان مین تلے رہتے ہین یکسان دن رات

دل مین جب چاہو چلے آو مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران دن رات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بھی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان دن رات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہو جاتے ہین دس بیس نمکدان دن رات

ہمسے مباحثہ ٹھنے نالون سے گاڑہی یون چھنے
خیرسے ہر آدمی بنے ہوش مین آے عندلیب

دل مین نہو جو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ
بے گل تر میان باغ آگ لگاے عندلیب

خیر اجاڑا آشیان تو سہی دیکھہ باغبان
بولے میان بوستان چغد بجاے عندلیب

فصل بہار کی ہمین منتظری ہے کیا کہین
ٹیا جو کھڑکا باغ مین سمجھی صداے عندلیب

دیکھہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو
تیرے بط شراب کو عکس بناے عندلیب

روتے ہین باغبان تک ہلتے ہین آسمان تک
پونہچے نہ گل کے کان تک آہ رساے عندلیب

عشق کا رنگ دیکھنا خار سے سینہ سب چھنا
غازۂ روے گل بنا خون وفاے عندلیب

روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہی ہم
گل کو منائین جاکے ہم اونکو مناے عندلیب

یون ہین رہے جو صلح کل دونون طرف ہوا یک غل
بولین ہزار ہاے گل گل کہین ہاے عندلیب

عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
آتش گل سے جاملی گرم نواے عندلیب

صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر
آئے بہار اسقدر بار نہ پاے عندلیب

الفت رخ کا پہل ملا سینے مین تازہ گل کھلا
ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صداے عندلیب

حسن کو لاکھہ ناز ہو پھر بھی ہی فوق عشق کو
تم سر گل پہ دیکھہ لو رہنہ پاے عندلیب

عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی
چٹکی اگر کوئی کلی آئی صداے عندلیب

باغ تو کوے یار ہے پہول وہ گلعذار ہے
غیر بجاے خار ہے قدر بجاے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

۱۴ جانور مین آدمیت ہے میان کوے دوست
ہین سگ اصحاب سے بڑہکر سگان کوی دوست

مین نے کب چہیڑا تمہین تمنے مری کب مان لی — پاس او ٹھے بیٹھے ہو کسدن کس گھڑی اے یار کب

آسمان کی اوسطرف ساکہا ہے تیر آہ کا — یہ توسے کو توڑ کر نکلا نہین اُس پار کب

دیکہنا دو ایک بوسون مین نکہر جائیگا حسن — روپ پر آیا ابھی آئینۂ رخسار کب

آنکھون کے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور — مانتے ہین بے پیئے سرکار کی میخوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجھاتے ہین یون — کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بنینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے — قتل کا بیڑا اوٹھائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین — طالب دیدار کو دکھلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجائے پر ہرگز نہین ٹلتا ہے **قدر**
ڈٹ گیا ڈیوڑہی پر اب اوٹہتا ہی میرا یار کب

۲۵

داغ جو کہائے عندلیب نقش جمائے عندلیب — رنگ یہ لائے عندلیب گل مین سمائے عندلیب

دل ہے بجائے عندلیب نالہ صدائے عندلیب — طرز اوڑائے عندلیب مجھکو نہ پائی عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر — دہوکے مین دیکہو دوش پر بیٹھ نہ جائی عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہوا جلی — بنگئی پہول کی کلی قبلہ نمائے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین حواس باختہ — طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہائے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے — گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچائے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس — گل کی جگہہ ہین خار و خس پر ہین بجائے عندلیب

ہاتہہ ہی پہولونکی چھڑی اونگلی ہر اک سے پہلجھڑی — چھیڑ و ستار جس گھڑی نکلے نوائے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے — اپنی کلی کے نام سے پر مین چھپائے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل وسنے اوڑادی وہ کل — یار مین ہے جفائے گل ہم مین وفائی عندلیب

پوچھو سوسن سے نہ تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
دس زبانین ہون تو دے سکتا نہین گونگا جواب

حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا
پہرون چلایا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے **قدر** غالب کا کوئی ثانی نہین
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

۲۳

ایکدن بولے کہ تمسے ہے مجھے انکار کب
پھر تو موقع پاکے مین نے بھی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت ہے
بخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ ڈر پڑی اب ہمارے روکی سے کب رکتی ہے
اشک تھمتے ہین بھلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ تھا مار کر
دوڑ اے غم دوڑ بھی ٹھیرے کی جان زار کب

آنکھہ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جھولتی ہے عرش پر تیری بڑا اسفاک ہے
سان پر چڑھتی نہین قاتل تری تلوار کب

کھل گیا عشق مجازی مین ارے مست الست
تھا بلے کہنے مین ایدل یہ ترا اقرار کب

پھر رہا تھا آنکھون مین اٹھلا کے چلنا آپ کا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعتہً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

اونگتے کو ٹھیلتے کا اک بہانہ چاہیئے
لیچلین بھٹی یہ پھر زاہد کو ہے انکار کب

سیندھ دے دیکر پوہنچتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکر ٹھہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹھاٹھہ بدلا آپ نے
اونچا جوڑا باندھتے تھے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بھلا بے یار کب

رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہو گئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

اوڑتے ہین آسمان و زمین سے مرے حواس
راہ بلند و پست مین ہے کاروان خراب

مکھڑا ہے تیرا چاند سا تھا ہلال سا
پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب

ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان
کردے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب

چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گزشتگان
ہون گرد کاروان سے بس کاروان خراب

اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار
گھر در ترا ابھی ہے کہین او خانمان خراب

اے **قدر** ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

١٥

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب
پھر جواب اسپر ندو مجھکو تو اسکا کیا جواب

وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب
ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب

فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے
لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب

تینون باتو مین جو کچھ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جاے
یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب

بل پڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین
کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تہا یہ ٹیڑھا جواب

تو پیمبر عاشقونکا ہے لئے جاتا ہے خط
پاون تیرا اور میان ہے جلد قاصد لا جواب

بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ
کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب

کیا چھپے حق سے کہ دست دعا ہین یار آستین
مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب

آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب
جو کہو وہ کوہ سے پھر کر ملے اولٹا جواب

پرزے پرزے کرکے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے
یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب

دیکھئے آئی نہ آئی مین وہ کیا لکھتے ہین اب
ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب

دوسری بھی کھچتی ہی جب ایک کھنچ جاتی ہی تیغ
ایک ابرو یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار مین — کچی کلی ہے یہ نہ کرے اے باغبان خراب

کوے بتان کی راہ مین لوٹی گئے ہین دل — کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب

شمشاد و سرو سدرہ و طوبیٰ کی اصل کیا — اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب

کیا عشق مین بچار ہین عقل و حواس و ہوش — فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب

موے کمر کی فکر مین ہین موشگاف تنگ — ہین نکتۂ دہن مین ترے نکتہ دان خراب

لیلیٰ کو قیس محمل دل مین اوتار لے — ناقہ لئے پہرا ہی کرے ساربان خراب

گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین — ہونٹھ اونکے لاجواب ہین پر گالیان خراب

وحشت سے زندگی مین خرابہ تہا اپنا گھر — اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب

سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈھا دیا — ساقی ترش مزاج ہے پیرِ مغان خراب

بے نام و بے نشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال — برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب

کیا دیدہ کیجئے کہ نہین تھمتے اشک چشم — کیا جوڑ لئے نشانہ کہ ہی دیدبان خراب

مجھکو لحد مین رکھہ کے ہین یون دوست منتشر — جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب

پھیری جو تمنے آنکھہ تو دفتر اولٹ گیا — لو ہو گیا خرابہ کون و مکان خراب

دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر — ہین اس سیاہ خانے مین اہلِ زبان خراب

برباد لاغری سے ہین برگِ خزان کی مثل — مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب

اوبلینگی جب فراق مین اپنی تو چشم — طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب

ہین جان و جسم وقعت جسمی لحد مین ہیچ — لیلیٰ تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب

شیرین پہ منحصر نہین اہلِ وفا بہت — اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب

حالِ حواسِ خمسہ کہون کیا مین عشق مین — تلپٹ تباہ خاک سیہ رائیگان خراب

عشق مین دل کی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی — عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب

منزلین عشق کی رہ رہکی تڑپ کر کاٹین — مثل بسمل مین ہوا ہر منزل بیتاب

ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ — جگر و دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب

آہین وہ کھینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اوٹہین — بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب

یہی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین — عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب

ادر نکھر اکرو تم لوٹ مجھے برباد کیا — ابتو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب

یہ وہ موقع ہے فرشتونکی قدم ڈگتے ہین — سچ ہے کردیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب

ما یہ داروں سے کوئی کام نہ نکلا اپنا — پیاس کے مارے ہوئے ہم لب ساحل بیتاب

ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی — بہاڑ مین جائے جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب

داعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ — حال وہ آئی کہ محفل کی ہو محفل بیتاب

واہ اے حضرت موسی تمہین بہی دیکہہ لیا — اجی ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب

اپنا مکھڑا جو ہبو کا سا اوسی دکھلادو — مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب

تم جو آؤ گے نکل آئینگے انشاء اللہ — قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب

ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک — ارے لیلی ہے بس پردہ محمل بیتاب

گرم رفتاری در خسار و قد و لب سے ترے — کبک و پروانہ و قمری و عنادل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہین یہ قدر کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہائے ہوا دل بیتاب

ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب — ۲۷ — یارب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب

ہے ذکر بوسۂ لب شیرین بیان خراب — ہوگی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

کان کے بالے مین روی یار کی دونون طرف — ہوگیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہین — کچھ نہ اوڑھی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پونہچا نہ ساقی یا نصیب — جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند — دل رئیس و ہالہ خط دروے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ — بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسوے سیہ چہرہ تماشا ہو گیا — دیکھتا ہون مین تہ بازوے شہپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہین — سبزہ کرتین ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب

آپ کی الٹی سمجھ سے خلق مین اندھیر ہے — آپ ان بہر چاند بنجاتے ہین شب بہر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک — پاؤن کے نیچے ہین ذرے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گھر ساقی عالی ظرف کا — ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کسطرح داغ فراق — دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون دون — ہو گیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا — دیکھئے پھرتا ہے گھر گھر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کردے شب دیجور تیرا عکس زلف — چاند کو کردے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑون گا مین دامن قدر کی دن پھیرئے
آپ نے پھیرا ہے یا ساقی کوثر آفتاب

١٩

نبض کی شکل ہے رگ رگ مرے قاتل بیتاب — اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کا ہمکو نظر آیا تھا — ہو گیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین رکھ لے کلیجے مین اسے — ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

ادہر گلستان مین پہول نکلین ادہر پڑین داغ میرے دل پر — اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

بھنور ہی چاہ ذقن تمہارا پڑا ہا کے دیتی نہین سہارا — کہ اوسمین مچہلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دل کا

ہی دل کو تیرا خیال ہر دم تجہے بہی آتی ہی یاد اوسکی — ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجہی بہی کچہہ ہی خیال دل کا

ہمارے سینے پہ کان رکہکر ذرا سنو نالہاے دلکو — قفس ہے یہ سینہ مشبک کہ اسمین پہڑکتا ہی لال دل کا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پہڑک پہڑک کر — یہ دام چارو نطرف سے لپٹا کہ پہنس گیا بال بال دل کا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینے سے آ گی لپٹے — یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشف دلکا کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہی ہین جو انمین ہوتا تو گرہی پڑتا — تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچہیے حال ناتوانی کہ آہ و نالہ سے تہی گرانی — بس ایک ہچکی تہی اوسکو آئی کہ ہوگیا انتقال دل کا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل براے گل تر — کہ تو نے دیکہا سنا نہین ہے جو غم مین ہے حال و قال دل کا

تمہاری ابرو پہ خود فدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے — مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو ہول لیکر سنگار دان اپنا تم بناؤ — ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے مثال دل کا

کبہی ہے سودا کبہی ہی الجہن کبہی پریشان ہین ہمہ تن — تمہاری زلفون پہ مشفق مین پڑا ہی بیشک وبال دل کا

بہار آئی ہی اکی ایسی کہ جوش وحشت سی شق ہی سینہ — مرے سنبہالے نہین سنبہلتا یہ رنگ ہے اکی سال دل کا

بھرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے **قدر** ہین بکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف باے موحدہ

۱۷ شک نہین قامت ہے نیزہ روے انور آفتاب — حشر ہے اک نیزے پر آیا اوترکر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب — لاکہہ گردش کہاے گردون لاکہہ چکر آفتاب

کوئی دل سے اشک اٹھا جو مثالِ موج دریا
تو گرہ گلے مین ہوکر وہ دُرِ خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا
جسے بہا گوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض
کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل نہ رہا چمن مین بلبل
نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دل و جگر جلائے تو سخن لبی کی روانی
جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑھی اپنی حد سے ظالم تو بل اوسکا کیون نہ نکلے
جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دل و چشم کی تو بولے
کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ابھی دل پہ ہتھ مارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی اونکی نفرت
جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نرا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابر رحمت
جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

۲۲

بڑی ہو کیون **قدر** منہہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا
نہ منہہ سے بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہے کہون مین کیا تمسے حال دلکا
کہ دل سے ہوتی ہے راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محوِ آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہے کم توجہ
وہ خال و خط مین پھنسے ہوئے ہین خیال ہے خال خال دلکا

پڑینگے کسکے گلے مظالم یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم
جگر کا خون دل کو شیر مادر تو نکو ہے خون حلال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیر مژگان کا کچھ خطر ہے
ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھ نکال دل کا

اون سے مین گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ
وہ مجھسے بی شرم ہونگی جبدن تو پہلی ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبۂ اینما تولوا
جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پہرے کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفو نمین اسکو جانان سمجھ لو ایک آدہ شب کا مہمان
تمہین بتاؤ کہ کیا بھروسا ضعیف دل کا نڈھال دل کا

شبِ وصل مین منہہ ترا دیکھتے ہی مری آنکھ سی لگ گئی آنکھہ تری — کہ نقاب کے ساتھہ پلک بہی اوٹھی کوئی پردۂ شرم و حیا نرہا

حق و ناحق اگر ہی یار خفا تو منا یا کرین اوسی اہل وفا — کہین چھوٹتے جو عادتِ جورو جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نرہا

جو جفا کشِ غمزۂ دید رہا وہ اجل کا نہ دید و شنید رہا — جو نگاہِ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیرِ قضا نرہا

ارے پہاہا اوٹھا مری کان نمک شوہ ٹیس رہی نہ جلن نہ تپک — تو نمک سے زخمِ جگر پہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بہی مزا نرہا

کبھی رنج سی ہوتا ہی کام برا کبھی داغ سی ہوتا ہی درد سوا — ہوئی سوزشِ دل سے مری حق مین دوا کہ کلیجے کا زخم ہرا نرہا

جو زمانی کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہ دام ریا — جو تعلقِ خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام و قفس مین ہما نرہا

مجھے سیکڑون آپ نے داغ دئے کبھی ہنی کسی سے بہی شکوی کئے — کوئی شکوہ نہین ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نرہا

مری سینہ سی لگ کے وہ سرو سہی یہی کہتا ہی مجھ سی کہ کہہ تو سہی — تری سوزشِ دل سے ہی غم رہی ترا درد جگر رہا نرہا

ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا — جو سنا تو اونہین بہی خیال ہوا کہ کوئی بہی قتیلِ ادا نرہا

جو شباب مین غنچۂ دل نہ کہلا تو بڑہاپی مین بہی مجھے دکھہ ہی ملا — کرون فصلِ بہار کا کس سے گلا کہ خزان مین بہی مین تو رہا نرہا

ہمین غیر و یگانہ کڑہاتی رہے یونہین کوئی نہ کوئی ستاتے رہے — کہ رقیب ہے منہہ کو بناتی رہے کبھی یار جو ہمسے خفا نرہا

خطِ سبز کو دیکھہ کے بر سرِ لب ہی بوسۂ لب کی نہ دل کو طلب — ملے خضر سکندرِ روم کو جب تو وہ تشنۂ آبِ بقا نرہا

رہے صبر و ستم مین ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغتِ تازہ دمی — رہا التما لگا تو چہری نہ تھمی وہ چہری جو تھمی تو گلا نرہا

دلِ **قدر** جو تجھ پہ نثار ہوا تو کہین بہی نہ اوسکو قرار ہوا
جو بتون کی گلے مین گزار ہوا تو وہان بہی وہ مرد خدا نرہا

۱۴

مرے نامۂ عمل مین نہ ذرا صواب نکلا — مرے دل سے روزِ محشر خطرِ حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب ولٹ کے بولے — اجی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوسے شق جو گرم پہلو تو دل و جگر کے بدلے — اک ادہر کباب نکلا اک ادہر کباب نکلا

ترے میکدی سے ساقی ہمین ناامید جائین — جو کوئی یہان سی نکلا وہ پیئے شراب نکلا

16 تجھے قول کا دہیان ذرا نہ رہا مجھے تجھسے یقین وفا نہ رہا
مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا

کبھی مرکے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوزِ جگر کی کمی نہ رہی
کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزہ لحد کا ہرا نہ رہا

یہی ہیان تمہاری بہت تنگ دہان کہ کرونگا مین شکوۂ ہجر بیان
یہ وصال مین جو سہی ہی تو نے زبان کہ زبان مین کوئی گلا نہ رہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان یہ گرہ ہوا
مرا غنچۂ غم یہ فسردہ ہوا کہ گزارِ نسیم و صبا نہ رہا

ہین عزیز مجھے دل و اشک روان یہ ہی نورِ نظر وہ ہی راحتِ جان
کبھی آنکھون سے یہ بھی ہا نہ نہان کبھی سینے سے وہ بھی جدا نہ رہا

رہی ہجر و وصال مین بے حرکت کہ نہ تاب تھی مجھکو نہ تجھکو سکت
ترے جسمِ لطیف سے سایہ صفت مین جدا بھی ہا تو جدا نہ رہا

مری تان پہونچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتی تھے وجد ملک
رگ ضعف سے ہجر مین سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا

تن و روح کی شل ملا ہی رہا مری جیل و رید مین آ ہی رہا
شب و روز گلے سی لگا ہی رہا کوئی دم نہ مجہ سے جدا نہ رہا

کہین بات کا پاس نہ آج رہا یہ بلا وہ چھٹے یہ رواج رہا
نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تھی کٹائی ہوئے وہ پڑی ہین لہو مین نہائی ہوئی
رہی لالہ کی شکل بنائی ہوئے کوئی زخم تنِ شہدا نہ رہا

ہین وجود و عدم مین دہان کمر کہ ہی غیب و شہود کا نہین اثر
نہ یہ جسم سے جائین نہ آئین نظر کوئی ایسا بقا مین فنا نہ رہا

ہی تمہارے مریض کا حال عجب بہری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہی غضب
کوئی گالی ملے کوئی بوسۂ لب کہ مقامِ دعا و دوا نہ رہا

تری حلقۂ زلف نے پیچ کئی تو دلون نے بھی راستے گھر کی لئے
دو مجلس ناز جو کہو دئے کوئی قیدیِ زلفِ دوتا نہ رہا

رہی رنگ جمی ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹی پہ فنا ہوئے ہم
کہ ہمارا نشان بھی تا بعدم کہین صورتِ رنگِ حنا نہ رہا

ملے غمزہ و ناز و ادا دیا مجھے ذبح کیا یہ ستم ہی بنا
مرا دعوی خون بھی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نہ رہا

وہی ہوش و خرد ہین نظر بھی وہی ہی دل قدر وہی ہی جگر بھی وہی
وہی یار و عزیز ہین گھر بھی وہی ہی جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

17 جو شہیدِ نگاہِ جفا نہ رہا تو سہاگ کا دکھ پتا نہ رہا
وہ یہ رو دئے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ یہ پیٹی کہ رنگ حنا نہ رہا

رہِ عشق مین سہتی مین غم نہ وہ غم کہ پتا نہین غم کا بتائین جو ہم
ہوا آبلہ بلا ایسا بہم کوئی آبلہ کفِ پا نہ رہا

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا تو پھر اوسکا ذکر ہی روز کیا
یہی اپنے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب راز کی بات ہے
کہو تمکو **قدر** نے کیا دیا کہو تمنے **قدر** کو کیا دیا

۱۵
مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا
اِک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا

افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا
شرمندہ مجھ سے یارب دزدِ کفن نہوتا

تیرا خیال ہر دم ہے جان و دل سے مجھکو
کب تک خیال تجھکو اے جان من نہوتا

سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہے نقطہ
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا

مستی مین تم دکھاتے اوسکو اگر نہ آنکھین
نرگس کا فصل گل مین نشاء ہرن نہوتا

مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر بھڑکتا
ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا

ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو
کیا قہر تھا جو اونکا چاہِ ذقن نہوتا

اوس چشم سرمگین کی تیر نظر جو پڑتی
زخمون مین شکلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا

جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا
ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا

سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا
دنیا پہ داغ غم کا اتنا چلن نہوتا

کس کام کی وہ رونق بدنامیان ہون جسمین
مین شکلِ مہر یارب داغ وطن نہوتا

اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
پیدا ختن مین ہرگز مشکِ ختن نہوتا

باغِ جہان مین اے گل اکدن جو آپ تمنے
سروِ چمن نہوتا یا نارون نہوتا

بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی
تلوار مین جو تیری قائل چمن نہوتا

قاضی کو کیا تردد مفتی کو کیا علاقہ
کیا **قدر** عمر بھر تک توبہ شکن نہوتا

۲۱

اسی منہہ پہ زاہد خشک نے ہمین سبز باغ دکھا دیا
نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا

اوسے مین نے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا
اوسے مین نے آئینہ لا دیا مجھے اوس نے آئینہ لا دیا

یہ لگائین قبر کو ٹھوکرین کہ لحد سے مجھکو اوٹھا دیا
ابھی آنکھہ لگ گئی تھی ذرا ابھی آ کے اوس نے جگا دیا

کبھی لائے ابرو دن پہ وہ بل کبھی لب سے لب کو ملا دیا
کبھی مار ڈالا اشارے مین کبھی یکدم مین جلا دیا

وہ تو دل تھا زلف سیاہ مین جسے یون سنائی جلی کٹی
وہ اندھیرے گھر کا چراغ تھا جسے منہہ سے تمنے بجھا دیا

چھری ہجر نے تو نہ پھیری تھی ہوئین یہ دتی ردتی تو سرخ کیون
مری آنکھہ تم ملو تلوون سے کہ تمہین فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بھرے گا تو
ترے کام کچھہ بھی جو آئیگا تو ہمین کا تیر الیا دیا

جو نہین ہے درد دل و جگر تو جلی کٹی مین کہان اثر
جو نمک ملا نہ کباب مین تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا اسمع افہم اب کیا واعظون نے بڑا غضب
کہ لہو جگر سے ادبل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شب ہجر مین گرے ایسے ہم کہ اٹھینگے روز قیام کو
وئے روز صدمون پہ صدمے وہ کہ قد بلند نے ڈھا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہین قسمتین کہ ہزار دن ہاتھہ خدا کے ہین
مجھے بوسہ لب کا دلا دیا جو خضر کو آب بقا دیا

نہ حکومتون سے تو بل کی لے نہ سخاوتون پہ گھمنڈ کر
جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تجھکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہون تو اوسی تور نے پہ باتے ہو
نکل آئے خانۂ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈھا دیا

ادہر آؤ گے کہ نہ آؤ گے کہو سینہ مجھہ سے ملاؤ گے
مرا داغ دل بھی مٹاؤ گے کہ مجھی کو تمنے مٹا دیا

وہ لگایا منہہ وہ لگایا منہہ کہ بنایا منہہ
وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رلا دیا

وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا
وہ پلک تمہاری ادہر اٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑا دیا

مجھے ایک عالم نزع ہے نہ مرونگا مین نہ بچونگا مین
ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

تری باتین نقش جگر مین ہین یہ پھپھولے پھوٹ چکے مرے
یہ جلا دیا یہ گڑھا دیا کہ مرا کلیجا پکا دیا

نہ تمہین گلہ نہ ہمین گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ
تمہین چہرہ چاند سا دیدیا ہمین تمسا ماہ لقا دیا

جہان سر پر اوٹھا رہا ہون جنون مین ہو مین مچا رہا ہون
جو دشت مین خاک اوڑا رہا ہون دماغ گردون پہ ہی زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کے اندر ضرور ہون کچہہ نشان باہر
مزار پر سر منڈی ہو جادرین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچہو نہ میرے دل کا ملال پوچہو
نہ اگلے وقتون کا حال پوچہو یہ آئینہ تہا کسی حسین کا

کرم مین ہمکو غضب مین ہمکو کیا جو ممتاز سب مین ہمکو
تمہاری دشنام و لب مین ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے عزا وہ نور ہی خاک سے مبرا
کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہی آسمان زمین کا

جو حلقہ زلفون کا ہاتہہ آیا تو مشک نافہ ختن کا پایا
جو کاجل اون آنکہونکا چہڑایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہی وہ میری سنتا نہین بجا ہی
ادہر بہی ہان ہان کا غل مچا ہی جو شور ادہر ہی نہین نہین کا

یہ ہونٹہ دونون تہے قند و شکر مین صاف کہدون تمہارے منہ پر
دیا ہی بوسہ ترش جو ہوکر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہی اوسی مین ہر لخت دل گیا ہے
کہ بہتے پانی مین مل گیا ہی تہا سلیمان کے نگین کا

یہ کہینچتا ہی چلے یہان سی تو جا کی محشر مین اونکو بہانسے
نہ پنجہ خون عاشقان سے چہٹے گریبان آستین کا

کہلا وہ باغ خلیل ہوکر بنا سر طور نخل اخضر
ہوا سے جہڑ کر گرا زمین پر جو ایک پہول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہو اون سے بد مذہب بد دین سے نیکون کو کیا ہی مطلب
کہ تلخی زہر نیش سی کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رکہائی ہمین بہی اک چال ہاتہہ آئی
کرینگے اب تم سے ہاتہا پائی جواب کیا اس نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹھہ نہین سکتا بار دامن
جو یاد اپنا ہی تار دامن تو ہاتہہ ہی تار آستین کا

ہمین جہنم سی خوف ہے کب کہ اشک اومڈی ہین اپنے بیحد
خزانہ آنکہون کا ہی بالب بہرا ہی فوارہ آستین کا

تعلق اوسنی جو ہمسے رکہا تو ہمنے ربط اوسکی دم سی رکہا
نہ کام دیر و حرم سے رکہا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے مین شمع ہون دل کی جالتون سے
کہ یادون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہی مری جبین کا

سخن کو قدر رواج دے زبان سے کہ تخم افشان ہو لامکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

نہین یہ لالی سنی کسی سے کہ لعل حسرت مین دانت پیسے
تمہارے ہونٹھونمین نازکی سے اثر ہے رنگینیٔ بیان کا

دل و جگر آنکھہ سینہ سارا دزا دزا ہم نے جہان مارا
وہان وہان اب کرین گزارا پتا بتاؤ جہان جہان کا

ہی نخل طوبیٰ تمہاری قامت اسی مین بستان کا پہل ہی آفت
تمام چہرہ ہی باغِ جنت ذقن بھی ہے سیب اسی جنان کا

جو خاکسارون کا کچھہ نہین ڈر تو کیون خوشامد ہی پہر مٹا کر
زمین کے پاون پر سراسر جھکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود فدا ہے یہ خود مزے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج **قدر** کا ہے نہ **قدر** محتاج قدردان کا

۲۱

اولٹ دیا وہ طبق زمین کا پتا نہین چرخ ہفتمین کا
بُرا ہوا آہِ دلِ حزین کا کہ مجھکو رکھا نہین کہین کا

جو داغ ہی عشق دلنشین کا جو دلنشین ہے دلِ حزین کا
وہی ہی تمغا مری جبین کا وہی سلیمان مرے نگین کا

نشان ہے یہ ابرو حسین کا اثر ہے یہ زلفِ عنبرین کا
کہ داغ اپنے دلِ حزین کا ہی مشکنافہ غزالِ چین کا

رہیگا قاتل نہ تو کہین کا نشان ہی یہ بسمل حزین کا
غبار تو پونچھہ لے جبین کا لہو تو دہو ڈال آستین کا

گئی نہ مرکر بھی کینہ خواہی ملا کے مٹی مین کی تباہی
مری طرح سے کہین الٰہی فلک بھی پیوند ہو زمین کا

یہ قتلگہہ بیاہ کی ہے محفل ذرا مری سیر دیکھہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقصِ بسمل لگا ہی گھنگھرو دمِ پسین کا

ترقیون مین ہے کیون مجاہد کھلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت کریگا ہر آستین کا

یہ سرمہ ہی بار اے ستمگر کہ آنکھین اوٹھتی نہین ہین اوپر
کمند کے حلقون مین برابر گلا پھنسا ہر غزالِ چین کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش مین واجب تہی لن ترانی
جو چھیڑی تہی بحث لن ترانی جواب پانا تھا ہان نہین کا

رُکا ہے رگڑون مین دستِ قاتل ہماری دم کسطرح سے اگر ایدل
کہ خونِ بسمل سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا

تڑپ پوچھو دلِ تپان کی کہو نہین تم سے کہان کہان کی
اسیسے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمین کا

ذرا بھی ممکن نہین رہائی یہ ضعف ہے مرگ ناگہانی
کہ صورتِ اشک ناتوانی جہان گرا مین ہوا زمین کا

چھپائین محشر مین کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہین اپنے باہم
یہ ہاتھہ خود اپنے حق مین ہین سم ہر ایک ہی سانپ آستین کا

برا ہوا اس گرمیِ فغان کا دہوان اوٹھا سوزشِ نہان کا ۲۴
یہ دم گھٹا کچھ دلِ تپان کا سمٹ کے چھپا لا بنا زبان کا

ہدف ہون مژگان جانستان کا ہین کشتہ ہون تیرِ امان کا
مراد مانگے ہر ایک بانکا لحد پہ چلہ بند ہے کمان کا

وہ حسن ہے غمزۂ نہان کا کہ ہوش اوڑے عشقِ جانستانکا
خدا ہی حافظ ہی نقدِ جان کا کہ چور ہی دوست پاسبانکا

ہی یاد ابتک وہ دل کا کہونا وہ آپ ہی آپ درد اس ہونا
وہ آپ ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لبِ دہان کا

ہی خانہ داری جنون کامل جہان کا رنگ دیکھا یدل
چمن مین تنکے چنین عنادل جو سر مین سودا ہو آشیان کا

ابہی وہ سویا ہی سوادِ اسی کلی چٹکتی ہی کیون ہوا سے
نہ چونک اوٹھے کہین صدا سے دماغ نازک ہی باغبان کا

یہ تنگ دل کی تہی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی
کہ جیسے اونکی زبان درازی گلہ کرے تنگیِ دہان کا

حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کہان کا بوسہ زبان لاؤ
قبا اوتارو نقاب اوٹہاو ہٹاو جہگڑا ہی یہ کہان کا

گراو زخمی جگر تمہارا وہ جلوۂ رخ نے مار اوتارا
پتا رہے چاندنی نے مارا لحد پہ نمگیرہ ہو کتان کا

قدم کے قدمون سے مین جدا ہون جو وحشت کی ہاتہ سے فنا ہون
جما ہون پر خاک مین ملا ہون وہ نقش ہون پائے کن فکان کا

جسے سمجھتی ہی حور خلقت وہی ہی تصویر خود بدولت
جسے بتاتے ہین لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپکے مکان کا

بتائین دل نے کچھ ایسی گہاتین کٹین وہ غم کی پہاڑ راتین
سنین جو اس بے زبان کی باتین مزہ ملا مجھکو ہمزبان کا

تری ہتیلی مین خال نکلا کہ نقدِ دستِ جمال نکلا
اذانِ دے نے بلال نکلا کہ ہاتہ گلدستہ ہی اذان کا

سرائے دنیا مین جب مین آیا رہا روی اپنی ساتہ لایا
خدا نے تیلامر بنایا ازل کے دن گردِ کاروان کا

نہ بہاگ عسرت سے امتحان مین وہ عینِ عشرت ہے اس جہان کا
سنا ہی زندانِ مومنان مین مزہ ہی کفار کی جنان کا

وہ زرد رنگت وہ جسم لاغر وہ سیرِ غربت قدم قدم پر
گرے جو اوڑکر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہوں مین خزان کا

جنہین سمجتے ہین لوگ تارے وہ چھید ہین دل ربا رسا ری
یہ ہمنے آہون کے تیر مارے کہ سینہ چہلنی ہی آسمان کا

سیئے گی کیا چاکِ جیب و دامن دل جگر کی مزہ ہی دشمن
جسے مین سمجھا تہا نوکِ سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا

جو صحن پر سبنے کا دہیان آیا کسیکو پہر خاک مین ملایا
نیا اوٹھا ہی پہر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

جو ستہ پائی ذی تشنہ پایا تو شمعِ سوزان مجھے بنایا
کہ خار پانے جو سر لوٹایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا

فقط نہ سینہ ہی توڑ کافر جگر بھی حاضر ہے دل بھی حاضر
بتا تو اے تیرِ عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہان کا

یون مین ہی جو دل سوزِ غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا
کہ شمع سا اشک مین بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا

خوشامدن کی ہی انتہا کچھ ابھی ابھی کہہ چکا ہون کیا کچھ
بڑا ہی معشوق سے سوا کچھ دماغ دربان و پاسبان کا

ابھی ہم آغوشیون کی جا ہی لپٹ بھی جاؤ کچھ دیر کیا ہے
کہ ناف تک دم نکل چکا ہی بھروسا کیا تیرے نیمجان کا

پڑا جو غمزے کا دل پہ بھالا جھمک کے پلکون نے پردہ ڈالا
نہ دل نے آنکھون کو دیکھا بھالا نہ آنکھون نے دلکو تاکا جہانکا

ہم اپنا حسرت بھرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میانِ محفل
ہوا یہ سبکو یقینِ کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا

پڑیگا پیکر نگیون کا سایا تو حسن مرجھا کی عشق ہوگا
بنے گا ہر سبز ڈھلکے تنکا چمن مین قمری کے آشیان کا

ہزار نالے کرون تو غم کیا ہی کہین سماعت بھی یا خدا ہی
شوالے مین سنکھ پھنک رہا ہی تو شور کعبے مین ہے اذان کا

بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتون سے خزان ہے آئی
گلاب کی جب قلم لگائی تو پھول اترا ہے زعفران کا

عبث بھری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطای بازو
بہت بلون پر ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب ہر کمان کا

زمین سے ہی چرخ گردان چلا تھا نالہ بشور و افغان
ہوا نے ایسا کیا پریشان پتا زمین کا نہ آسمان کا

ہزار پردے مین تنگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
شباب کی جب امنگ آئی تو جوبن ابھر اکسی جوان کا

پڑین تمانچے اگر ہوا کے تو پرزے پرزے اڑین گھٹا کے
بس آ گے ہر نالہ رسا کی یہ حال ہی جرمِ آسمان کا

جو بیس ڈالے محبتِ گل رہا نہ ہو دامنِ تو سل
جو خاک ہو جائے جسمِ بلبل غبار ہو صحنِ بوستان کا

وہ برقِ طورِ تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
بجھا ہوا تھا کوئی شرارا حضور کے سنگِ آستان کا

دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونون آنکھون کا سامنا ہے
ادھر بھی اک گھاو تیر کا ہی ادھر بھی اک زخم ہے سنان کا

کہان ہین **قدر** راجل رسیدہ نگاہ و ابرو ہوی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سے تیر چیدہ چڑہا وہ چلہ تری کمان کا

ہوسکتی نہین دل شکنی مجھسے کسیکی / کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا
اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑو نہین / یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹھایا نہین جاتا
مرتا ہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین / لو سورۂ یسین بہی سنایا نہین جاتا
بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو / نازک ہین بہت ہاتھہ لگایا نہین جاتا
اے رشک چمن خاک مروت نہین تمہین / اک پہول بہی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا
غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہو نہین / بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا
ہاتھہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے / اک نیمچے کا ہاتھہ لگایا نہین جاتا
ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین توبون کو / کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا
فرمائیے تو قتل پہ کیون ہاتھہ اوٹھاتا / عاشق کا جنازہ اب اوٹھایا نہین جاتا
سیدہی بہی جو کہتا ہون سمجھتے ہو تم اولٹی / کچھہ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا
بدرنگ ہے وہ بت کیجئے کسطرح صفائی / پتھر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا
مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون / فرزند تو ہاتھون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے **قدر** مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

۲۳

اولٹکے دفتر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا / پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کمان کمان کا
ٹکا تہا کوٹھا جو اوس جوان کا مین چڑہکے پہانسی پہ گو جہانکا / کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوس نے ریسمان کا
ہزار نکلا ہو درمیان کا سچا وہ عنقا ہے مرغ جان کا / اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا
عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون / ہزار اٹھون مین تو کچھ نہین ہو غبار ہون صحن لامکان کا
ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اوڑائی / وہ زرد دانہ ہی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بُری
دیکھا جسے بدنظر ہوگیا

داور محشر کا قصور اسمین کیا
یار جدہر تھا مین اودہر ہوگیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا
چہرہ تمہارا گل تر ہوگیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز
کان نمک زخم جگر ہوگیا

تہی رمضان مین مری حالت تباہ
خوب ہوا شہر بدر ہوگیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دہیان
آئینہ آئینے کا گھر ہوگیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
عیب بہی صاحب مین ہنر ہوگیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
دل کا سویدا بہی شرر ہوگیا

یار چہلاوا ہے کہ انسان ہے
گاہ پری گاہ بشر ہوگیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
قلعہ کوئی تہا کہ وہ سر ہوگیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون
دن تو امیدون مین بسر ہوگیا

چہیر لیا لوگون نے مضمون شعر
ٹکڑے مرا لخت جگر ہوگیا

حالت غش دیکھنے آیا تہا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہوگیا

۱۸

دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا
مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس خال کا چہرا کبھی کہایا نہین جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابرو قاتل سے بڑہایا نہین جاتا
تلوار کے مُنہہ پر کبھی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اے حور تو کیا ہے
جاتے ہین تو پہر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بہی زنخدان سہی لئے ہمنے جبین تک
لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہاتھہ مین کنٹھا رہا کرتا ہے خاک پاک کا

۷ برنگ زلف نہ اب بل کی لو ہوا سو ہوا
چھوا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا

وہی حضور وہی مین وہی نظر وہی آنکھہ
تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا

ہم انفعال مین روتے ہین آسحاب کرم
ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا

ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا
خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا

نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی پاس گالی کیون
منگا کر آئینہ تم دیکھہ لو ہوا سو ہوا

شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا
نصیب جاگ گئے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پریزاد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

۲۳ وصل کا دن جلد بسر ہو گیا
ایک منٹ ایک پہر ہو گیا

آہ جو کھینچی تو شجر ہو گیا
داغ جو کھایا تو ثمر ہو گیا

ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر
منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا

بس کمر یار نظر آچکی
تار نظر ہوے کمر ہو گیا

دیکھہ کے رخسار وہ نالے کئے
طائر دل مرغ سحر ہو گیا

بے طلب آئے مرے گھر آئیے
بیٹھیے بس آپکا گھر ہو گیا

ہاے کسے روؤن مین اے درد دل
تو جو تھا درد جگر ہو گیا

وصل مین مل ملکے زبانین لڑین
یار سے مین شیر و شکر ہو گیا

آب رہا آنکھہ مین جب تک رہا
آنکھہ سے نکلا تو گہر ہو گیا

عالم اسباب کہان ہم کہان
میلے مین اپنا بھی گزر ہو گیا

ہند مین غیرت حسان نہوا تہا سو ہوا

۱۸

تہا جو مین پا مال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہی جور اوس سفاک کا
مر گئے پر بہی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب و یابس رنج جہیلا گردش افلاک کا
یا بہنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ و زاری کی کثرت سے بنا ہون مین حباب
آنکھون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سہی کیا پہنچے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصۂ تریاک کا

آمد و رفت نفس سی مجہکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین خبر معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتہ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی ہوش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
دورۂ ساغر بہی گویا دور ہے افلاک کا

مجہکو حیرت ہو تو آئینہ بہی ملجاے اوپر
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا

خاکسارون سے جہکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ پتلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ بالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چہوٹا ہے یہ زیور کی کچہہ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پہر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

ورد ہے لے قدر مجہکو نام ابن بوتراب

جب سے کھلی ہے آنکھہ نہ دیکھا سوا ے رنج
سرمہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاوس ہی خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پر ہے آہ
کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کہل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو مجھپر آنی تہی مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان کے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا نیمچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہئے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جاے لاکہہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجھکو ہوتا ہے اے **قدر** خیر ہے
کیون ذکر چہیڑتے ہو بہلا اگلے سال کا

۹

وصف رخسارہ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچھا جو شب وصل کا ہمراز ون نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مردے پہ مرے آئی ہو کچہہ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے
ساکن شہر خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تمنے
مور بی پر بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگٹ کو اوٹہاؤ چلو دیکہا دیکہا
رخ چراغ تہ دامان نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اوسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکھون سے کرون برق کی خدمت اے **قدر**

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہی دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے پہل کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو ہلکا

بس آئی قضا اوسکی ادا جسکو دکھائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہی اجل کا

محشر مین بھی پیچھا نہ چھٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکھ کھلی ہجر مین روتے ہوئے اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کھلا پھول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیار ہوا اُنکے محل کا

مہندی نہ چھٹے گی تمھین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خاک کی سودی مین ہون برباد
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جس دم
جنت مین مزا زہر ہوا شہد عسل کا

پہلو مین سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکھو کہین پھوڑا نہ دکھے بائین بغل کا

رفتار بنی اونکی مری عمر روان سے
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا کئے مضمون سراپا
دم بھرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر نے کھولے
اک بوسہ اسے دیجیئے انعام غزل کا

۱۴۱

دعوی کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دھو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑھایا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
ہے تیسوین کو بھی غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پر لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جھپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

اپنے شعر اے **قدر** دشمن کی نظر سے دیکھنا

۱۵

تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا — کالا پردہ در کعبہ پہ مری جان چھوڑا
دیکھنا سرو کو پیش قد جانان چھوڑا — خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا
جذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو — راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا
آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت ہے حسن — ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا
تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یارب — جا کے دامن مین پہنسا جب سے گریبان چھوڑا
دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھون کا — ہمنے چیتے کو پئے صید غزالان چھوڑا
کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ — باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا
ہاے اس ہوس نے ویران کیا کسکو — کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا
بادبان ہمنے اوتارا تو کی کشتی عمر — مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا
دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ — حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا
نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون — پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا
سیر ہے داغ جو رونے مین چمک جاتا ہے — تو نے دریا مین چراغ اے دل سوزان چھوڑا
پھیر رخ جو زلف دکھا کر وہ چلے گھر کی طرف — الغرض پھر مجھے حیران و پریشان چھوڑا
پاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا — ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تھا **قدر** کا وارا نیارا
ایک ہاتھ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا

۱۵

کیون جمع کرون وقت ہے ہر وقت اجل کا — توشہ ہے ہی کل کا تو بھروسا نہین کل کا
اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا — حاکم نے لیا چور کچہری مین محلکا

گھر عدم ہی یہ جہان سے سیر گاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے قدر دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

15

دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھر اکہائے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گھر سے دیکھنا

زلف ورخ دکھلا کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہہ سے نکلنے دو ہین
آپ گھبرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا

کچھہ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر عنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب الجھے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکونکے ساتھہ
موتیون کے ساتھہ مین یاقوت تر سے دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس و قمر سے دیکھنا

صبح تک ان سو کہے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پہرا ہ اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جھانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہیئے
چاہیئے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑی ہین کچھہ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادہر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لچک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپٹ جاونگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈہل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکھاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

آیئے آیئے بارش کا بہانہ کیا ہے
یہ تو بہجانا ہے وہ دل رنجور گھٹا

لطف تہا پینگ بڑہانے مین جو کہلتا جوڑا
مہک اوٹھتی صفت موے سر حور گھٹا

دہوپ مین تمنے بٹہایا تو نہ ایذا پونہچی
بن گیا دود دل عاشق رنجور گھٹا

خاک مین ملگئی بنیاد چڑہا جب دریا
جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا

کسطرف دہیان ہی جہولے یہ تری بال کہلے
سر یہ جہک جہک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا

یا الٰہی یونہین سرسبز رہے باغ مراد
زیر انگور ہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھ
قدر کی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴

روز کا رونا دم آخر گیا
خانۂ ہستی یہ پانی پہر گیا

ابرو دلدار سے دل پہر گیا
طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا

اشک اڈے ہجر مین جب آہ کی
برق چمکی اور بادل گہر گیا

لاغری مین قید وحشت سے چہٹے
طوق گردن ڈہیلا ہوکر گر گیا

خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا
تیشۂ فولاد کا منہہ پہر گیا

مین چلاتا قوس نالہ ہو نکلتا
کس تزک سے وہ بت کافر گیا

دل نہ ہاتہہ آیا نہ جب بوسہ دیا
جب نہ دی قیمت تو سودا پہر گیا

سخت جانی نے کیا پتہر مجھے
نیمچا سفاک کا کر کر گیا

اے صنم مجہسے خدا بیزار ہے
خیر اگر تو پہر گیا تو پہر گیا

قطعہ

ترے در پر عابد و زاہد ہوا
کوئی بہی جب فاسق و فاجر گیا

موج دریا سے کرم نے کی مدد
ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا

فلک کیطرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ
زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیر مغان
ادہر بھی دور مے کہنہ سال ہونا تھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہے وہی
اس آفتاب کا ابتو زوال ہونا تھا

ہزار دن پر نرے اوڑتا لباس ہستی کے
وہی جنون مجھے پہر ابکی سال ہونا تھا

قدم کو چہو کے پسے صورت حنا عاشق
خود اپنے ہاتھون ہمین پایمال ہونا تھا

نہ تھے خلیل جو دم بہرتے چاند تارونکا
ہمین تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا

جگر پہنکا جو تپ غم سے جان بہی روکر
برنگ شمع مرا انتقال ہونا تھا

پڑی ہے آنکہ دل داغدار پر اونکے
ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا

نہ تہا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تہا مین
تو اضعون مین مجھے پایمال ہونا تھا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر
تمہین بہی یار ہمارا خیال ہونا تھا

بلایا تمنے تو مین ضعف تن سے جا نکلا
تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے
کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے اے قدر وہ لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہونا تھا

۱۲

آئی تہی باغ مین کہسار سے مخمور گھٹا
تاک بڑہ بڑہ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یارب پینگ نہ رہا جمع ہین اسباب طرب
چمن و ساقی و مے مطرب و طنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چہپا میرا راز
مین ہوا اشک فشان ہو گئی مشہور گھٹا

گرم و تر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو
بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین لکہہ
یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے
نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن مین گرہ دی لیتا
آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تھا مکان اور اندھیرا گھپ تھا
کیا کہین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تھی نہایت مجھکو
تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا

اوس جگہہ مجھکو جنون مین کوئی پونہچا دیتا
کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھہ خیر ہے کہنے کی ہین ساری باتین
اون سے بہتر کوئی ہوتا تو بھلا کیا ہوتا

۸
جب ملایا خاک مین بولے قضا تھی مین نہ تھا
کر کے بہر برباد فرمایا صبا تھی مین نہ تھا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی
ابتدا مین ربط کی کچھہ انتہا تھی مین نہ تھا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیئے انسان کو
کیا کہون جب آپکو شرم و حیا تھی مین نہ تھا

چین کرتا ہون سدا ہارے وامق و فرہاد و قیس
مصلحت خالق کی آنروزون دبا تھی مین نہ تھا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے
اب نہ مانونگا جو کہیئے گا حنا تھی مین نہ تھا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا
سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تھی مین نہ تھا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے
تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تھی مین نہ تھا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا
غم یہی ہے میری شہرت جا بجا تھی مین نہ تھا

۱۶
غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تھا
خطِ غبار کو گرد ملال ہونا تھا

جھکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تھا
طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا

مجھے جنون ہی تمہین اور مجھسے وحشت ہے
مرا وہ رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا

اوڑا لئے لئے پھرتی ہی خاک میری
یہ اٹکھیلیان اے صبا یاد رکھنا

خدا جانے کس نے سکھایا ہے تمکو
بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا

نہ آگے بڑہینگے قدم تیرے قاصد
یہی ہے وہان کا پتا یاد رکھنا

رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم
کہان سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا

یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے
غضب ہے جو تمنے چھوایا یاد رکھنا

کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر
چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا

کبھی پھر بھی ایجان تکلیف کرنا
یہ چہلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا

جنون ہوگا اے **قدر** عشق پری مین
یہ اسدم کا کہنا مرا یاد رکھنا

16 پاس آتا مرے عیسیٰ تو وہ موسیٰ ہوتا
تب یہ ہے ہاتھہ جو رکھتا ید بیضا ہوتا

تیرے جانے سے ہی درد جگر ایسا ہوتا
خفقت فاش اوٹھاتا جو مسیحا ہوتا

واعظون سا بھی ترشرو نہین دیکھا ہمنے
منہہ سو بادہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا

نہ ہوئے حضرت موسیٰ کہ دکھا دیتے ہم
یہ بھی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا

کتنی امیل طبیعت ہے تمہاری صاحب
چہرہ سیمین تھا تو موباف سنہرا ہوتا

بہتر ہے قتل کو سب مجھکو لئے جاتی ہین
تم بھی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا

خواب مین بھی یہ تمنا ہے تمہین تم ہوتے
آنکھہ جب کھولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا

ادنکو لکھتا مین رخ زرد کا احوال ایسا
کہ کبوتر بھی مرا سونے کی چڑیا ہوتا

خوب زوردن یہ نہ تھا قیس کا ہنگامۂ عشق
جب تماشا تھا کہ لیلی کو بھی سودا ہوتا

گو خدا مار کے سو بار جلاتا مجھکو
ترا بند اترا بند اترا بندا ہوتا

نہ کیونکر رہے ساتھہ میرا تمہارا / کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا
کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھکو / یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا
کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا / بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا
عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہی کسکا / کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا
گھڑی بہر مین ناراض دم بہر مین راضی / مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا
تمہین لیگئے تھے مرا دل وہی ہو / کھنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا
جو تم ایک ٹھوکر سے ہمکو جلا دو / قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا
بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے / کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا
مرا دل جپر اگر اسی مین دھرا ہے / بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا
یہ الٹے پہننے کا چلن ابتو چھوڑو / لٹکتا ہی صاحب ڈوپٹا تمہارا
اوڑین ہوش پریونکی پریونکی صورت / اگر اون پہ پڑ جاے سایا تمہارا
مزا دیدکا اپنی آنکھون نے لوٹا / جھروکون سے دیکھا جھمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پہونچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

۱۲

کہان تک کہون بیوفا یاد رکھنا / سبق ہو گیا روز کا یاد رکھنا
ہمین بھولنا دیکھنا یاد رکھنا / خبردار اچھا بھلا یاد رکھنا
یہ کہہ کہکے سمجھاتے رہتے ہین دلکو / جو بھولے ہمین اوسکو کیا یاد رکھنا
گزر جائیگی شب پلک مارنے مین / پر اسوقت کی التجا یاد رکھنا
یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین / جسے دیکھنا بھالنا یاد رکھنا

سخت جانی سد راہِ مرگ آخر ہو گئی
خنجرِ قاتل مری گردن پہ چل کر رہ گیا

بچ گیا دل رہ گیا سفاک پلکین مار کر
ترکِ چشمِ یار گویا ہاتھ مل کر رہ گیا

تیغ کہا کر صورتِ گرداب چکر ایا جو مین
موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہ گیا

کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین
قافلہ سب منزلِ اول پہ چل کر رہ گیا

قدسیون کے کان کہولے قدر میری آہ نے
وائے محرومی کہ اک گوش اجل کر رہ گیا

۱۱

عاشقون کو تپ کا حیلا ہو گیا
گھل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا

روکنا لیلی کو حیلا ہو گیا
روسیہ سارا قبیلا ہو گیا

چھینکو چوٹی سے دل بیتاب کو
دیکھیے موباف ڈہیلا ہو گیا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہو گیا

میرے نالے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
کیا گلا انکا سریلا ہو گیا

اوس سنہری رنگ مین ہی وہ چمک
نتھ کا سونا رخ سے پیلا ہو گیا

جب بہڑک اوٹھے مرے داغ جنون
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا

ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
مر گئے فرقت کا حیلا ہو گیا

یار غصے سے گل رعنا بنا
بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا

عشق نے پونہچا دیا اللہ تک
خیر اک بت کا وسیلا ہو گیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے قدر ڈہیلا ہو گیا

کہبا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چاہ نخشب ہے مکھڑا تمہارا

فلک کے پار گزر جائینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے سلے نہ پہرایا گلے پر آب نے خنجر
بہلا برا کوئی نکلا نہ تمسے کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چھپا ہے آنکھہ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سے کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کسی جا نہین قیام ہمارا

چہرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا اور ٹہہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سے مجرا ہمارا بندعبث ہے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دیئے جو داغ تو ہمنے بہی نیل بوسونکی ڈالی
وصول اون سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ ہین کو ہم ٹیک کر اوٹھینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بہرا ہے جہرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر ہمین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمدؐ اپنا نبی ہے علیؑ امام ہمارا

۱۲

دل شرر تہا سوزش غم سے اوچہل کر رہ گیا
مین جہان بیٹہا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دوپہر طاقت سے مین بہی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے کچل کر رہگیا

گالی دیتے تہے کہ بوسے کی اجازت تہی ہمین
کچھہ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہہ سے نکل کر رہگیا

نجد مین آنکھون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلیٰ بہی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سرفروشی نے کیا
قتل کرتے تو کیا پر ہاتھہ مل کر رہگیا

جب سنا گہر سے قدم رکہا ہے باہر یار نے
منہہ سے نالہ آنکھہ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بہی کچھہ کم نہین ہے روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کر دیا

چھوٹے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا ۱۲ تربت مین ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

دم آنکھون مین اٹکا ہے ذرا شکل دکھا دو
جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا

یہ عشق کی چالین ہین یہ الفت کی ہین راہین
دو فقرے دینن ہوجاتا ہی بیگانہ ہمارا

میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا
بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا

ہے داغ جنون تاج غم و یاس حشم ہے
دیکھو تو ذرا ٹھاٹھ امیرانہ ہمارا

الفت کے یہ معنی ہین اوسے نیند نہ آئی
جب تک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا

تقدیر مین لکھا ہے تو وہ اوڑ کے ملیگا
ہوگا تہ کہسار اگر دانہ ہمارا

کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہو گا
یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا

سائے کے لئے ابر سیہ جھوم کر آیا
جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا

بھولے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لائے
ہان آپکے قابل نہین کاشانہ ہمارا

جتنا تمھین دیکھا تھا برابر ہی آنسو
ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہین یہ قدر رہی پروانہ ہمارا

مزاج پوچھا جو کرتے تھے صبح و شام ہمارا ۱۶ قبول ہوتا نہین اب وہان سلام ہمارا

بندھا ہے کاسۂ سر مین خیال ساقی کوثر
بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا

ہین کس شمار مین کیا موت کیا حیات ہمارے
فقیر عشق ہین کیا کوچ کیا مقام ہمارا

بناؤ کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا
عزیز مصر بھی ہے اندنون غلام ہمارا

رہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب
جو غیر مجرے کو آئین تو بس سلام ہمارا

پھر نہیں معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

۱۸

آدمی کی کیا حقیقت تھی اوسی کیا کر دیا — اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کر دیا

حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کر دیا — گل کو بہرا کر دیا نرگس کو اندھا کر دیا

اونکے چہرے سے نقاب اوٹھی چمن سا کھل گیا — آنکھون کو نظارے نے پہولونکا دونا کر دیا

اے زمین محشر تلک احسان نہ بہولے گا ترا — میری خاطر تو نے خالی ایک کونا کر دیا

یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا — ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کر دیا

تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کہنچ گئین — کچھہ نہ کچھہ آنکھون نے ابرو کو اشارا کر دیا

حلقہ مارے ایکدن دیکھا تہا شاید سانپ کو — یار نے اپنے کہلے بالون کو جوڑا کر دیا

جب شراب زعفرانی پی دمک اوٹھا وہ رخ — آب زر نے صفحۂ قران مطلا کر دیا

جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہر جگہہ — رخ کو گورا کر دیا زلفون کو کالا کر دیا

ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان ای ابر بہار — مارے بوچہارونکے پہولونکا بچھونا کر دیا

خال و خط سے اور بھی چہرے کی آرایش ہوئی — دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا

دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتھ پانون — رنج فرقت نے ابھی سے مجھکو بوڑھا کر دیا

باغبان نے سرو کو چھانٹا چمن تٹّا گیا — قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کر دیا

سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے — آپ نے دل لیکے مجھسے جان من کیا کر دیا

مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر — آفتاب حشر کو نقش کف پا کر دیا

یا خدا یونہین سیہ روئی جو ہونی تھی مجھے — کیون نہ تو نے یار کے دلکا سویدا کر دیا

ناک بہون ایسی چڑھائی شکل بگڑی آپکی — منہہ بگڑنا رہگیا تھا بوسہ جھنجلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب صبر نے

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنا پتہر
ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہسلتے دیکھا

آہ سوزان سے مری تیرا پسیجا دل سخت
اے صنم آج تو پتہر کو پگہلتے دیکھا

تیرے چہرے سے تلون ترا کہلتا ہے
ہمنے اس پہول کو سو رنگ بدلتے دیکھا

لاکہہ سینے سے لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی آن بہلتے دیکھا

واہ اے **قدر** نہ اشکون سے بجہی دل کی لگی
ہمنے برسات مین گہر آپکا جلتے دیکھا

دل ہمارا مورد جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب جان دل
ہنسکے بولے پہر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جاے قلقل اوس سے حق حق کی صدا آنی لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تونے پہونکی ہی جو میری جسم مین
خبط ہے واعظ کو مین تجہسے جدا کیونکر ہوا

بے دہن باتین بنانے سے عقیدہ پہر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذبۂ الفت جب نہو دلمین تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچہہ ہمنے نکالا منہہ سے یا تونے کہا
میرا تیرا تذکرہ یون جابجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پہر بہی دل مرا افسردہ ہی
تیرے چہو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

میرے دل سے تہا وہ خود بین کسقدر ناآشنا
پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا

جو مہینون بعد آتے تہی قدیمی ہو گئے
روز جو آتا تہا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب سنا نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسمان مین راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہوکر کہا
خیر ہے کچہہ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لامذہب تہا وہ

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت کی بہار
تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا

دل روشن مین کب اوتری ہی تمہاری تصویر
آئینہ خانۂ الفت مین یہ بزاد آیا

نحنِ اقرب کا الف کھینچ دیا گردن پر
خط لگانیکے لئے جب مرا جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین تلوار کا پانی پی لون
شاید اوس قاتلِ بیرحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی اے **قدر** رہی انسان کے بعد
جب مجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

۱۸ مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا
چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا

زندگی جسم مین خود مایۂ بیتابی ہے
روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا

ڈبڈبائین ادہر آنکھین کہ ہوئے اشک روان
طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا

قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات
آج تو سرو کو بھی پھولتے پھلتے دیکھا

نزع مین جان نے ہرگز نہ دیا جسم کا ساتھ
وقت پر دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا

نہ کبھی یار پھرا بات مین ہٹ دہرمی سے
نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

وہ مری آنکھ سے ڈھلکے ہوئے آنسو دیکھے
جسنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا

۱۱ باندھ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سرو استادہ
روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا

تیرے غم مین نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلا دل زار
ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا

یہی تعبیر ابرو سے اشارے ہونگے
آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا

دیکھ لے مہر کو گردون پہ ادہر تے دم صبح
نہ خم مے کو ہو واعظ جو اوبلتے دیکھا

اشک گرم آنکھ سے نکلے جو بڑہی سوزش دل
ہمنے جلتا ہوا تنور اوبلتے دیکھا

سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے
خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈھلتے دیکھا

آنکھہ ملتے ہی کیا صید مجھے
تیر جوڑے ہوئے صیاد آیا

آمد اس گل کی جو گلشن مین ہوئی
در تلک دوڑ کے شمشاد آیا

مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو
اونسچے بنکے وہ جلاد آیا

اوٹھہ چکے پہول بہی جب دم افسوس
جب مرا غیرت شمشاد آیا

ق
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے
جب سنا عاشق ناشاد آیا

اے حصار غم فرقت قربان
قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا

صدقے اس منہہ کے پکارا کسکو
کچھہ مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا

شیشۂ مے کو لگی ہے ہچکی
یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالۂ و فریاد آیا

۱۴
چھچھا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا
ریز کرنے بہی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا

اک طرف پہول کہلے بلبل ناشاد آیا
اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا

قید کرتے تو کیا پہر نہ اوسے یاد آیا
دانہ پانی بہی نہ دینے مجھے صیاد آیا

شیشۂ مے مجھے بہجوایا مری ساقی نے
راجا اندر کے اکہاڑے سے پریزاد آیا

دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین
مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا

میرا سودا نہ گیا قید مین بے سر کاٹے
اوٹھہ گیا پاس سے حداد تو جلاد آیا

دیکہتا رہتا ہون پہر پہر کے ہوا گلشن کی
پتا کہڑکا تو مین سمجھا کہ وہ صیاد آیا

حشر مین بہی نہ چہٹا سلسلۂ زلف بتان
بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا

دم آخر بہی رہے دید سے محروم افسوس
بندہ چکی آنکھون پہ پٹی تو وہ جلاد آیا

کہہ کہکے باتین کانون مین دل آشنا کیا
دیدے کے سینہ گہر مین تری راستا کیا

پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر
پہر موسم بہار نے مجہکو ہرا کیا

وہ دم پہ چڑہ گئے کبہی مین دم پہ چڑہ گیا
میرا کہا کیا کبہی اپنا کہا کیا

لپٹا جو آہو دن ہی اون آنکہونکی یاد مین
کن مشکلون سے قیس نے مجہکو جدا کیا

لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا
میرا کیا نہ اپنا کیا اُف یہ کیا کیا

مہوے کی مے سی زہر پلاتا تو خوب تہا
ساقی تمام رات مرا سر پہرا کیا

کیا پوچہنا ہی ایک سے دو ہوگئے حضور
آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا

ٹہوکر لگائی آپنے مردے اوچہل پڑی
جب نا چنے کہڑے ہوئے محشر بپا کیا

کیون منکر و نکیر کو بہیجا تہا یا خدا
کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا

کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکہر گئے
چہرے کو پونچہہ پانچہلے کیا آئینا کیا

اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری
دو تین چار روز مرا سر پہرا کیا

اے یار آنکہہ لڑتے ہی برما گئی نگاہ
آنکہون سے خون ہوکے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے
جو دل مین آیا کہدیا جو کچہہ کہا کیا

۱۴

تیغ جب کہینچکے جلاد آیا
مجہکو اوس وقت خدا یاد آیا

واہ رنگین سخنی کیا کہنا
خود مرے دام مین صیاد آیا

اللہ اللہ اثر لوح مزار
سر تربت وہ پریزاد آیا

دام مین مجہکو پہڑکتے دیکہا
کیا پہڑکتا ہوا صیاد آیا

حاکم وقت ہے سوداے فراق
ہاتہہ باندہے ہوئے فصاد آیا

دیکھنا اے **قدر** جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گھل کے تن شکل زبان ہو جائیگا

۱۵

تو ستم سے زرد رو اے نوجوان ہو جائیگا — سبزۂ رخسار کشت زعفران ہو جائیگا
رشک چشم و گوش گلرویان جہان ہو جائیگا — چشم نرگس کور گوش گل گران ہو جائیگا
رخ کا سودا تہا کفن تک دہجیان ہو جائیگا — چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا
تیری ایک اک کن سے پیدا ہوگی ایک اک کائنات — تیرا ایک اک حرف ایک اک داستان ہو جائیگا
ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صدائے الفراق — زخم بولے گا تو شور الآمان ہو جائیگا
دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف — رہتے رہتے میہمان بہی میزبان ہو جائیگا
میرے جلنے سے کہلیگا راز گریہ خلق پر — اوٹھکے گہر سوزش دل کا دہوان ہو جائیگا
معجز شق القمر دکہلائیگی انگشت حسن — چاند تیرے پرتوے سے خود کتان ہو جائیگا
دہشت صیاد سے زنجیر پا بنجائیگی — خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہو جائیگا
رند وہان عمامۂ زاہد پہ ہون تہہ پیریان — کشتی مے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا
اضطراب دشت پیمائی نہ چہوٹے گا کبھی — خاک ہوگا جب بدن ریگ روان ہو جائیگا
کیون عبث پہرتا ہی ہم رندون کے سر پر امدن — ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہو جائیگا
مین نہ کہدونگا جو کچہہ تو نے لکہا مینے کیا — خود خط تقدیر ہی خط امان ہو جائیگا
اوسکی اس نامہربانی پر تو مین دیتا ہون جان — کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہو جائیگا

سر پہ چہن چہنکر بلائین آئینگی خاموش **قدر**
آہ کہینچو گے تو چہلنی آسمان ہو جائیگا

۱۴

آئے لحد پر آج بڑا حوصلا کیا — اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

جبہہ سائی در ساقی کی میسر نہوئی
خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جسدن نہ ملی پیٹ پہ پتھر باندھا
مر رہے خاک پہ جسروز کہ بستر نہوا

حسن وہ چیز ہے اللہ کی گھر مین ہی ہی کم
اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین پہ چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

۱۵ جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا
ٹوکری پہولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا
دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب اوٹھے گا جوش سے بجائیگا وہ آفتاب
جب اوڑے گا خم کا سر بوتل آسمان ہوجائیگا

جوشزن ہوتا رہیگا تالحد دریاے خون
نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑ یگی جب ذرا چاٹیگی میرا خون گرم
خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیرے قیدی کو ملے تو پاؤن دہرنے کی جگہہ
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بھرونگا دمبدم مین دم ترا
جسم پر ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمہین یہ چاند سا مکھڑا کریگا بیحجاب
مُنہہ پہ جب مارو گے تم جہڑمت کتان ہوجائیگا

جسم وجان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھہ ہے
پاؤن تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون
دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدبازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز
جو بگولا اوٹھے گا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر
تنگ ہوہو کر سر موے میان ہوجائیگا

اللہ اللہ ایسی بیتابی مین ایسی لاغری
خار ماہی گھل کے ہر اک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو معلوم تھا ؏
بے دہانی پر وہ یون آتش زبان ہوجائیگا

چہوگئی گات تو کیا مال نہ ڈہونڈہون اپنا — اونچا اونچا نظر آیا مین یہان دل سمجہا
دیکھکر میری تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا — وہ مجہے اور مین جلاد کو بسمل سمجہا
تپش غم سے ہی دونون مین عجب ربط ہے دل — مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجہا

حب لگا یاد گل رخ مین اجل کا پہندا
قدر ہچکی کو مین آواز عنادل سمجہا

خون روان خشک گلی سے تہ خنجر نہوا — پاک اوٹہا مین کہ دامن بہی مرا تر نہوا ۱۸
ضد مین ان ماہ جبینون سی کوئی در نہوا — کپڑے پہاڑے جو کہین پہولون کا زیور نہوا
یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چہوٹا ہی — پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا
زاہد و جام مے ناب وہ دیتا ہے خدا — جو فرشتونکو تمہارے بہی میسر نہوا
شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب — مین شب ہجر کا اب تک کبہی خوگر نہوا
خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل — مثل تصویر کسی پر کبہی دو بہر نہوا
تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق — یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا
نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر — دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا
درد دندان نے اوتارا مجہے سو کہے گہاٹون — ایک قطرہ بہی دم نزع میسر نہوا
جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار ہوئین — پر کبہی آپکے فرمانے سے باہر نہوا
کہیلنے بیٹہے ہین دریا پہ وہ مچہلی کا شکار — ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا
آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجباز ون سے — دل کبہی شیفتۂ ابرو دلبر نہوا
نئے بگڑے ہین ابہی کچہہ نہین سامان درست — اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا
جا رہے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سے — ایسا گہر ڈہونڈہ لیا جسمین کوئی در نہوا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چونکے پہر وہان کیا ہی
تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹھنا
تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا
مجھے جسوقت پورا ذبح اے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ حب کا نقش ہے ای قدر خدمت گر
یہ گر تجھکو بتایا اسکو ازبریاد کر لینا

۱۹

وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا — جب بجی اونکی چھڑی شور جلاجل سمجھا
پیسے پیسے کو شگون منعم غافل سمجھا — ہان مگر دہنی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا
ہاے بیتابیون سے دل کو نہ مین دل سمجھا — کبھی پارا کبھی بجلی کبھی بسمل سمجھا
پر ماہی تری پلکون کو مرادل سمجھا — مچھلی آنکھون کو بہوون کو لب ساحل سمجھا
کہیں سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا — رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجھا
بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کہوئین — چور پہرے کے تلنگے کو مین غافل سمجھا
آہ کیا نکلے کہ داغون سی ہوئی مہر سکوت — دل کی دل ہی مین شب ہجر مرادل سمجھا
نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی — اتنا تھوڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا
بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے — محفل یار کو مین حال کی محفل سمجھا
آنکھ سمجھا جو کہین کوئی پیالہ پھوٹا — کوئی شیشہ کہین ٹوٹا مین اوسی دل سمجھا
دور باندھا ترے تاثیر دہن نے ایسا — خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجھا
عشقِ گیسو سی دہوان اوٹھتا ہی اللہ رے عذاب — ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا
پہلے سن یار کے بارہ مین نہ کچھ کہہ اوٹھنا — پھر جو سمجھانا ہوا اے واعظ کامل سمجھا
کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار — پتا کھڑکا تو مین آواز عنادل سمجھا
دونون ابرو مین غضب ایک کی تصویر ہی ایک — ایک کا ایک کو مین مدمقابل سمجھا

آن بان اپنی رہگئی ہی پیری مین بہی — تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈہل جاؤنگا

گرم بازار ہو یارب مرے ہمچشمون کا — طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے **قدر**
مین بہی کیا آج ہون جو آج نہ کل جاؤنگا

۱۸

عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیداد کر لینا — وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا

ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا — بہر صورت کسی پردے مین تجھکو یاد کر لینا

نہا دہو کر نکھر کر آپ کو جبدم فراغت ہو — مین ڈیوہڑی پر ہون حاضر مجھکو فوراً یاد کر لینا

چلا ہے ذبح کو آنکھون مین تو سرمہ لگا کر چل — فسان پر تیز خنجر چاہیے جلاد کر لینا

تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اوس پہلو — ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا

نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے — مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجھکو یاد کر لینا

بہوؤن کو کیون چہپاتا ہے یہ کیا بن پڑی مجھکو — یہ اپنے ہاتھ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا

وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی — ہمارا ذکر گلچین سے بہی اے صیاد کر لینا

بہت بڑہ بڑہ کی جب اغیار بولین آپ کے آگی — ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بہی یاد کر لینا

جو اے دل دونون آنکھین بہکی آنسو تجھہ پہ ٹپکائین — جگہہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا

یہ کیا سوجہی تجھے اوسکو بہی لیکر ڈوب جانا تہا — مقدم کام خسرو کا تہا اے فرہاد کر لینا

فرشتونکو جہنکاتے ہین کوئین یہ خاک کی پتلے — اجی آسان نہین ہے عشق آدمزاد کر لینا

کدہر ہے باغبان دیکہہ اس چمن مین چند بولینگے — اوجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا

جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا — جو پیغام زبانی ہو دہ ازبر یاد کر لینا

جو ہوا ے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی — کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

دل آزاری سے تیری دوش پر گیسو نکلتے ہین | یونہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تھا کالون کا

سوال بوسہ پر اے **قدر** کیا کہلتے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تھا شیرین مقالون کا

۱۹

بند گو یو مین خرابات مین کل جاؤنگا | مشتبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا
لاکھ وحشت ترے کوچے سے نکالی مجھکو | مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا
ہر گھڑی ناوک مژگان یہ دہراتے کیا ہو | کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا
کاٹ چھانٹ آپ بہت مجھکو دکھایا نکرین | کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا
ضعف مین بھی تری ہمراہ پہرونگا ای مہر | دوپہر مین نہین جو گشت مین ڈہل جاؤنگا
اشک ہون جب مین گرا پہر نہ اوٹھونگا ہرگز | طبع بیمار نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا
تو مجھے خانۂ دل سے کبھی باہر نکال | تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا
ایک عالم ہے مرا لاکھ رہے گردش دہر | مین بھی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا
برق حسن آپکی چمکی مرے سر آنکھون پہ | شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا
شیشے کو پہینک دے خم جاکے اوٹھا لا ساقی | کچھ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا
چاندنی ہون کہ رہونگا مین تری کوٹھے پر | نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا
لاکھ دنیا ہو دوالی کا گھروندا تو کیا | طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا
سرد مہری فلک سے مجھے اندیشہ نہین | نخل نازک ہون کہ پانی سے مین جل جاؤنگا
گالیان دو مجھے پامال کرو سخت کہو | دل نازک نہین جو بات مین مل جاؤنگا
گرمیان لاکھ کرو اب نہ پسیجونگا کبھی | مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگھل جاؤنگا
ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان | مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا
یہ مشت استخوان ہی کب ہے ہما اسکے دونوالون کا

گہسون ہین گریہ و زاری مین مثل مردم دیدہ
بنا دے بار آلہا مجہکو تو پتلا ملالون کا

دل اپنا تختۂ گلشن بنا جب دم خیال آیا
ترے ان گل سی گالون کا ترے سنبل سی بالون کا

یہ سب کے نامۂ اعمال میں ایک فقرہ ہے
صف محشر نہین اک بند ہی میرے سوالون کا

ہماری آنکہہ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی
یہ اپنے سامنے رکہا ہی جام جم خیالون کا

عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا
تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا

بغیر از آہ و نالہ دل سمجہہ لے دلکی دل ہی مین
یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا

بہری ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے
یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا

ترے ہاتہون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا
کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا

کیا مسمار ایسا الفت چشم غزالی نے
مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا

تپش دلکی بڑہی جب یاد کین اٹکہیلیان تیری
ہمارا سر پہرا جب بہیان باندہا تیری چالون کا

دہن معدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے
مین لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا

جب آئے طفل اشک آنکہون مین فوراً پیگیا انکو
دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خردسالون کا

بنے سب دائرے کہینچے جو خط نقاش قدرت نے
لپٹا مو بمو دیکہہ اپنے گہونگر والے بالون کا

مرا نخل تمنای شہادت وہ پہلا پہولا
کہ تلوارونکا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا

کرو گلی تو ہو آب گہر تاثیر دندان سے
بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا

تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تہی
دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا

ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین
شفق پہولے تو اسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا

ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم
کہ مدفن جا بجا عاشق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

بلبل کی روح کیا مرے تن مین سمائی ہے
جب آ گئی بہار مین دیوانہ ہو گیا

رخصت کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھیے
سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہو گیا

کچھ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے
مین اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہو گیا

دل کو دہان و زلف و نگہ نے بنا لیا
خبطی ہوا اسڑی ہوا دیوانہ ہو گیا

دیکر وہ بوسۂ مہ رخسار کہتے ہین
بس لیجئے یہ آپکا ماہانہ ہو گیا

حسن ملیح یار نے سر کو بہا دیا
کان نمک شراب کا پیمانہ ہو گیا

پہلے ہمارا یہ دل حیران تھا آئینہ
جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہو گیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کر دیا
تھوڑا ہے **قدر** جو تجھے سودا نہ ہو گیا

۱۳۱

دل وارفتہ مین ہے دھیان اوس مہرو کی گالون کا
یہ سالک دیکھنے والا ہے ان صاحب کمالون کا

پڑے ہین چور پر پیکا ہی ان مستانہ چالون کا
ہلیگا حشر تک مدفن تمہارے پایمالون کا

خیال آتا ہے پھر پھر کر غزالی آنکھہ والون کا
یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا

لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل سی گالون کا
ہمارے عرس مین میلا رہیگا پھول والون کا

یہ جھنسے ہشیار ہو کر دینوی فکرونکی غفلت مین
یہ ہنسے جاگتے مین خواب دیکھا ہی خیالون کا

سمک بھی یون خدایا زیر بار خاک کب ہو گی
دل بیتاب درا اوسپر غبار اتنا ملالون کا

ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین
ذرا پھر دیکھ لے قاتل قفس منگوا کے لالون کا

بڑے کام آئے اے آغوش حسرت تکیۂ پہلو
جدائی کی شبون مین بھی مزہ اوٹھا وصالون کا

غبار اوٹھکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو
ذرا تو حوصلہ تو دیکھہ اپنے پایمالون کا

دل نازک مین اپنی کب گئین ہین نازنین کمرین
دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

ہے دُردِ مے کا سبحۂ انگور پر مدام ۔ ہے ذکر مثل قلقل مینا شراب کا
ساقی کی آنکھہ پر خم ابرو کو دیکھنا ۔ کیا طاق مین دہرا ہے پیالہ شراب کا
اسپر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے ۔ واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا
ساقی نے آج آنکھہ چرائی ہے میکشو ۔ دوڑاؤ میکدے مین کٹورا شراب کا
دل سے دکھائی دیتا ہے ایک ایک آبلہ ۔ بوتل سے جسطرح کوئی قطرا شراب کا
آب حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو ۔ دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے **قدر** بخشے جاتے ہین بد بھی طفیل نیک
کوثر پہ دہل گیا مرا دہبا شراب کا

١٩

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہوگیا ۔ چشم و چراغ میکدہ پیمانہ ہوگیا
ہمپر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہوگیا ۔ وہ کچھہ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہوگیا
ساقی کی آنکھہ مین مجھے پتلی نظر پڑی ۔ میخانہ کو تو دیکھے بتخانہ ہوگیا
اوٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہوگئی ۔ سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہوگیا
کہنچتے ہی خم مین لال پری ہوگئی شراب ۔ کہلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہوگیا
تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع ۔ مجھسے بچے جو خاک تو پروانہ ہوگیا
چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی ۔ توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہوگیا
شکل دوئی پسند نہین میری آنکھہ کو ۔ ٹپکا جو اشک گوہر یکدانہ ہوگیا
کچھہ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے ۔ پہاہا لگا تو وہ پر پروانہ ہوگیا
ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند ۔ وہ گھر اُجڑ گیا جو پریخانہ ہوگیا
واعظ سیاہ کارون کا رتبہ بلند ہے ۔ سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہوگیا

مردم چشم کے پائے نہ اشارے لب نے
لا کہہ تو تا یہ رٹا پہر بہی نہ انسان ہوا

نیک و بد مین نہین رونق وہ زمانہ آیا
مسجدین سونی ہوئین بتکدہ سنسان ہوا

آمد و رفت نفس تہا مرا آنا جانا
ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری مین فقط ہوش سنبھالی مینے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

٢١
مرنے پہ کہل گیا مرا پینا شراب کا
گنبد مزار کا ہے کہ بیپا شراب کا

اوس آنکہہ سے اوبلتا ہی نشاء شراب کا
کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکہہ
نشاء ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا

اونکے گلے سے پان کی سرخی نمود ہے
بوتل سے رنگ پھوٹکے نکلا شراب کا

عشرتکدہ تہا دل وہ مکدر رہی چرخ سے
بالو گہڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا

اے محتسب وعلے قدح عہد نامہ ہے
ہی خط جام میر امچلکا شراب کا

دریا مین تو نہاے جو اے مست جام ناز
بنجاے ہر حباب پیالہ شراب کا

واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا
تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا

وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہین چشم مست
دریا پہ یہ چڑہاتے ہین بیڑا شراب کا

چہوتے ہی گال خار مژہ دلمین چبہہ گئے
پیتے ہی ہول لگ گیا کانٹا شراب کا

لخت جگر کے ساتہہ سلامت ہے چشم تر
کچھہ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا

دوڑی ہے مے رگون مین ہمارے بجاے خون
بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا

اہل صفا سے اہل کدورت ہین نہ کیون
جمتا ہے دُرد تہ مین مصفا شراب کا

ساقی پگہل گیا مرے رونے پہ اسقدر
دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

آس ہی کچہہ آس ہے نہ یاس ہی کچہہ یاس
ہمکو خوشی کی خوشی ہے غم ہے نہ غم کا

دم یہ مجہے ٹالتے ہین آپ غضب ہے
ابتو بہروسا نہیین ہے ایک بہی دم کا

ہوگیا طیار میرے روضے کا گنبد
تو وہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا

دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب
چاہیے کب صید آہوان حرم کا

تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی
حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا

گات یہ رکھتی ہے ہاتہہ ہوگیا ثابت
کیون نہو پتہر کہ ہے یہ سینہ صنم کا

گہل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا
مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا

عرش نشینان صلح سیر کنان ہین
کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

عمزۂ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار **قدر** کے دم کا

یاد آنکھون کی ہوئی ابروؤنکا دہیان ہوا ۱۳
دیدہ و دل مین مرے قہر کا گہمسان ہوا

پہلے وحشت ہوئی پہر دلکو ترا دہیان ہوا
ہو کے ویران مرا باغ پرستان ہوا

منتین کر کے بتو آپ سے حیران ہوا
اب نہ بولوگے تو لو **قدر** مسلمان ہوا

اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا
مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا

جب کہا چشمہ حیوان ہے دہن کہنے لگے
لیجئے اور نیا مجہپہ یہ طوفان ہوا

ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا
انہین دو چار مین ایک ادہ کا احسان ہوا

میرے دل کو تری آنکھون نے اوڑیا ہوتا
اپنے قرآن کا اللہ نگہبان ہوا

آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہی مد ابرو ہین
یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا

مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹہوکر
کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہین دہیان ہوا

کہا مین نے تم آؤ گے تم آؤ گے
یہ سنکر منہہ سی گہبراہٹ مین سناٹا نکل آیا

جرس ہون درد دل سی ہٹکے بیٹہو ہمدمو مجہسے
جہان جنبش ہوئی منہہ سی مرے نالا نکل آیا

وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹہیری
مرے پر خیر یار سے کچہہ نہ کچہہ رستا نکل آیا

مین وجہہ اللہ رٹتا تہا تو زاہد مجہپہ ہنستا تہا
اجی جو یندہ یابندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا

دہان یار کی الفت نے مجہکو مار رکہا ہے
لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا

سما کر یار کی آنکہون مین تو کیونکر بچا اے دل
ارے یہ کوٹہری کاجل کی تہی کورا نکل آیا

مری بیتابیان میری چہپائی چہپ نہین سکتین
یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف ہٹو را نکل آیا

بتا اے قادر کس خوشرو پہ تیری آنکہہ پڑتی ہے
گڑہے پڑ پڑ گئے آنکہونمین منہہ تیرا نکل آیا

۱۹

ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا
دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا

فکر سے عقدہ کہلا دہان صنم کا
غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدم کا

واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا
اوسکو بہروسا نہین خدا کے کرم کا

سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کی ہمراہ
عشق مین ڈنکا ہے اپنی طبل و علم کا

خوب پہنسے آج آپ جانے نہ دونگا
مجہکو نہین اعتبار قول و قسم کا ÷

قہر ہوا کوٹہے پر نقاب اولٹنا
صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا

چہرے پہ آنکہین ہین یا دو آنکہونمین کاجل
مشک ہے یا ناف آہوان حرم کا

جیسے نہین اے فلک ستارونکی گنتی
یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا

ایک پیالہ ادہر بہی ساقی محفل
ایک اشارہ ادہر بہی چشم کرم کا

خاک نشینان عشق ہو گئے برباد
اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

بدل کے پینترے اتیان تہائین ہین ایسی
کہ اوس نگاہ سے منہہ پہر گیا ہی بانے کا

لکہا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر
کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا

تمہارے خال کے سودے سے جسنی منہہ پہیرا
ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا

یہ پہلے کیا کسی بیتاب کا کلیجا تہا
چہنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا

قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد
کہ تجہپہ بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

گریگا آپ عدو ٹال جائیے اے **قادر**
کہ منہہ کی کہاتا ہے جو کا ہوا نشانے کا

۲۰

تری ہٹی جو سر کی خال ہاتہہ کا نکل آیا
سماے حسن سے بادل ہٹا تارا نکل آیا

شباب اپنا جو گزرا کلیجا چیر انکل آیا
ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا

ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا
گئے جس انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا

خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا
جہان میری لحد کہودی وہان سوتا نکل آیا

جواب صاف بہیجا اوس نے در پردہ شرارت سے
لفافہ کہولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا

معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہپہ تلتی ہے
خدا نے خیر کی تقدیر کا لکہا نکل آیا

دکہا کر وصل مین جگتی گلے کی یار کہتا ہی
ہٹو گہر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا

یہ جذب عشق دیکہو خاک اڑتا جب چلا مجنون
جہان کچہہ گرد بیٹہی ناقہ لیلا نکل آیا

سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین
یہ چہا جب پانون مین سر مری کانٹا نکل آیا

ہوئے طیار بازو واہ کیا شانی ہہری تیرے
غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا

مجہے ہوش آگیا جب غوطہ کہائی عشق بازی مین
خدا کے فضل سے مین جس جگہہ ڈوبا نکل آیا

بتا دل کا لگا ہے یار کو میری ستانے سے
گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

۲۵
عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا ۔ پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا
شرف بڑہا گیا قاصد غریب خانے کا ۔ قدم رسول ہوا پتہر آستانے کا
تڑپ کے دن نے وہ پھینکا گنہ کا پشتارہ ۔ کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا
جلا نہ دے کہین ج ہو کے مین باغبان مجہکو ۔ یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا
ابھی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو ۔ گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا
گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی ۔ جو کہل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا
ہمارے اشک سے ملتی ہے کوے یار کی راہ ۔ بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا
کبھی ہے روز کبھی شب کبھی سحر کبھی شام ۔ یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا
یہان بھی شامت اعمال نے نچھوڑا ساتھ ۔ سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا
ہوا بند ہی سے بیابانِ نجد کی مجھسے ۔ یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا
ہمارا سینۂ پرسوز دل سے روشن ہے ۔ نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا
بھٹکتا پہرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ ۔ بتا دے راستہ کوئی شرابخانے کا
جو یہ تیرے در پہ ملین آنکھین دیدبازون نے ۔ کہ سنگ سرمہ ہوا پتہر آستانے کا
کوئی جہان مین آکر ٹھہر نہین سکتا ۔ مثال چرخ ہے اوندہا چلن زمانے کا
اسی بہانے یہ کشتہ رہی قدم کے تلے ۔ جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا
تمہاری آنکھ پہ آیا مرا دل روشن ۔ چمک رہا ہے کلس یہ شرابخانے کا
تمہارے ابروُ و خال جبین سے مجھپہ کھلا ۔ کہ وہ کلید تو یہ قفل ہے خزانے کا
نہ میری آنکھ سے چھپو نہ ٹھوکرین کھاؤ ۔ یہی تو راستہ ہے دلمین آنے جانے کا
ہوئے ہین ہر بن مو سے مزہ سی جاری اشک ۔ کہ بند کھول دیا مشک کے دہانے کا

بھر نہین سکتے سلیمان بہی ترے سائل کا منہہ / کیا رفو آسان ہے اس زخم دامندار کا

واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے / بوجھہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچۂ شہر سے کیا تیرا محل نزدیک ہے / دم گلے مین آکے اٹکا ہے ترے بیمار کا

مثل عیسی اونکی خدمت مین رسائی ہوگئی / چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا کر دار کا

زلف و مژگان دیکھکر یاد آگیا دشت جنون / وہ اندھیری رات وہ تلوونمین چبھنا خار کا

آتش غیرت سے مین ققنس بنگیا کبک دری / شہرہ سن سنکر تمہاری گرمی رفتار کا

جانے والے خلد مین جائینگے ہمت چاہئے / پھاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا

عید کو میخانے مین ہم رند پونہچے اسطرح / جسطرح پرہیز ٹوٹے مردم بیمار کا

ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم / وصف لکھتا ہون تمہارے مصحف رخسار کا

رات کو آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار / واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا

داغ سوزان پہول ہین تیری محبت مین مجھے / پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا

سر جھکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا / بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا

گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت رنگین مزاج / نخل گل ہین یاد آتا ہے نکلنا خار کا

آتی ہے جب فصل گل پڑجاتی ہین سینہ مین داغ / دیکھہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا

قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے / آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

غول کی آنکھون سے روشن ہین مرے صحرا کی بہول / اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا

دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار / گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا — گو خون بلا حساب نکلا
لاکھون مین چنا تھا اک وفادار — دل کو وہ بھی خراب نکلا
خط بنگیا صاف ہو گیا مُنہہ — پو پھٹ گئی آفتاب نکلا
دیکھو غم عشق چشم مخمور — ہر اشک شراب ناب نکلا
چیرا جب داغدار دل کو — اک مطلع آفتاب نکلا
آج آپ ملے نصیب جاگے — سچا مرا شب کا خواب نکلا
دل مین ہوا آبلہ نمودار + — یا آئینے مین حباب نکلا
غش کھا کے گرا مین شعلۂ طور — بارے تیرا حجاب نکلا
کیون رک نہ سکے امنگ دل کی — پستان بنکر شباب نکلا
سمجھا تھا مین جنکو آنکھہ مین اشک — ایک ایک دُر خوش آب نکلا
رسّی تو جلی مگر رہا بل — کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا
سو کر شب وصل مین کب اوٹھے — مغرب سے جب آفتاب نکلا
اچھا ہوا اور آئینہ دیکھہ — لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے **قدر** زمین نے جب دبایا
مُنہہ سے یا بوتراب نکلا +

٢٢

ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا — کام کر جائے سپاہی نام ہو سردار کا
لال ڈورے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا — ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا
ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا — جاے مردم آنکھہ مین پیدا ہو چہرہ یار کا
تمسے کل محبوب بلبل بند شرمندہ تدرو — شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

ساقی مے غدیر کا ساغر بھرا رہے
ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا

سو بار مر کے جان نصیری مین آگئی
پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا

مرتے ہین ہم فقیر جناب امیر پر
دُر نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا

کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار
کیونکر کٹے کا راستہ خنجر کی دہار کا

لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی
پونہچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

جا کر مرے نجف مین جسے خوف قبر ہو
دہڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا

حُب علی جہان مین باغ مراد ہے
یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا

کس سبز پوش کے لئے رو یا ہون مین ہو
یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا

اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو
جاری زبان پہ وصف رہے ذوالفقار کا

کیا کیا کوئین جھکاتے ہین دُنیا مین آشنا
کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا

سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک
مین ہون جو معتقد تو انہین چار یار کا

شیعی مراطریق ہے آگے خدا کا نام
بیشک علی بھی نام ہے پروردگار کا

تاریکی لحد کا نہین دل مین وسوسہ
حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پھیر و مثل رجعت خورشید یا علیؑ
شاکی ہے قدر گردش لیل و نہار کا

۱۸

خم سے جام شراب نکلا
کہسار سے آفتاب نکلا

ہم خواب مین جانتے تھے وصل
آخر وہ خیال خواب نکلا

دوڑو دوڑو کلیم دوڑو
وہ بام پہ بے نقاب نکلا

آنکھون مین کھپا تھا وہ گل تر
اشکون کے عوض گلاب نکلا

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا	١٦	آگے جو بڑھے ہے کوئی تو بہر نام خدا کا
پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی		اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا
خالی نہین حکمت سے کبھی فعل حکیمان		ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا
ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی		پھنس جائے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا
ہر فصل مین ہو جاتی ہین اوس فصل کی چیزین		بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا
ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی		یہ دیدۂ و دل ہے کہ در و بام خدا کا
یہ ماومنی چھوڑ یہ سودا نہین اچھا		کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا
جب نام سنو اوسکا کہو جل جلالہ		تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا
سب ذکر کیا کرتے ہین جن و ملک و انس		وحش و حشرات اور دد و دام خدا کا
ہر بار گزر جائے فرشتونکی گواہی		تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا
بالفرض جو سیکھین پر جبریل کی پرواز		پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا
خالق کی عنایت ہے خلایق کی شفاعت		دیتے تھے محمد یونہین پیغام خدا کا
اکملت لکم دینکم اتممت علیکم		تقسیم ہوا خلق مین انعام خدا کا
ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ		ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا
حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر		احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے **قدر**
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

لکھتا ہے وصف غازی دلدل سوار کا	١٦	نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا
کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا		دامان زین ہے ہاتھ مین دلدل سوار کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان — ہے ہر ورقِ دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے **قدر** ہے رخ پھیکا سعدی کے نمکدان کا

١٥
راہ نجات وصف ہے رب جلیل کا — پل بنگیا عصاے قلم رود نیل کا
طوطی حرف زن ہو جو باغ جلیل کا — خامے کو مرتبہ ہو پرِ جبرئیل کا
سیراب اوسکے فیض سے ہین جملۂ حیات — پانی پیئے ہوئے ہین یہ سب ایک جھیل کا
مانند مردمک نرہی طاقت کلام — بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا
فرعون اور تجھسے ہو دعوی ہمسری — شاید بگڑ گیا ہے کہین ماٹ نیل کا
واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر — احوال کیا سنا نہین اصحاب فیل کا
سالک رہ فنا مین نہ بھٹکا کسی جگہہ — سنگِ لحد سے کام لیا سنگ میل کا
ممکن نہین کہ تیری کہانی تمام ہو — دفتر ہزار بار کھلے قال وقیل کا
بقراط کیا مسیح سے ممکن نہین علاج — ملتا نہین مزاج بھی تیرے علیل کا
کیون اسقدر اوٹھائے ہوئی سر ہی آسمان — اِک کنگرہ ہے یار کی قصرِ جلیل کا
شیرین ہے جس ہی کام انا املح العرب — شوریدہ و فریفتہ ہون اوس جمیل کا
یہ آپ ہی کا دل ہے دہان خطر گئی — جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبرئیل کا
پیری مین بھی فلک سے کرونگا نہ التجا — مُنہہ صبح کو خدا ندکھائے بخیل کا
اک پاؤن ہے رکاب مین اِک ہاتھہ باگ پر — یون منتظر کھڑا ہون مین کوس رحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
اے **قدر** تمنے حال سنا ہو خلیل کا

گو ذرۂ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا

سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے
یا وادیِ ایمن ہے یہ موسیِ عرفان کا

وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے
دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا

کیا حشر کا دھڑکا ہے خورشید جو بھڑکا ہے
اک نور کا تڑکا ہے میری شبِ ہجران کا

لاحول ولاقوۃ انسان کی کیا قدرت
خم کر نہ سرِ خدمت شاگرد ہو شیطان کا

قاصر ہو نہ ہمت مین کرسی طریقت مین
معراجِ حقیقت مین دل عرش ہے یزدان کا

گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسفِ کنعان کا

ہشیار دلِ آگہ مانند خلیل اللہ
پایان مین نگرتا رہ جو کام ہو عنوان کا

پھانسے ہین دل پر غم ہر حلقے مین ہی ماتم
اون گیسوون پر عالم ہے شام کے زندان کا

اس دشت مین ہین اکثر پامالِ بلا رہبر
دستارِ خضر گر کر جادہ ہے بیابان کا

دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین
یا دستِ زلیخا مین دامن مہ کنعان کا

خود بوجھ خودی کا ہے خود نفس اولجھتا ہے
خود میرے سر تہ پا ہے گوشہ مرے دامان کا

جو عمر مقرر رہی سانسون سے ہوا پر ہے
وقفِ رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا

تعویذِ لحد پایا جب دھر سے چین آیا
تعویذ یہ لکھوایا اس خوابِ پریشان کا

سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
مچھلی کی کرین دعوت یہ منہہ ہی سلیمان کا

تھا حقِ نمک تیرا آفت سے نہ منہہ پھیرا
ہے زخمِ جگر میرا مہمان نمکدان کا

قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
خنجر کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا

جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
ہر درکِ جہنم ہو اک تختۂ گلستان کا

جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی
بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ مُنہہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا — وہ مہرِ قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا

جب توڑ کے ہر ٹانکا پڑنے سی جنون جہانکا — چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تہا وہ اوس مین خزینہ تہا — مٹی مین دفینہ تہا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تہا دونون نے کیا ساجہا — الف نے مجھے پرکہا رحمت نے مجھے آن کا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ رے نصیب اپنا — نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تہا رگِ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خوابِ ستم دیدہ — تہا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

خُلق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے — صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وسے انسان کا

وہ پرتوِ کامل ہے وہ نور مقابل ہے — وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رُخ اوسکا جو پاؤنگا کام اپنا بناون گا — ائینہ دکہاؤنگا مین دیدۂ حیران کا

کر کے ایسی نصیحتین کاری
دوحۂ علم لہلہانے لگا ÷
خوشہ ہاے عمل اُترنے لگے
راست بازی سے بہر گئے دامن
ہو کے سب لوث دبیر یا اکبار
رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما
مہربانون نے مہربانی کی
جوش پر آیا فضل ربانی
ہوئے طالع بلند چمکا نام
جب میرا ایسا دور دورہ ہو
کوئی سوجھا نہ مجھکو ایسا علاج
امن کلی ہو جس سے اکباری
در علت مین قفل پڑ جائے
جب یہ کیفیت مزاج رہے

جب کیا مین نے نفس کو عاری
گل امید رنگ لانے لگا ÷
پختہ کاری کے پہل اُترنے لگے
بیرپائی کے لگ گئے خرمن
لگا کرنے علاج ہر بیمار
وسعت رزق کا بھی ڈہنگ جما
قدردانون نے قدردانی کی
ہوا منظور چشم سلطانی
کبھی خلعت ملا کبھی انعام
اثر علم طب مین غور ہوا
اصل صحت پہ آئے جس سے مزاج
نہ کرے عود پھر وہ بیماری
عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جائے
پھر عبث ظاہری علاج رہے

جیسے سلگاؤ عود دان مین عود
کرے سبکو معطر اوسکا دود

عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ
ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ

کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے

یا کوئی جسطرح جلائے شمع
ساری مجلس کو جگمگائے شمع

شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور
شمع روتی ہے بزم ہے مسرور

بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
لوگون کو کیا کہلے تو تجھکو کہلے

الغرض سب مین ہی یہی آسان
کہ ہو شغل علاج بیماران

لیکن اوسمین یہ التفات نکر
کہ مجھے سب بٹھائین آنکھون پر

ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
دین سب اوٹھ اوٹھکے سرو قد تعظیم

بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو
جس پہ ڈالون مین ہاتھہ صحت ہو

حق نما ہو ترا دل صافی
دل سے نسخے پہ لکھہ ہو الشافی

تا کہ دست شفا عطا ہو جائے
ہاتھہ جسپر پڑے شفا ہو جائے

راہ حق پر علاج کر کامل
غرض دنیوی نکر شامل

لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو
دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو

ہو مداوا مین جو کوئی طامع
کرے اوسکا ثواب بہی ضایع

دل مین سوچے کہ کون ٹھوکرین کھائے
کون نسیے پہ اپنا نقد گنوائے

کون جانے کہ حشر مین کیا ہو
یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو

یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
مال کو رکھے رکھے گھبرا کر

اوسے پڑجائین دامون کی لالے
اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

نہ کوئی میر کاروان طریق
نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق

جابجا ٹھگ جابجا قزاق
ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق

کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم
وقت رخصت مگر نہین معلوم

دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل
ایک خاکی و قدرتی ہے کل

جسکا ہے مینخ زندگی پہ مدار
چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار

گر یکے زین چہار شد غالب
جان شیرین بر آمد از قالب

جیسے ڈھانچا بناؤ مورت کا
عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا

بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ
کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ

کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے
ساری مورت تتر بتر ہو جائے

تن سے یون ہین جو دم نکل جائے
ساری ہیکل ابھی بدل جائے

جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو
جسم کا بند بند ڈھیلا ہو

سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو

پدر و مادر و زن و فرزند
دوست احباب اور بھائی بند

جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین
سب ترے موت کے فرشتے ہین

اسکی شادی نہ جان یہ غم ہے
بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے

کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا
الفراق الفراق کی ہی صدا

اونکی خاطر کما رہا ہے تو
جان اپنی کھپا رہا ہے تو

دھیان اونہین کا ہی جاگتے سوتے
اوڑ گئے تیری عقل کے توتے

جمع کرتا ہے مال اونکے لئے
مجھسے سن یہ مثال اونکے لئے

الغرض مین نے بعد رد و قبول — راے چارم کو کر لیا مقبول

کہ کمر باندھکر بدادا پر — ہوا راضی رضاے مولا پر

یون ہین چند سے بسر ہوئی میری — پھر طمع پر نظر ہوئی میری

مین نے دیکھا کہ اور مجھسے طبیب — کامیابی مین ہین بلند نصیب

مجھپہ سختی سے دن گذرتے ہین — اور وہ لوگ چین کرتے ہین

تھا یہ نزدیک سوچکر یہ راے — راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے

کہ یکایک ثبات کا لشکر — دشمنِ نفس پر گرا آکر

نفس سرکش کو پایمال کیا — خنجر صبر سے حلال کیا

دیکھکر مین نے دل کے یہ انداز — اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے — کہ حسد ایک خار صحرا ہے

تیرے افلاس پر حسد ہی کسے — پھر حسد منعمون پہ بیجا ہے

نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا — مفت ناری جلا ہی مرتا ہے

اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین — تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے

اس حسد سے تو خون تھوکے گا — یہی سوہانِ روح فرسا ہے

جاے عالی ہے عالم علوی — جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے

لوٹ ہو دیکھکر نہ سرخ و سفید — ارے بچون کا یہ گھروندا ہے

بندۂ حرص و آز ہی کیون قدر — کچھ بہی تجھکو خیال ہولا ہے

تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر — ہر قدم پر ہین جسمین لاکھ خطر

حال مادر ہے سب پہ روشن تر — گبر و آتش پرست تھی مادر
دخترِ عالمان زردشتی — لمعۂ دودمانِ زردشتی
جب مری عمر کے ستارے کا — ہفتمین چرخ پر دماغ گیا
ساتوین سال مین قدم رکھا — دوش پر ہوش کا علم رکھا
باپ مان پڑہنے کو بٹھانے لگے — مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے
جیسا سن میرا بڑہتا جاتا تھا — ویسا دل دیکے پڑہتا جاتا تھا
پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور — مین طبابت مین ہوگیا مشہور
ہوکے آگاہ اصل نقل سے پھر — راے لی مین نے پیرِ عقل سے پھر
کہ ہین اس علم کے نتیجے چار — کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار
ایک تو جمع کرکے کچھ زر و مال — باغِ عالم مین مثلِ گل ہون نہال
یا کرون ایسا کار دنیا مین — کہ رہے یادگار دنیا مین
یا کرون وہ نباہ عالم مین — کہ مچے واہ واہ عالم مین
یا کہ ڈر پردہ سب سے ہوکے جدا — رہون مین طالبِ رضاے خدا
مین تو پہلے سے جانتا تھا یہ بات — کہ وہی ہے طبیب نیک صفات
جو کرے جس جگہہ علاج علیل — سمجھے اسمین رضاے ربِ جلیل
اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت — اور خوشنودی خدا اک سمت
ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا — وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما
کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان — پک کے طیار ہوتے ہین جس آن
منون غلہ وکاٹ لاتے ہین — چار ابیلون کا مفت پاتے ہین

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے — در ہمت ہمیشہ باز رہے

جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر — صاف چل جاوے ناخن تدبیر

جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند — دوسرے کے لئے کرے نہ پسند

کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک — بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک

ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھہ — دے تو اس ہاتھہ اور لے اوس ہاتھہ

پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب — چاہیے ہو بغور معنے یاب

دیکھتا اور بھالتا جائے — اپنا مطلب نکالتا جائے

جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام — اوسکے موجب کیا کرے ہر کام

اسکے آگے ہین سب کتب بیکار — یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب مجھے — تب غم نے کیا کباب مجھے

ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو — ایک جام ایک شیشہ ایک سبو

جب تلک مانگے جاؤن لائے جا — جسقدر رہین یہین پلائے جا

کرے دریاے مے جو طغیانی — پھیرے میرے خمار پر پانی

فکر کو کر دے جوش بادہ صاف — کف دریا سے ہو زیادہ صاف

رنج ہو سب پھٹک کے یکسو یہ — بک اوٹھون داستان برزویہ

یون گنڈھاتا تھا وہ شراب سخن — یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن

کہ مرا باپ اک سپاہی تھا — مرد میدان کجکلاہی تھا

پکا کہانا نہین وہ کہاتا ہے — آنچ کہا کہا کے خود پکاتا ہے
گو کہ اک سود ہر زیان مین ہے — اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے
کیون نہین سود بے زیان لیتا — کیون زیان کا ہے امتحان لیتا
ان نصایح سے ہو جو رو گردان — رہے وہ شکل آئینہ حیران
نہین سنتا نہ سن ہماری بات — نہین پیتا نہ پی تو آب حیات
فوج غم جب کرے کسیکو تباہ — قلعۂ راستی مین لے وہ پناہ
استقامت نہ پھر خطا پہ کرے — ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے
جرم کرکے کرے نہ ہٹ دہرمی — نہین بہتر خطا مین سرگرمی
نام اسکا ثبات عزم نہین — نہین ہرگز یہ عزم جزم نہین
ہے سراب اور آب شیرین اور — آب اور آب خنجر کین اور
کرے پا لغز پر جو استقلال — ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال
جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے — کوئی اک سمت جائے بے پوچھے
اور وہ راہ مین بھٹک جائے — ق — چلتے چلتے ہزار تھک جائے
کبھی پائے نہ منزل مقصود — اسکی کوشش تمام ہو بے سود
بلکہ چلتا بڑہے وہ ناآگاہ — ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ
یا پڑے جسکے خار آنکھون مین — درد ہو بے شمار آنکھون مین
نہ نکالے وہ درد غفلت سے — ہاتھہ دہوئے کہو بصارت سے
ہے وہی مرد اور دانشمند — جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند
منہہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے — جی نہ ہارے بلائین آنے سے

دوسرے خوش معاملہ رہنا / راست بازون کا واہ کیا کہنا

تیسرے زاد راہ ملک عدم / ہے کمر مین تو پہر اوسی کیا غم

جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور / کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور

ہے مناسب کہ کسب مال کرے / پر وہ کسب از رہ حلال کرے

گو خدا رحمت انتہا کی کرے / گو زمانہ کسیکا دم بہی بہرے

پہر بہی کوشش کرے تو کیا نقصان / پہر بہی بہولا نہو تو کون زیان

دوڑ دہوپ آدمی کی شام و پگاہ / بخدا ہے خدا کے دین کی راہ

بیاے مجہول

اوسپہ بجنا بہی ہے ہشیاری / چشم پوشی ہے عین بیداری

یا توغفلت کو چٹکیون پر اوڑائے / یا توکل کے چھینٹے منہہ پر کہائے

اگلون کو اپنا اوستاد کرے / حسن اخلاق اونکے یاد کرے

اونکی سیر پہ کرکے خوب نگاہ / کرے کامون مین اون سے بسم اللہ

اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم / بس اونہین پر چلے قدم بقدم

اوسی ڈہرے ہی پر چلا جائے / اوسی چہاپے پہ کاڑہتا جائے

رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد / کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد

بات کوئی اگر نہ یہ مانے / معتبر اپنا تجربہ جانے

عمر اتنی کہان سے لائے وہ / کہ ہراک بات آزمائے وہ

سینے مانا کہ وہ بفرض محال / تجربے خود کرے ہزارون سال

محنتین سیکڑون اوٹہائے گا / جب کوئی نکتہ آزمائے گا

اوسپہ کہٹکا لگا ہے ہو کہ نہو / نسخۂ کیمیا ہے ہو کہ نہو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ
تھا دہان لحد دہانۂ چاہ

مگر اندہا تو اونہین ہو معذور
عذر بینا نہ ہو کبھی منظور

منھہ پہ دو آنکھین اونمین تیز نظر
پھر گرا دیکھہ بہال گر کیونکر

سنکے یہ سامنے وہ منھہ نکرے
کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے

چشم سان لاجواب ہو بینا
چشم سان آب آب ہو بینا

نخل دانشوری کا ہے یہ ثمر
کہ شریف النفس ہو اصل بشر

وہ شریفون مین سب سے اولی ہے
جسکو حاصل رضاے مولی ہے

جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ
پھر نہ اورون کو رکھے بے بہرہ

پہلے خود سیکھہ لے تو سکھلائے
پہلے خود دیکھہ لے تو دکھلائے

پہلے خود اپنے گھر جلائے چراغ
پیچھے مسجد مین لیکے جائے چراغ

پہلے خود آپ کو غیور کرے
پیچھے لوگون کا فقر دور کرے

پہلے خود خلق کا بنے مشتاق
پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق

نہ کرے آپ کو جو پہلے درست
اور تعلیم غیر پر ہو چست

اوس سے بڑھ کر نہین ہی کوئی ذلیل
ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل

کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے
دوسرون کا علاج کرتا ہے

جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو
اوسکو کھونے پر اوتنی کلفت ہو

مال دنیا رہا رہا نہ رہا
مفت کا رنج جاودانہ رہا

حال دنیا اسی طرح ہے مگر
تین امرون مین سعی ہے بہتر

اول اسباب زندگی کی تلاش
کہ رہے جس سے بین بین معاش

ایکدن فارسی مین منهه کهولا — منهه تو کهولا مگر غلط بولا
اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان — تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
قهقهه مار کر کہا کیا خوب — یہی منهه جو مرے نکالو عیوب
کچهه تمیز آپ کو بهی ہے کہ نہین — ہے مرے پاس تختهٔ زرین
اوس پہ لکهی ہے فارسی کی زبان — پهر مین بولون غلط خدا کی شان
اور تو کیا کہون تمهین بررو — ہے مثل اپنے منهه میان مٹهو
پس مناسب کہ صاحبان وقوف — کسب دانش مین دل سی ہون مصروف
علم کا گو جہان سے ہے محتاج — فہم لیکن ہے علم کی سرتاج
بے سمجهه آدمی نہین ہوتا — یون نہی جی رٹا کرے توتا
فہم سے تجربہ بهی ہو حاصل — لوگ ہون تجربے سی دانا دل
سیکهین دانا دلی سے طرز ادب — با ادب بانصیب ہوتے ہین سب
مرد دانش سے ہو خجستہ شعار — ہو کم آزار اور نیکوکار
جو سمجهه بوجهه کر ہو وارستہ — ہو وہ دام بلا مین پابستہ
جیسے کوئی مسافر بدراہ — کہ رہ پر خطر سے ہو آگاہ
اور اوسی راہ پر چلا جائے — خود لٹے وہ کسیکا کیا جائے
یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر — اور خود جانے اک غذا کا ضرر
جانکر اوس غذا کو کہائے وہ — شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ
مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین — نہ قضا آئے دونون جیتے پهرین
لیکن اون مین عجب تماشا ہو — ایک انکهیارا ایک اندها ہو

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین   عمر اتنی کہان سے پاؤن مین
شہر سے لاکے بار برداری   لیچلون دولت اپنے گہر ساری
نہین بہتر جو بار ہا لیجاؤن   دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاؤن
چند حمال ایسے لے آیا   جنکا گہر کہوج جانتا ہی نہ تہا
سب خزانہ لدا دیا اون پر   تاکہ پوہنچائین جاکے میرے گہر
آپ پیچہے ٹہٹک رہا احمق   تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
اوسکی نظرون سے ہوگئے جب دور   لے اوڑے اپنے اپنے گہر مزدور
دیر کے بعد وہ بہی گہر آیا   اوسکو گہر مین نہ زر نظر آیا
کف افسوس ملکے کہتا تہا   اوڑگئی ہاے سونے کی چڑیا
اوسنے عجلت جو کے بنادانی   رہگئی مفت کی پشیمانی
اصل ہر چیز کا سمجہنا ہے   ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے
ایسا رٹنا حمق نہایت ہے   سنیئے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی دہن   کہ کرے فارسی مین طرز سخن
ایک فاضل سے اوس سے الفت تہی   ایک تختی اوسے سنہری دی
کہ مجہے فارسی زبان لکہدے   لکہدے اے میرے مہربان لکہدے
جب کہ تختی پہ لکہہ چکا فاضل   گہر اوٹھالایا اپنے وہ جاہل
دیکہا کرتا تہا جب نہ تب تختی +   سوچا مین پڑہ گیا یہ سب تختی +
چاہیئے مجہکو مرحبا کہنا   اب مری فارسی کا کیا کہنا

سولھوین باب مین یہی ہے خبر | دور گردون پر التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مہر بزبان بزرگ مہر

درج دانادلے کا دریتیم | کون یعنی بزرجمہر حکیم
یون پروتا ہے دُرسلک سخن | یون روان کر رہا ہے کلک سخن
کہ زبانون مین سب زبانون کی | ہندیون نے کتاب ایک لکھی
نام جسکا ہے کرنک ودمنک | اوسمین دس باب سب ہین آخر تک
دل لگی مین ملائی حکمت وپند | تلخ دارو مین جیسے شکر وقند
خرد سالون کو تا گوارا ہو | کہیل مین یاد نسخہ سارا ہو
اور جب اونکو فہم کامل ہو | تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے | اور پہر بعد ایک مدت کے
اوسکے لڑکے کے ہاتہہ مین پڑ جاے | مدۃ العمر مفت چین اوڑاے
ہے غرض یہ کتاب اعجوبہ | طالبان سخن کے مطلوبہ
پر ہے اسکے مطالعے مین شرط | کرے معنی مین اسکے غور بہ فرط
بحر دانش مین خوب ہوے غواص | تا ملے گوہر معانی خاص
نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے | گہانس سی کاٹتا چلا جاے
پڑہے جاے نہ سمجھے یا سمجھے | ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
پڑہے بے سمجھے اوسکو جو بعقل | اصل سے ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی ہے ایکدن بے رنج | ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

سولھون باب اوسمین لکھے تمام ۔ اور رکھا عیار دانش نام
اب اوسے نظم کرکے اُردو مین ۔ کیا مچائین ہین قدر رندو مین
سولھون باب اس مین ہین منظوم ۔ رہے قایم جہان مین یا قیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین ہو گئی ترقیم ۔ گفتگوے بزرجمہر حکیم
باب ثانی مین حال برزویہ ۔ اور سب قیل و قال برزویہ
باب ثالث لکھا اُس آئین کا ۔ کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا +
باب چارم سزاے بدکاران ۔ ہے مناسب براے بدکاران
باب پنجم مین فایدے وہ لکھے ۔ دوستون کے جو یکدلی مین تھے
اور باب ششم مین دی یہ خبر ۔ نہ فریب عدو سے رہیے نڈر
باب ہفتم مین ذکر بے خبران ۔ پھر ہے مقصد طلب کا کسل بیان
باب ہشتم مین شر شتابی کا ۔ اور انجام اس خرابی کا
ہے نوین باب مین کہ دور اندیش ۔ کسطرح دشمنون سے پائی پیش
باب دسوان ہے کینہ ور کا ذکر ۔ نہ خوشامد پر انکی ہو بے فکر
گیارہوان باب عفو عصیان مین ۔ کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین
بارہوین باب مین یہ ہی مذکور ۔ ہے خبر او سزاے کار ضرور
تیرہوان باب حرص آز مین ہے ۔ اور افزون طلب کے راز مین ہے
چودہوان باب حلم شاہان مین ۔ ہے گرانباری نمایان مین
باب پندرہوان بیوفاسی گریز ۔ ان سے اور انکی باتون سے پرہیز

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور — سب مین تہا جو دوانقی مشہور
اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا — بو الحسن جو بن المقفع تھا
کہ لکھے پہلوی سے تازی مین — ہو وہ مصروف سحر سازی مین
عربی کا جو چل گیا پہلو — پہلوی کا بدل گیا پہلو
پھر بحکم نصیر سامانی — فارسی ہوگئی بہ آسانی
رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم — فارسی مین کیا اوسے منظوم
ہوا بہرام غزنوی پیدا — جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تھا
اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ — بو المعالی و نام نصر اللہ
اوسکو بہرام نے بلا کے کہا — اپنے جوہر دکھا دے اے دانا
عربی کی کلیلہ دمنہ سے — جو لکھی ہے بن المقفع نے
ترجمہ کرکے فارسی مین دکھا — ماہ نخشب اس آرسی مین دکھا
الغرض حکم وہ بجا لایا — فارسی مین اوسے بنا لایا
عربی شعر اوسمین داخل تھے — اور الفاظ سخت و مشکل تھے
پس بحکم امیر شیخم سہیل — تھا سہولت سے جسکے طبع کو میل
نسخہ پورا حسین واعظ نے — چہانٹا ملا حسین واعظ نے
کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیس — نظم عمدہ تمام نثر نفیس +
کم کئے اوسنے اولین دو باب — سے چمکے انوار نجم بخت کتاب +
پھر بحکم جلال دین اکبر — شاہ دہلی و معدلت گستر
لکھ کے لایا ز روے استادی — شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب		نقل کر کے گیا وطن کو شتاب
جو مین بہر آب رفتہ آ پونہچا		بحر الفت کا آشنا پونہچا
عقل آئی دماغ ایران مین		نور آیا چراغ ایران مین
آئی کنعان مین بوے پیراہن		پھر بہار آئی جانب گلشن
ہوئی سرسبز کشت ایرانی		سوکھے دہانون پہ پڑ گیا پانی
ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن		کیا کسری نے دہوم دہام سے جشن
لیکے اوٹھا کتاب برزویہ		پڑھ گیا سارے باب برزویہ
اوٹھی اک وہ اہ واہ تا بفلک		اوڑ گئی آسمان کی چہت تک
لیگیا شاہ اوسے خزانے مین		کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین
بولا برزویہ مال ہے کیا مال		مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال
ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو		تا رہون یاد اہل عالم کو
کہا شہ نے کرون مین شاد تجھے		تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے
پھر بحکم شہ سخی و کریم		لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم
پہلوی مین لکھی تمام کتاب		اوسمین ٹھہرائے اوسنے سولہ باب
سولہون اس حساب سے لکھے	ق	دس تو اصلی کتاب سے لکھے
اور چہہ خود بڑہا دئے اوسنے		دو اوائل کے چار اواخر کے
عہد نوشیروان سے ایران مین		اسکو رکھتے تھے گنج پنہان مین
سب ملوک عجم نے حرمت کی		یعنی اسکی بہت حفاظت کی
یہ سفینہ عجب سفینہ تھا		بادشاہون کا علم سینہ تھا

اوسکی مجھکو تلاش ودانی ہے　　عاقلون کو اشارہ کافی ہے
وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور　　ہنسکے بولا یدھر بھی کرنا غور
ہمسے اوڑتے ہو تا اوڑاؤ مال　　گنج حکمت کو تم کرو پامال
سلطنت کا چراغ لیجاؤ　　مفت مین سبکو داغ دیجاؤ
ہمکو یون سبز باغ دکھلا کر　　اپنے شہ سے ہو سرخرو جاکر
تم بڑے پختہ کار ہو صاحب　　تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
اُف رے دانا یہ تیری دانائی　　بل بے یہ عقل کی توانائی
جو کہ ہو عقلمند پہچانے　　مرد دانا کو آٹھ باتون سے
بردباری و خویشتن داری　　اور فرمان بری سلاطین کی
اور تشخیص محرم اسرار　　پوشش راز ہائے ہر کردار
اہل دربار کی رضا جوئی　　بیٹھکر محفلون مین کم گوئی
کچھ نہ کہنا بغیر پرسش کے　　یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے
خصلتین یہ عجب ہین برزویہ　　تجھ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ
ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے　　دل و دین جان و جسم دے ڈالے
اسلئے مجھکو تیرا فرمانا　　چاہیئے آنکھون سے بجا لانا
کسطرح صاف دون جواب تجھے　　بیچ کر جان دون کتاب تجھے
بولا برزویہ تجھپہ جان فدا　　شکر تیرا نہ مجھسے ہوگا ادا
سچ ہے جھوٹا نہین ہے قول کبار　　خاک از تودہ کلان بردار
الغرض وہ کتاب لاثانی　　دی برہمن نے اوسکو پنہانی

السی چین جنکے چیدہ باتین تمام ۔ رکھدیا ہے کلیلہ دمنہ نام
ہے وہ زیب خزینۂ شاہان ۔ ہوا دنہین سے اگر کوئی خواہان
تو وہ مخفی خزینہ ہاتھہ لگے ۔ حکمتون کا سفینہ ہاتھہ لگے
جب یہ نوشیروان کے کان پڑے ۔ جان مین اوسکی تازہ جان پڑے
ایک برزویہ تھا طبیب وہان ۔ تھا جہان گرد اور چیدہ جوان
دئے اوسکو ہزار ہا توڑے ۔ تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے
سوے ہندوستان چلا جائے ۔ جانب بوستان صبا جائے
چلتا پھرتا ابھی نظر آئے ۔ اور لیکر کتاب گھر آئے
بس چلا سوے ہند وہ رہگیر ۔ جیسے چھوٹے کڑی کمان سے تیر
نظر و برق و تیر و آہ بنا ۔ صرصر و فکر و موج و ماہ بنا
ملک ایران کجا کجا پونہچا ۔ ملک ہندوستان مین آ پونہچا
آیا وہ شوق کامرانی مین ۔ راے رایان کی راجدہانی مین
راے پرتاب چند صاحب فوج ۔ راے رایان شہنشہ قنوج
اوسکی بستی مین آکے برزویہ ۔ شہر مین پھیرا کے برزویہ
اک برہمن سے گتھہ گیا فی الحال ۔ راے ہندی کے تھا جو ناک کا بال
دیکھا برزویہ کا جو علم و ہنر ۔ برہمن نے بٹھایا آنکھون پر
گو برہمن نے گرمجوشی کی ۔ پر بہت اسنے رازپوشی کی
خوب نظرون مین جب وہ سے تولا ۔ ایک دن ہنستے ہنستے یون بولا
بے زبانون سے جب زبان لڑی ۔ سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

ایسی اک شاخ داستان ہوتے — بے زبانون کی بھی زبان ہوتے
شوق دلوا کے سبکو القصہ — اب سناتا ہون بر محل قصہ
پاس کسری کے اک برہمن تھا — جسکا ہندوستان مین مسکن تھا
بزم افروز و بذلہ گوے و ندیم — حکمت اندوز و نیکخوے و حکیم
ایک دن آیا جب وہ فرزانا — پوچھا نوشیروان نے اے دانا
لوگ یونان مین کرتے ہین مذکور — ہند مین چند کوہ ہین مشہور
اونمین ایسی دوائین ہوتے ہین — جس سے مردے بھی زندہ ہوتے ہین
اے برہمن تو ایسی چالین چل — ہاتھہ آئین مری وہ امرت پھل
ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی — لوگ بٹتے ہین ڈہول کی رسّی
نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا — نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا
ہندیون کا یہ زہر بویا ہے — اسمین اک تہ کی بات گویا ہے
اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور — لفظ بیشک یہی ہین معنی اور
کوہ سمجھے ہین جنکو لوگ وہان — ہین وہ فرزانگان ہندوستان
اونکی باتین ہین ساری کام روا — لوگ سمجھے ہین جنکا نام دوا
جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ — کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ
باتین سن سنکے جب وہ ہوش مین آئے — نوشدارو سے مردے ہوش مین آئے
سبکے سب وہ پڑی تھی فانی سے — جی اوٹھے آب زندگانی سے
یہی باتین اونہین دوا ٹھہرین — موج سرچشمۂ بقا ٹھہرین
الغرض ملکے کاردانون نے — عقلمندون نے خوش بیانون نے

محراب ہے ابرو تو جماعت صفِ مژگان
پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت

اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان
بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت

باتون سی کرین زندہ اشارون سے جلائین
ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت

سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا
یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت

انصاف ہے اس فیض پہ بدنام رہون مین
یسین سے تا مرگ رہے مجھکو ندامت

اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا نوکر
کھو دیجئے اب سکے نصیبونکی بھی شامت

سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تھی سفارش
مین آپکا کہلا کے سہون ایسی ملامت

اے **قدر** یہ کیا بکتا ہے بکنے بھی دے اسکو
لاحول ولا کھوئی گئی تیری بھی کیاست

کردیگا اگر عین عنایت سے اشارہ
یسین کو ہوگی کسی عہدے پہ اقامت

دیتا ہون دعا تمکو یہ ہے میرا طریقہ
محسن کی پرستش ہے شب و روز مرامت

جب تک کہ ہے عالم رہے اقبال یہ عالم
جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ نثرِ کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آئے وہ جوش
اوڑے خُمِ دوات کا سرپوش

جوش وہ مجھے سیاہ مستی کا
بادہ ابلے سخن پرستی کا

صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب
نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب

جو سنے سنکے مست ہوجائے
پست ہر خودپرست ہوجائے

چوب چینی بنے نہال سخن
مے کہنہ ہو داستان کہن

اوسی آواز پر چلا دلریش — پیچھے یہ تہا صدا تھی پیشا پیش
کوہ سے صورت صدا نکلا — دشت سے صورت ہوا نکلا
تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر — جیسے چھوٹے کڑی کمان سے تیر
جاتے جاتے یہ گاؤن مین پونہچا — بھونکتا تہا جہان وہی کُتّا
ہوا کُتّے سے جبکہ گاون نمود — گاون سے پائی منزل مقصود
دیکھہ اے شاہ جاے عبرت ہے — ارے بدراہ جاے عبرت ہے
ایک کُتّے نے دیکھہ آخر کو — کیسا پونہچا دیا مسافر کو
نہوا پاک وہ سگ ناپاک — لیکن اسکا ہوا بکھیڑا پاک
توبھی سنکر مری صدا پونہچا — ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونہچا
تجھکو کیا مین کوئی ہون کس ناکس — بر رسولان بلاغ باشد و بس
دیکھہ اے قدر اب تو آنکھین کھول — سر ہے کھیل اور اپنے منہہ سے بول
صاف ظاہر پرست دنیا ہے — کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے
دل کا احوال تجھکو کیا معلوم — کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم
کیون کسی کو برا بھلا جانے — کون کس دہن مین ہے خدا جانے
حال دل کا سمجھنا ہے دشوار — محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ درسپارش محمد یسین بخدمت مہراج نراین تحصیلدار ہردوئی

اے قبلۂ حاجت مرے مہراج نراین — اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
دیدار ترا جلوۂ گل چال بہارے — رخ پھول ہے لب غنچہ ہے شمشاد ہے قامت

کوئی باتون مین سلطنت چھوڑے
سنکے واعظ رفیع تاڑ گیا
میخ زرین نگل زدم نہ بدل
کھکے کرتا اوٹھایا ململ کا
آئے گھر مین جو وہ خدا کے شیر
بولا اتنا ہمارے واسطے ہے
نہ مرے فعل مین خلل کرو تم
پھر یہ واعظ نے پند فرمائی
اِک مسافر بھٹک گیا رستہ
ایک انسان اور ویرانہ
جھاڑی جھوڑی ہوئین چٹانین صاف
کہین جادے کا تہا نہ نام و نشان
نقش پا کے نشان زمین سی گم
کہین پتا جہان کھڑکتا تھا
اوس سے وحش و طیور بہاگتے تہے
جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا
گاہ اودھر دوڑا گہ اودہر دوڑا
جا کے پونہچا جو بر سر الوند
کی صبا نے جو بادپیمائی
کوئی سونے مین لادلی گھوڑے
بولا اے تاجدار ملک حیا
ساری دولت گئی ہی خاک مین مل
ٹاٹ کا انگرکھا نکل آیا
ایک بدھنا تہا یا کتب کا ڈھیر
اور جو ہے تمہارے واسطے ہے
میرے اقوال پر عمل کرو تم
کہ یہ لو اک مثال یاد آئی
کوہ و صحرا مین ہوگیا خستہ
جس سے سبزہ تلک تہا بیگانہ
سنگ مرمر کے طور سے شفاف
جسطرح چاندنی مین کاہکشان
جسطرح دہوپ مین نہون انجم
یہ اودہر کی طرف لپکتا تہا
خضر بہی دور دور بہاگتے تہی
اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا
جان پر کہیلا کوہ پر دوڑا
ہوگیا ساز گار بخت بلند
اک طرف سے صدائے سگ آئی

مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا انہی
واعظ دین رفیع قزوینی

وعظ مین اک کتاب کہہ جو چکا
جا بجا اوسکا ہو گیا شہرا

گرم بازار پند ہوتا تھا
جو اوسے سنتا تھا وہ روتا تھا

ہو رہے تھے بلند آوازے
کھل گئے تھے جنان کے دروازے

تھے خریدار سب امیر و فقیر
جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر

آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب

ہو گیا صاف تارک الدنیا
بند کی آنکھ کھل گیا پردا

کُنجی ہاتھ آگئی خموشی کی
گنج و ثروت سے چشم پوشی کی

ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ
گنج پونہچا بسوے ویرانہ

ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال
چلکے دیکھہ آئے رفیع کا حال

کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے
لون خبر مین وہ باخبر کچھ ہے

آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر
دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر

دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی
کہین بو تک نہین فقیری کی

گھوڑے باندہے ہین میخ زرین مین
خود ہے بزم بہشت آئین مین

دیکھکر اوسکا روپ چکرایا
جا کے واعظ کے پاس فرمایا

خوب دہوکا دیا قصور معاف
اب کھلے آپکے تمام اوصاف

چاندی سونے کی میخین واہ جی واہ
مرحبا مرحبا جزاک اللہ

[۱۴] جو پیر و جوان ہے تازہ رو ان ہر طرفہ سماں ہے نازاں ہے
حاکم کی مدد ہی لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایاں ہے
آباد ہی عالم خلق ہر بے غم عیش کا ہر دم ساماں ہے
کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستاں ہے

[۱۵] جے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہی پیارا
جے جے ہی یہ داور اسکے برابر کب ہے سکندر یا دارا
جے جے ہی یہ عادل حاکم کامل اسکا مقابل کیا یارا
جے جے یہ تماشا دیکھو دورا نا ثابت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین
صلاح کار کجا و من خراب کجا
فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیرانرا
کہ یک ردیف متحرک دگر روے ساکن
غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را
مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن
بسوے عیب چو شاعر کند اشارۂ نغز
نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد
سپس ز نفس خطا تازہ کرد عذر خطا
اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف

بدین فروغ گہربار و از سحاب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا
خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا
تراست پایۂ این مایہ احتساب کجا
نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا
بنزد عقل بود در خور عتاب کجا
صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے **قدر**
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

وہ ناز کا لہنا گردہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جھیلے
وہ گال گل تر صدقے ہو جن پر لب کے مکر بوسی لے

۵ آباد دکان ہی پیر مغان ہی ایکسان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان سے مشفق جانان ہے
رندونکا چلن ہے شیشہ نگن ہے قہقہہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشاق کہتا ہی ساقی ہان ہان ہے

۶ ساقی ہی نرالا بہولا بہالا آنکھہ پیالا متوالا
ساقی ہے بلا کا دل ہی کوتا کا مارا ادا کا اک بہالا
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا سب سے ہے سارا رخ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے ڈہب کا وعدہ تہا کب کا کیا ٹالا

۷ رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
بگڑی ہی جو سنبہالی ٹر کے دہپالی بجتی ہی تالی بہاگا ہے
واعظ کی خرابی ملکے کبابی آئے شرابی دنگا ہے
ہتھہ پہیری ہور ندو جو ہو وہ ہو شیخ کا ابتو دورا ہے

۸ ہی شیخ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کا لاکھو نپہ چمکا اسکا ڈہکا دل ہارا
پرکالہ آفت برج لطافت نو ظرافت سیارا
غشی ہی بلا کا پتلا ادا کا اوسنے پیتا کا وہ ملا

۹ جوبن وہ قلم کے داہن دو نکی فقرے ستم کے کیا چمکے
حب نازک ادائین باندہین ہوائین برسین گہٹائین تہم تہمکے
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل یہ ہین قطرے شبنم کے
ہونٹہ اپنے جو کہولے طوطی بولے موتی رولے عالم کے

۱۰ عالم یہ ہی جوبن بدلی ہی چتون گلشن گلشن سرو وسمن
پہر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن
لو تیرہ صدی کا ختم ہی دورا دورے نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کا لارڈ رپن

۱۱ کسری کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہین او نکے جو نائب لائق صاحب خاص مصاحب یکجانی
بخشش مین ہین حاتم دہاک مین رستم مشکل علم ہی پانی
راضی ہی رعیت وہ واہ ری حکمت محض حکومت پہچانی

۱۲ قانون بنایا خوش ہو برایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعا دی دہ پایا
بیدخلی کیسی کہیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

۱۳ شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور مہر منور ماہ انور تازہ روان
پہر ملک ادوہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارا ہی تابان
دربار مین بیٹہے ملکر ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

ہلانے جو ہین خویش اور یگانے وہ لگائے ہین ٹھکانے یہ خبر سُننکے ستم کی کہ گھٹا چھائی ہی غم کی اودہر اک برق بھی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین بخوف تحاشا ہوا ناگونکا تماشا یونہین پونا کی بغاوت یونہین ہسپا کی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو بنئے کی بن آئی جو ٹکے سیر مٹھائی تو ٹکے سیر گھٹائی یہ سب اِک بہاؤ لگائی کہین **کشمیری** ٹرہی ہے کہین تل چار دہڑی ہے ابھی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اُڈے ہے ہین میان ٹکس غضب کے بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہو ہے نئے ڈہب کے یہ لگائے گئے دیکھے ہمین کیا دکا دبائے ہمین کیا ٹکس دہرائے کہ ادہر چار کمائے تو ادہر آٹھ اڑائے ہمین کیونکر ہو اُداسی نہ رباعی نہ خماسی کہ حقیقت ہے ذراسی کبھی بجتی نہین باسی نہ کبھی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی ستین ہین وہی پھر اوڑتی چھتین ہین وہی چکنے کی دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پھر کیفیتین ہین وہی رندونکی گتین ہین وہی پھر تہنیتین ہین کہ خوشی ہے بڑے دن کی +

تربھنگی چھند

۱
ہے ابر یہ جوبن نکھرا گلشن اترا کہن کجلی بن
سوروں کی وہ کوکین ندنہ چوکین خون نہ تہو کین دل ہو مگن

بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دل کی لپک ہے یہ ساون
پھولونیہ وہ بلبل سرو یہ صلصل عشقہ و سنبل و امادن لین

۲
کوئل کی صدائین ٹھنڈی ہوائین اودی گھٹائین من بہائین
بجلی کے جگر کو نور قمر کو موج گہر کو تڑپائین

وہ نور کی نہرین نہر کی لہرین نظر رین ٹھہرین بہجائین
سبز کی لہک پر گل کی مہک پر حور ین فلک پر ترسائین

۳
حیران ہین مالی جانہین خالی ایسی جمالی ہریالی
تاکونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ ہے پیہم متوالی

گو چھینٹ بھی چکی ہر پڑ کی ہی ایسی جھکی ہر ڈالی
سب پھول جو کھل کر گر پڑے پل کر پتون نے مل کر دی تالی

۴
وہ رندونکی میلے مستونکی ریلے میلے ٹھیلے البیلے

وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لے لے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ ڈنگا اودہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہی جنگلی بہلا چنگا وہی رہزن وہی اکو
وہی یعنی شہ **زولو** وہی یعنی **سیٹوایو** وہ اوٹھالو لو ہے لولو تو ہوا کیمپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا چنگل وہ دبار ستم زابل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی مُنہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے پہنکار بڑا قہر کا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دم سم یہ جو میدان مین
آ گئے تو بڑی ڈُند مچا لے ابہی رن سر پہ اوٹہا لے ابہی دہنکار سے چہا لے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چھٹے تیر دن کے سینو لے بڑے بس فوج مین گولے
چلے تو یون کے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بد رائی غضب
چار دنطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لائے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیمپ مین مارے ہوے
مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوؤن نے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا لپکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا حملے پہ لشکر وہ چلی قہر کی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان
تہ و بالا جو رُکا بڑہ کے رسالا ہوا کبار او جالا تو عجب رنگ دکہایا کہ ہے میدان صفایا سیٹوایو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گر جنے لگے طنبور ہوے لیکپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جشن بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہوئی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ بیم مچی برہما مین بہی گہم گہم کہ وہان نکا شہ اظلم بہی لگا سر ہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

ہوے سرکار مین حاضر یہ بھی خیر اونکی تھی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا وہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تھا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تھا بالا اوسے کر کے تہ و بالا لیا مرنے
کا سنبھالا ہوئی سرکار بھی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جھاجھم وہ پیادون کی جھاجھم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین جھیر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین تہپر کہین ریتل کہین ٹھیکر کہین گہوڑون کی وہ پڑ پڑ کہین سیل زمین کی
وہ کہڑ کہڑ کہین توپونکی وہ گڑ گڑ کہین بندوقونکی تڑ تڑ کہین برچھونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہما ہم جو چلین تو ہین دنا دن جو کہچین تیغین زنا زن ہلی دن دن
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا بھٹا ر دبا ہون کا گلا ہوا میدان
مجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ بجی نا ے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چمن ہو گیا
داغی تو ہوے خار وہ باغی چڑہے پہانسی پہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹھنک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بجھی تقدیر چمک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ اودہر سے ہی شکایت تو ادہر سے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابھی رائے زنی تھی ابھی دونون مین بنی تھی
ابھی تو صلح ٹھنی تھی ابھی تو گاڑہی چہنی تھی بچھی الفت کی تہی چوسر کہ ہوا گنجفہ ابتر ابھی تو تاج تھا سر پہ
ابھی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سر دبن یہی اسنا دکے ہین گن یہی اس چکّی کی ہی دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دل آلے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تھے جو بڑے مرد وفا تھے جو پٹھانون کے چچا تھے وہ گئے ہند کے ماتھے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہی حکمت کی لیاقت یہ ہی حکمت کی حکومت کو جی لارڈ لٹن کہے

چہ طوبی است اختر رونق فزائی	فروغ شمع زینا السمائی
فلک را زینت و ہر ہفت این ۹ نہ	محمد رضا من اکبر طال عمرہ
ربیع الاخر و ہم روز شنبہ	برائے انجمن بست و ششم بہ
چو روے روز بند و برقع شام	نماید بست و ہفتم چہرہ از بام
شب بزم مہ و پروین ہمین است	ہمین است و شب تزئین ہمین است
تعالی اللہ چو انجم دوستانند	بادج فرقدان فرقم رسانند
بدنیا میرسد آدم بہ آدم	من و احباب و شور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع دو صد و پنجاہ و شش رکن دارد

المشہور بہ بحر طویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار بل ہے یہ بہی یار و نکی زٹل ہے یہ بہی اک اپنی چہل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی وہ بکر کود مچائی ذری شرمسار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دنگل کہین فوجون کی بند ہے دل کہین انسان کا جنگل کہین جنگل ہین ہے منگل ابھی رن بول رہا تہا وہ کمر کہول رہا تہا وہ اسی رول رہا تہا یہ ادسے تول رہا تہا کیا سرکار نے داوا دیا گہوڑون کو جو کا دا ہوا پریون کا جیلا دا ہوا وحشت کا مداوا چلے بجلی سے جو لشکر وہین بورایا مچہندر وہ گری سیب ٹپک کر ہوا **کابل** کا کچومر دہ جو بہیڑون کے نگہبان تھے میان **شیر علی خان** نرہا جب سر و سامان ہوئے بے دُم ہی گریزان جو مزار آئے دہان سے تو دے ئے مگر نے جہانسے کہ دبے پادن جہان سے وگزر ہی گئے جان سے رہی **یعقوب علیخان** صفت یوسف کنعان وہین تھے قیدی زندان ہوی جہنکار سے سے شادان گئی خود گندمک آخر

که خدمت ہو گی خاطرخواه احباب — مری آنکھین ہین فرش راه احباب
برات اوس رات کو ہے چشم بد دور — بہر اوس پر روشنی نورٌ علیٰ نور
رہیگا ایسا ہر شب ناچ گانا + — که گردش اپنی بہولے گا زمانا
ہوا ہے وه کریگی چرخ سائی — فلک کے منھ پہ چہوٹے گی ہوائی
مه شوال ہے احباب کی دید — جو سب آجائین ہو گھر مین مرے عید
مرا یہ آپ کو لانا مبارک — مجھے یہ آپ کا آنا مبارک
مرے واجد علی کو یا الٰہی — مبارک تین دن کی بادشاہی
کہین روح الامین سدره سے آمین — بحق نون و صاد و قاف و یٰسین

رقعہ نکاح

عروس حمد یزدان جلوه آراست — که نقد نعت احمد رونما خواست
بزلف نعت و انداز رسایش — علی شد بستهٔ دام ہوایش
تبار نفس او دنیش نواگر — بعقد رشته اش پیوند حیدر
بیا ساقی بیا جوش نشاط است — بہاران فرش بزم انبساط است
بده جامی که بار آرد شگفتن + — بود ہر غنچهٔ دل صحن گلشن
چو موج قلقل از مینات خیزد — صفیر عندلیب از برگ ریزد
صدای خنده ہای غنچهٔ دل — مبارک باد گوید با عنادل
که ایدون از فروغ بخت بیدار — فلک را شد منور چشم دیدار
در نزہت بروی خلق وا کرد — بلفظ بزم طوطی اسمش ادا کرد
بزہره از زمین آواز دادند — که بزم کدخدائی ساز دادند

میرے احوال سے کچھ بڑہکی اینٹھی ہے تباہ
دو تباہ ہونگا جو ہو ساتہہ تباہی ہوش

میرے دانتون تو نہ ٹوٹین گر یہ کوے کی چنبے
یہ سنا ہے کہ کہین جوڑ دے لوہے کو سرش

گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام
ہو نہین افلاس مین خورش تیری تصدق سے ہوش

جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر
جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعہ نکاح

عروسِ حمد کی برقع کشائے
ہے معشوق ازل کی رونمائی

کجا خامہ کجا وہ روے نیکو
برات عاشقان بر شاخ آہو

نقاب نعت اولٹ کر دیکھیئے خوب
کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب

دل از عشق محمدؐ ریش دارم
رقابت با خدا سے خویش دارم

پہر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون
علیؑ نفس نبیؐ ہے کیون بجا ہون

ملا ان دونون نے وہ غازہ دین
ہے روے فاطمہ کا آب رنگین

ادہر اے ساقی رنگین ادا دیکھہ
کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھہ

نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے
قلم اپنا براندی کی قلم ہے

مرادین آج منہہ مانگی ملی ہین
تراشِ خامہ کی باچھین کہین ہین

مری آنکھون کا تارا راحتِ جان
مرا نورِ نظر واجد علی خان

اوسیکی دہوم یہ ساری مچی ہے
مہ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے

سنوارے گی جو گیسو گیارہوین شب
کرینگے رسم ساچق کا ادا سب

اوسی شب کو حنا بندی کرینگے
نئی چالون کی پابندی کرینگے

جو چمکے بارہوین شب کا ستارا
تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

دوستونکے جو جو دشمن ہین وہ سب ہو جائین دوست
دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان

دوست دشمن کا جو قصہ **قدر** سن پائی ذرا
دو ہی لفظونمین کرے بس ختم ساری داستان

زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو
نام رکھکر اس قصیدے کا وہ **گشت زعفران**

تمت

قطعه

جناب منشی عالی گہر جواہر لال
مین جس ہکا نمین رہتا ہون سنئیے اسکا حال

جو دنکو دہوپ سے ہے سر پہ تورات کو شبنم
یہ خشک و تر ہے مری جان کیلیے جنجال

بہت ستایا ہی جی مین ہے اوسپہ بانس پڑین
یقین ہے اوسے ماریگا آپکا اقبال

تمام بانسونکی خاطر کنودن مین بانس پڑے
مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال

سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت
جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال

مجھے بھی دیجیے اونمین سے اسی تو بانس
جو حکم ہوا ابھی کٹ آئین کچھ نہین ہے محال

جو کچھ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر
قرار بر کف آزادگان نگیرد مال

برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین
نہ آپ ہونگے امیر اسمین اور نہ مین کنگال

جواب دوگے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین
نہ صبر درد دل عاشق نہ آب در غربال

قطعه

تو ہے وہ نخل سخاوت کہ باغ رحمت
تو ہے وہ میری دوا مرہم زخم دل ریش

کہ جو کانٹا بھی لگے میری تو ہو تجھکو کھٹک
کہ جو پہنچے مجھے کچھ دکھ بھی تو ہو تجھکو کلیش

تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے
تو جو سیدھا ہو تو کیا کرسکے چرخ بد کیش

دیکی عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال
نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا　　تیرے ابرو کشتیِ بحرِ نجات بیکران
تیری پتلی وقتِ مشکل پر غریبون کی سپر　　تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیر و سنان
تیری آنکھین میری خاطر آہوِ دشتِ مراد　　تیری نظرین میرے حق مین دو کمندِ امتنان
یک نظر فرما کہ مستغنی ہوم زابناے جنس　　ہاتھ پھیلانا پڑے مجھکو نہ پیشِ ناکسان
بلکہ وہ خود ہاتھ پھیلائین تو دون نقدِ صلہ　　بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون دادِ فغان
روشنی پھیلے یہ میری وہ کرین کسبِ ضیا　　مہر گردون مین بنون وہ لوگ ماہِ آسمان
تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے　　شکرستان تو بنا مین طوطیِ ہندوستان
تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون　　تو جو ہے فخرِ امیران مین ہون فخرِ شاعران
تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور　　تو اویسِ عہد ہی اب مین ہون سلمانِ زمان
جب برس پڑتا ہے تو اوس دم چمک اوٹھتا ہون مین　　تو ہے اک ابرِ سخاوت مین ہون اک برقِ دمان
جس جگہہ تو گلفشان ہے اوس جگہہ گلچین ہون مین　　تو جہان ہی باغِ نزہت مین وہان ہون باغبان
تیرا دستِ فیض میرا خامہ رک سکتا نہین　　جو تری طبع روان ہی وہ مری طبع روان
تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے　　تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان
فیض ہین تیرے نہان سب آب گوہر کی طرح　　سائلون کی شکل سے ہوجاتے ہین لیکن عیان
عیب ہین میرے گران سب کاغذ زر کی طرح　　قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنجِ شایگان
جب تلک فیضون سے ہون اربابِ حاجت فیضیاب　　جب تلک عیبون سے ہون اہلِ معانی سرگران
جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا　　جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان
جتنے ہین احباب ہین تجھکو دعائین رات دن　　جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان
بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر　　بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسقدر عیان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر — تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان

گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی سے کام — یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتون مین زبان

سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین — یا الٰہی کیا رگ و پے ہین بجاے استخوان

اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا — ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثالِ آسمان

جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہی اے شانِ خدا — ایک ہے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان

قد بالا ہے الف جسدم جھکا نون ہو گیا — یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن

اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین — کوئی طرار اوسکے آگے جب دکہاے شوخیان

مثلِ شعلہ کانپ اوٹھے زبان آتشین — شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان

دس زبانین مثلِ سوسن بھی اگر بالفرض ہون — غنچۂ سربستہ کیصورت ہون تالو مین نہان

نبض سے جنبش اوڑ ہی بالکل رگ گل کیطرح — لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان

پتلیان ٹہہر اکر آنکہون مین بنین کاجل کے داغ — رعب سے تارِ نظر جلکر اوڑے مثلِ دخان

آدمی تصویر بنجاے تو تصویر آئینہ — آئینہ ٹہہر ہو ٹہہر بے سکت ہو خاک سان

ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود — اسکی قلعی کہولدے کہودے سب اُسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تاب روح ناتوان غنچان — حبذا اے عیسیِ دردِ درونِ ناتوان

فکر روشن میری تیری بام شہرت کا قمر — ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان

ہاتہہ تیرے دونون میرے قفلِ معنی کے کلید — کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان

طرۂ گیسو ترا طرہ مری دستار کا — گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلفشان

تیرے دندان اس دلِ بیمار کو حب الشفا — تیرے لب اس ناتوان وزار کو یاقوتیان

مطلع

ہونٹہ سی گوہر فشان ہے ہاتہہ سے وہ زر فشان | اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر و کان
یہ در دندان کی اوسکی دُر فشانی دیکھئے | گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر گلیان
فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بہیک | کشتی درویش ہو سائل کے ہاتہو مین روان
کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل اوسکی ہاتہہ کا | کیون نہو سکہ روان ہے اوسکے قدمو کا نشان
کوئی کیا جانے لب نازک ہین اوسکی سرخ کیون | تہا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان
لب کے شیرینی سے تہا مشہور وہ شیرین سخن | جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان
خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن | پیڑ چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان
عقل کی رو سے جو پوچہو عاقل ہفتاد سال | عمر کی رو سے جو دیکہو سخت کوش نوجوان
دنکو دورے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب | شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکہو وہان
شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو شغلہ | بال بنکر سر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان
صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خط شعاع | شام سے پہرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان
ابتدا و انتہائے نثر ہے خامے کے ہاتہہ | جیسے سبزے کے کنارے پر اوگی مرجان
صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر | آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان
ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ | ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان
یہ بیان اللہ اکبر اس دہان تنگ پر | کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہی دریا روان
اوسکے دریائے مروت کا جو اک شمہ لکہون | موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان
رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ | آدمیت آنکہہ مین آئی ہے بنکر پتلیان
مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوس سے کرے | صورت ابرو جہکا رہتا ہے ہردم ہر زبان

بولے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین
مارے جاڑے کے یہ اُڑ آئین سو ہندوستان

سنکے یہ مرغابیون نے صورتِ کبکِ دری
مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زبان

آتے ہین کشمیر سے آقاے نعمت ریل پر
ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبادیان

ذات عالی کیا ہے ابرِ فیض و فیض بیشمار
ریل کیا ہے اک نہنگ بحرِ بحر و بیکران

ریل ہے تختِ روان وہ شاہ تختِ علم و فضل
ریل ہے تختِ سلیمان وہ سلیمانِ جہان

ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگلدیپ ہے
ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤس جنان

بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ
ریل سے رم ہمعدد ہے جوڑلین تاریخدان

کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر
کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان

ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ واہ
ایک رستم فتح کرلے ہفتخوان کا ہفتخوان

مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغِ آتشخوار ہے
کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان

ریل برجِ آتشی راکب ہے مہرِ برجِ عقل
ریل ہے خمِ فلاطون وہ فلاطونِ زمان

ریل اک حکمِ روان ہے وہ شہِ رنگین ادا
ریل اک سروِ خرامان ہے وہ رشکِ بوستان

ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برقِ حسن
ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہِ آسمان

ریل ہے دیوِ پریوش وہ پریخوانِ کمال
ریل سیمرغِ دخانی ہے وہ رستم پہلوان

ریل ہے یا اک شبِ قدر اوتری ہی افلاک سے
اسکا راکب ہے کہ یارب **قدر** کا ہی قدردان

قدردانِ اہلِ معنے معنیِ اسرارِ علم
علم آموز فصاحت افصحِ ہندوستان

نام ڈپٹی **شیو نراین** کام ہی نام آوری
نامدار و نامور نام آور نام آوران +

حاتمِ بزمِ سخاوت رستمِ میدانِ عزم
کاہ وقتِ انکسار و کوہ وقتِ امتحان

مطلعِ پرنور ایک ایسا پڑھون با آب و تاب
جس سے چمکے خود مثالِ کہکشان میری زبان

کوئی یونہین ٹکٹکی مغرب کی جانب باندھتا　　کوئی میٹھی آنکھ پر رکھکر بناتا دیدبان
کوئی کہتا تھا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال　　کوئی کسی سے سر ملا کر ہنسکے کہتا تھا کہان
کوئی مہتابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی　　کوئی کہتا تھا مبارک عید تمکو چاند خان
کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تھا چاند　　کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہان مین ہان
آنکھ تلکر کوئی کہتا تھا چکا چوند آگئی　　میری آنکھون کے تلے اوڑنے لگی ہین تتلیان
تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ　　اور کچھ ٹہلا کئے ہر سمت بالاے مکان
کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف　　کوئی پچھم مین شفق کا دیکھتا پھرتا سمان
میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی　　آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان
ابر سا چھاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ　　جیسے لنڈہ کر نیلے کاغذ پر سیاہی ہو روان
یا ہوا ہے موجزن دریاے نیل زنگبار　　یا بخار بحر اسود چھا گیا تا آسمان
یا اوترتا ہے ہما روے ہوا سے قاف پر　　یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان
یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر　　یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹھا ہی دہوان
یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن　　یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان
دیکھکر یہ حال مجھسے میرے خادم نے کہا　　کالی آندھی اوٹھی ہے کب تک ٹھہریگی یہان
ڈانٹکر مین نے کہا اوس سے تجھے کچھ عقل ہے　　خیر ہی اندھیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان
نادمین کیون خاک اوڑاتا ہی یہ کیا سوجھی تجھے　　آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بھلا آندھی کہان
بڑھتے بڑھتے جب وہ خط وسط السما پر آگیا　　سن سناہٹ پھر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان
رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہوگئی　　شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تھی قلقان
غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر　　آرہین تھین اک پرا باندھے ہوئے مرغابیان

قصیدہ کشت زعفران

در مدح جناب پنڈت شیونراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنؤ

اِک منجم نے کہا اونتیسوین کو نا گھان
عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان

خیر یہ مژدہ سنا جدم تو سنکر وقت شام
دوڑے کوٹھے کی طرف ہم سب لگا کر زردبان

کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مارے مین گہر
تارے سب حباب تھے زینہ تہا خط کہکشان

ایک سطر شرح سے جیسے بہرے ہین السطور
اسطرح اوس نردبان مین جمع تھے خرد و کلان

یا فلک نے پاؤن لٹکائے اوترنے کے لئے
یا زمین نے ہاتھ پہیلائے بسوے آسمان

یا اوٹھے گاو زمین کے سینگ و نون الحفیظ
یا جھکی ہین شاخہاے تور گردون الامان

یا منڈہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی
یا عروس شب نے زلفین اپنی چھوڑین تا میان

یا زمین پر جھک پڑے بیت المقدس کی منار
یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستہ بانگِ اذان

یا چمن سے بڑہ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا جھکی ہین سدرہ و طوبیٰ کی نیچی ڈالیان

یا فلک نے شست ڈالی سوے ماہیِ زمین
یا زمین نے ماہ پر پھینکی کمند امتحان

یا شکنجے مین کھچی تکلیف ماہ صوم کی
اک مہینے سے کیا تہا بند اسنے آب نان

الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار
اور اکٹھا ہوگئے اُس چہت پہ سب پیر و جوان

کوئی عینک سے سوے مغرب لڑاتا تہا نظر
دوربین خادم سے اوٹھواتا تہا کوئی ناتوان

کہ یا رب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم — زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی
ہوائے نامیہ ہو نامیے سے رنگ و بو پیدا — جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی
جہانتک بوے گل ہووے مشام فکر عطر افشان — جہانتک فکر سے گرمائے بازار سخندانی
الٰہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہر دم — کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی
شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور — برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی
سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین — الٰہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی
خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا — بخارات زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی
رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یا رب — رہے موجون سے جب تک روے سطح خاک طوفانی
رہے طوفان سے جب تک تلاطم بحر ہستی مین — تلاطم سے رہے جب تک بشر کو دہشت جانی
الٰہی اوسکے دشمن پر رہے بوچھار لعنت کی — رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی
جو اوبھرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یا رب — جو ڈوبے پہر نہ اوبھرے اسقدر اوسپر پہر پانی
گلِ عباس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا — کرین تا میرزا عباس سن سنکر زر افشانی

تمّت

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنۂ محشر
نہ وہ بالا بلندی ہو جو سر باغ نادانی

نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو مذہبی جس سے
نہ وہ قلت نمایان جس سے کچھہ بھی سست ایمانی

غرض خیر الامور اوسط یہ ہے دار و مدار اوسکا
عدالت اسکو کہتے ہین پھر آگے قصۂ طولانی

عجائب فیض ہے اوسکا کہ ہین فیاض لڑکے تک
سمندر کیطرح نہرون پہ بھی ہے فرض لٹرانی

ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچھہ کہیئے تو کیا کہیئے
مگر امڈا ہے غم اتنا کہ ہم پر پھر گیا پانی

رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہمسے نہین بندھتے
کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی

یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے
کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہے پھر آنکھین چار ہو جانی

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف سے ایسی نورانی
کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی

اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ
گنہہ دہو جاینگے اس بررحمت سے بآسانی

نہ کچھہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھہ مفتی کا دہڑکا ہے
برسنے مین نہ گھر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی

مچے ہر بونگ میخانے مین پگڑی اچھلے شیشے کی
اسی تنور سے اکبارگی محفل ہو طوفانی

لگا لے تاک جہانک اسقدر جو ہر بدمست شیشے مین
نہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی

کدہر ہے ساقی رنگین کدہر ہے مطرب سیمین
کہان ہے قوت جانی کہان ہے قوت روحانی

سنا دے قلقل مے چھیڑ دے طنبور کے پردے
کدہر ہے غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی

ذرا بہ کہول دے مے کا سمان اکبار دیکھے گا
ہے اک فیض کا دریا کہ بہتا ہوا پانی

چڑہا دے آتشی عینک کہ مجھکو دور کی سوجھے
سنا دے راگ دیپک گلا ہو شمع نورانی

چڑہے ہے وہ قدر کو نشا کہ دسکو حال آ جائے
بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی

جسے جو کہدیا منہہ سے پھر اوسمین بل نہین پڑتا
کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثنا خوانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین
الٰہی بگہیان ہین یا سڑک پر رفرف ثانی

سڑک پر بغل سے رہتے ہین آتش زیر پا گھوڑے
دخانی کشتیون کا بگھیون سے ہی جگر پانی

سواراون پر وہ بحر فیض وہ سرچشمہ رحمت
کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملکے ہی اوسکے عدو کی دشمن جانی
کہ سر سہلاے بہیجا کہاے وہ تیغ صفاہانی

چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین
کہ اوسپر اوڑ کے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی

لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے
مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی

وہ زخمی بہی اگر چہوڑے تو ہی اُسکی چمک قاتل
کہ جیسے چاندنی گہایں پہ پڑتی اوسکی ہوائی

کبہی وہ سان پر چڑہتی نہین کیا آبداری ہی
ہلال آسا نہ سیکہے آسمان پر گردشین کہانی

جہان گردن کشی دیکہی وہین طوق گریبان ہے
کیا جب سامنا جنسے وہین ہی چین پیشانی

صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے
بُری ہے آنچ ہے مار حمیم اوس تیغ کا پانی

وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا
چمک ایسی چمک جار آئینے کو جس سے حیرانی

بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اُسکی
دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی

بڑی آتش زبان ہی منہ سے اوسکے پہول جہڑتے ہین
لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی

برابر نصف کر آتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین
پہر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پائی

وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہین عادل
مثال طاق کسریٰ جہک گئے انصاف کے بانی

نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی
نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی

نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہوجائین سب نوکر
نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی

نہ تار دنکی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب
نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آنی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب اغی ہو | مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی
قدم کا وا ایٹرن میٹھی پوئی دوڑنا جمنا | ہین سب اہون مین ترکی اور تازی اوسکے لاثانی
کشادہ سینہ وسم پیش و پس بھاری کمر نازک | ذراسی تھوتنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی
بلا کا کھچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا | کرین خود اپنی دم سے اپنے جہر کی مگسرانی
وہ چوکنے اونہین ہے تازیانہ دم کا چھوجانا | کھٹرک پتنے کی ہی اونکو کنوتی اونکی ہلجانی
قدمبازا یسے گویا زیر پا امواج دریائی | سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاے پیٹے کا پانی
اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین | کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی
طرارا بھر کے مار آئے ہین ٹاپین شیر گردون کو | نشان ہین اونکے سم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہی بجلی کی جولانی | ہوا چھوتی نہین ممکن ہی اونپر کب ہوا کہانی
سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین | مرقع مین اگر کھینچے اونہین بہزاد یا مانی
لآلی سخن ہنجائین ہونٹھون پر دُرِ غلطان | کرین آقاے نعمت پیٹھ پر اونکی جو لسّانی
کہین شیرین ادا سے میٹھے پوئی مین جو کڑدی ہون | یہ سب نقل کواکب لیکے ہون ریگ بیابانی
اشارون مین اوڑین اوڑکر کٹی برچھون پہ جا اوترین | معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی
یہی ثابت ہوجاتا ہے ہوا پر ابر کا لکہ | چڑہے اونپر جو کوئی اوڑ ہکر بارش مین بارانی
جو نکلے جیم منہہ سے چین مین تو لام لندن مین | سوارون سے ذرا چل کہکے دیکھے اونکی جولانی
خبر پیچھے پڑی رہتی ہی وہ آگے پوہنچتے ہین | بنی ہے تار برقی سے دم اونکی مین نے پہچانی
ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کوسون | وہ یونہین بگھیونکو کھینچ لیجائین بآسانی
کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہی یا سیج گاڑی ہے | پری ہر بادپا ہے بگھیان تخت سلیمانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہین اوسنے بتلادین
کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی

چھپا کر پردہ داروںکو دیا کیا پردہ پوشی ہے
خبر پونہچی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی

زبان و چشم و عقل و دل پر اوسکے ختم یہ چارون
خداگوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی

شب معراج ہوے سر ہین سر عرش آلہی ہے
رخ پُر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی

عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو
وہ آنکھین جہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی

کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو حسن ہے
کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی

صراحی ہے مے حب علی کی گردن نازک
چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی

غدیر خُم کا میخانہ ہے سینہ خُم ہے دل اوسکا
کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوش عرفانی

جو آتش چاہیئے ہو دین کی وسکو حرارت ہے
رگون کی نل سے کہنچتی ہی شراب مہر عمرانی

وہی مے ہے کہ کہنچکر جمع ہوتی ہے پیالونمین
محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی

غم شبیر کی نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے
نہ آئے ہوش مین آنکھین نہ جھپکین جب تلک پانی

کھلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین رکھتا
ہے اتنا صاف سینہ دیکھ لو اسرار پنہانی

ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا
ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی

وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہی
جو باتین ہین دُر غلطان تو لب ہین لعل رمّانی

جہان جس سے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا پہر
نگاہ قہر اوسکی سرمۂ و تیغ صفاہانی

عدو روباہ بازی کرکے اوس سے پیش کب پائے
کہ ہے پنجے مین دامان وفای شیر یزدانی

ہلال آسمان بنجاے نعل اشہب خامہ
ملادے عرش سے ڈانڈا مرا زور سخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندہو مین
فضاے لامکان ہو صفحۂ کاغذ کی طولانی

وہ گھوڑے اوسکی ہین چالاک کچھ ٹھہرین تو کچھ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

زمین جسکی فلک ہے آسمان عرش معلی ہے
عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی

عجب آب و ہوا جس سے دم عیسیٰ ہو شرمندہ
جہان کی سرزمین کا آب و دانہ قوت روحانی

کہین نہرین کہین گلشن پہل لگے ہین وہی کوٹھی
جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی

رفیع اسد رجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم
وسیع اسد رجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی

سر گردنکشان ہی پگڑیان جسنے گرائین ہین
بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی

سبھی اتنی دولہن ہی منہہ چہپائی جس سے گہونگٹ مین
ہزارون کرسیان ہین زرین چلو قصہ ہی طولانی

یہ راز کبریا میرے چہپائے چہپ نہین سکتا
کہ ہی اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی

اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی

قطعہ

جو یا عباس کہکر مین اوٹہالون نیزۂ خامہ
جو کہکر یا علی مین کہینچ لون تیغ ثنا خوانی

ابہی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جہنڈا
ابہی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ زباندانی

ابہی احسنت گویان روح سودا چونک اوٹہتی ہے
ابہی شاباش خوانان دوڑتا آتا ہے خاقانی

ابہی منہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا
کہ ہان اس منہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی

امیر وقت ڈپٹی میرزا **عباس خانصاحب**
کہ جسکی ذات سے ہے عزت نوابی و خانی

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح
کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی

قطعہ

سخی ایسا کبہی رہنے نہ پائے گانٹہہ مین پیسا
جو کچھہ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی

سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاکساری ہی
بہلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی

بخیر انجام ہوگا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی
کہ <u>الاعمال بالنیات</u> دینی اکڈس یانی

یہ فکرین ہین وثیقے اور پنشن سب کی جاری ہون
گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطانی

کہ سر رکہتے ہین لیکن سر کا کچھہ سامان نہین رکہتے
برائے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

مطلع

اودہر پہرتا پہرتا آئے گا وہ ظلم کا بانی — مرا آنسو گرا تہا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

دہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے — زمین سے پہوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی

درخت ارغوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے — وہ بکا نور کا بالکل ہے نخل طور کا ثانی

بہبوکے خونمین ڈوبے ہوئے بس لال انگارے — لگے ہین تین گل رشک گل مہر درخشانی

کہ جن پر لڑ مرے دلکی تمنا اور نومیدی — کہ جن پر کٹ مرے روح بناتی روح حیوانی

جگر کی تاب طاقت قدر کی آنکہونکی بینائی — فراغ خانہ ویرانی فروغ سوختہ جانی

جو بو ہے خون کی بو ہی جو رنگت خون کی رنگت — صدا جنکے چٹکنے کی صدا ے مرثیہ خوانی

غرض وہ مفت بر ہوا اور گل جوئیندہ یابندہ — بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو باصد خندہ پیشانی

پہر اونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت — وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکہے اونہین کا ہو رہے آخر — پہر اسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچہے بیچہے لیجا کے گلدستہ — حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

دہان سی پاے سٹر باکیٹ کے نام اک چٹہی — مگر ناکام پہر آئے نہ ہے تقدیر ربانی

پہر اوسکو لا کہہ مین روکا کرون سنتا ہے کب میری — کرے مہاراج قایم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

ملے دربان و خدام و رفیقان و مصاحب سے — بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستۂ ثانی

وہان سے بہی دہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت — سر بازار پڑہوا تا پہرے تحریر پیشانی

مجہے جبدم ملے مین یہ کہون کیون ہین جو کہتا تہا — چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بخیر آگے تری قسمت — چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے — نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

بنے گا سبزۂ نوخیز ریش خضر صحرا مین
بنے گی عشق پیچان ہوے درویشان سا سانی

زمین باغ دکہلائیگی باغ سبز گردون کو
دہنک کیطرح ساری کہکشان ہوجائیگی دہانی

نظر آئینگی سب پہولی ہوئین شہرونکی دیوارین
بہار انکے مزے لوٹینگے سب آزاد و رندانی

یہ عالم دیکھکر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے
یہ موسم دیکھکر لیلی بہی ہوجائیگی دیوانی

کہین سبزے پرآکر سانپ شب بہر اُدہن چاٹین گے
کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاؤس بیابانی

اندہیرا دشت مین کردینگے گہر کر بانس کے کوٹھے
کٹہرے مین پڑینگے خودبخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پہیلے گا مٹجائینگے سب جادے
بھٹک کر خضر کو بہی ہونگی لاکہون ٹھوکرین کہانی

پہاڑون پر دکہائی دے گا ایسا ایسون سبزہ
کہ گویا جڑ دئے ہین سنگ پر فیروزہ کانی

نہ ٹھہرے گا کبہی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا
کریگی چاندنی جب کہیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پہوٹے گی جب خورشید تابان کی پہاڑون پر
تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا یکسو بید مجنون سبز ہوہوکر
ہرا ہوجائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا
کہین چاندی کے پیڑ اپنی بہی دکہلائنگی طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتہر ہرے ہونگے
پہاڑون پر چڑہے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکہون مین
ہرا ہوجائے گا تار نگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑہائی ہے
نظر دوڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادہر سبزہ
ہری ہٹ پر دکہائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اور نون مالی کہین ڈہونڈے نہ پائیگا
جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہاے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چہان ماریگا
سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

گلِ عبّاس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستۂ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تھا بس جبھی تک قدر و قیمت تھی
کسی نے گرتے گرتے آنکھہ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
سو دبکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر یان انقلاب دہر و گردشہاے دوران سے
کبھی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھہ عجب عالم زمانے کا
بنے گا تختۂ صحن چمن اک تختۂ مانی

بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنے گا پستئی کوئی کوئی کاہی کوئی دھانی

ہجوم خار ہوگا جابجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرّے
کہ جس سے زلف سنبل کو بھی ہوگی اک پریشانی

چمن مین ٹیٹیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ راے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجاے گا
پھلین گے خوشہ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سرو پر رکھے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبیٰ سے بھی ہوگی زیادہ اسکی طولانی

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو
جب تک رخ عبادت زاہد پہ نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ مہبت دور دور ہو
نیکی کا اوسکے ہاتھ سے ہو جب ظہور ہو

بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا
جب تک جہان مین ہی شب یلدا کا سامنا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا
مشہور جب تلک رہے ٹیکا کلنک کا

اوسکے عدو کا بخت ہو کاجل کی کوٹھری

عیسیٰ کے معجزون کا بیان کیا شمار ہے
میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جو نام **شام اودہ** یادگار ہے
شام اودہ پہ صبح بنارس نثار ہے

آنکھین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت

ساری سپہر ہے مردم چشم دلاوری

سر کاٹکر کسیکا کیا خاک سر بسر — دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے بارہ پر — دم بھر گلے گلے ہے جو دم بھر کمر کمر
کیا جزر و مد دکھاتی ہے اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخشدی — مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی — زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی
دُوا رِگے اوسکی بزم مین ہین ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہان یہ ادا کہان — یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بھلا کہان
وہ اسطرح جہان کا حاجت روا کہان — باتین کہان یہ رمز کہان قہقہا کہان
آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت ہے آنکھہ مین — سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکھہ مین
پُتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکھہ مین — تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکھہ مین
مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظرون سے مین گرون یہ مجھے کب ہراس ہے — ہر آنکھہ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے — نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے
جسطرح سے پرکھلے جواہر کو جوہری

گو لاکھہ فکر لاکھہ رہے غور قدر کو — ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ ذی الفور قدر کو — عادت ہے بندگی کی اسیطور قدر کو
جسطور اوسکی ذات مین ہے بندہ پروری

بارہ ہلال تین طرارون مین ہین شمار ۔۔۔ یکسالہ راہ جاے جو اوڑجاے تین بار

پہونچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری

بجلی ہے بوے گل ہی عجب راہوار ہے ۔۔۔ سب تتلیون پر آنکھہ کی تپلی نثار ہے

گاہے زمین پہ گاہ فلک پر مدار ہے ۔۔۔ گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا اسوار ہے

اوسکی کنوتیون مین سے ہے بہرتی غضب بہری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابھی ۔۔۔ فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی

آہ قلم مین کچھہ بھی جو تاثیر ہو ابھی ۔۔۔ خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی

چلنے سے اوسکے گاوزمین کو ہو تھرتھری

رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر ۔۔۔ پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر

وہ لانبے دانت عرش کی ساقین ہین الحذر ۔۔۔ ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی سے پیئر

بیشک لباس دیو مین آئی سیہ پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جہومتی کہڑے ۔۔۔ جیسے گھٹائین آتی ہون ساونمین جہوم کے

چنگھاڑین ہاتہیونکی وہ مستی وہ ولولے ۔۔۔ بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے

اللہ رے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکھتا ہی تیغ کو وہ جری اپنے جی کے ساتھہ ۔۔۔ دم بہر رہی ہی تیغ بھی اوسکا خوشی کے ساتھہ

رکتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتھہ ۔۔۔ دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کی ساتھہ

رستم بھی ہو تو کہتی ہی مُنہہ پر کھری کھری

تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے ۔۔۔ بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے

وہ پیش قبض قبض جو ر وحین کیا کرے ۔۔۔ دشمن کو ڈھال نیل کا ٹیکا دیا کرے

طارم کھنچا تو عرش معلی سے بڑھ گیا
شمشاد اوٹھا تو سدرہ و طوبی سے بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر و مسیحا سے بڑھ گیا
سنبل بڑھا تو زلف چلیپا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ مین ہے کسقدر چری

اللہ کیا ہواے گلستان ہی دلپسند
ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھہ بند
کشمیر بر زمین چمن کو ہے رشک خند
موج صبا سے ابر بھی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار مین تری

پھرے پہ سرو ہی در گلشن سے ہوشیار
سقای ابر چھوڑتا ہے ہر طرف پھہار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار
بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار
اکا صبا کا بانٹتا پھرتا ہے نوکری

دیکھو تو منتظر گل و نرگس ہین کسقدر
آہٹ پہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہین درختان باروَر
لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نونہال گلستان بر تری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہی
ہر جا سمت مجمع اہل علوم ہی
دہو مین ہٹو بچو کی ہین اوس پر ہجوم ہی
مہراج **مان سنگھ** بہادر کی دہوم ہی
اللہ رے عادل و سخی و عاقل و جری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا
دوڑ گیا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکھئے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا
پوچھے صبا نے پاؤن وہ جادو کا بادپا
گھوڑا ہے یا چھلاوا ہے یا سحر سامری

سرعت مین ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار
کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس پہر رہے ہین خرامان چمن چمن　　ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کہلا ہوا ہے گلستان چمن چمن　　ابتو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن

بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیاری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے　　یہ باغ بہر کی روح ہی کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے　　گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے

دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندہے ہوے ہی اپنی ہوا کیا گلو نکی بو　　اک شور قرقرو نکا ہے بالاے آبجو
مدہ مین پپیہے کوئلین ہین کیسی جا بجو　　آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو

طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا بہری

مہندی کا رنگ اوڑا تو یہ نقشا دکھا دیا　　بن بنکے لال آیہ صنم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا　　لیکن صبا نے دونون کو بتّا بتا دیا

گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہوگیا میدان کارزار　　لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کہا کے ایکبار　　پتون کی نوکین ہوگئین پیکان آبدار

بن بنگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی ابتو خدا کے ہاتہہ　　پہیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتہہ
رہ رہ گیا چنار بہی اپنے بڑہا کے ہاتہہ　　پھیلے ہوئے ہین باغ مین موج صبا کے ہاتہہ

بیٹردن کے تہالے ہوگئی بہولونکی ٹوکری

جب تلک پانی پہ قایم ہی زمین
ہے زمین پر باغ جب تک جلوہ گر

باغ مین جب تک ہی پھولون کی بہار
پھول سے ہی جب تلک بو کا گزر

بوے گل جب تک صبا کی ساتھہ ہے
ہے صبا جب تک جہان مین مشتہر

شاد ہو آباد ہو سر سبز ہو
جس سے ہین سر سبز سب اہل نظر

یا الٰہی جب تلک گل مین ہی خار
خار کی ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودھ

در مدح سر مہاراجا مان سنگہ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستۂ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری
ہے کہکشان بھی صورت شاخ چمن ہری

کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری
سورج مکھی ہوا گل خورشید خاوری

ابکی بہار آئی ہے کیسی ہری بھری

ہر سمت دھوم دہام ہے فصل بہار ہے
رندونکا ازدحام ہے فصل بہار ہے

ساقی کا اہتمام ہی فصل بہار ہے
خم ہے سبو ہے جام ہی فصل بہار ہے

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ — ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر
حبذا اے جوش دریاے کرم — مرحبا اے بحر بخشش کے گہر
شمع کی صورت ہے میرا حال زار — چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر
شعر سے بازار میرا گرم تھا — کھوٹے دامون اب بکا میرا ہنر
شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ — بخت واژون نے بٹھایا خاک پر
شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہہ — اب وہی سکے ہوے داغ جگر
شعر سے میرے منور تھا جہان — اب یہ بخت اور مین آٹھون پہر
شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہہ — اب گرا آنکھون سے ہوکر در بدر
شعر سے مشہور تھا مین دور دور — دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر
باور ہوکر ہوا مین سب پہ بار — کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
تجھہ سا ممدوح اور مجھہ سا مدح گو — قہر ہے جس پر پریشان اسقدر
چاک کی صورت نہین دم بھر قرار — گردشین سہی گردشین ہین الحذر
ہون یہان بے خانمان و بیدیار — تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدہر
دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا — قبضۂ مالک مین رہتی ہی مگر
باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا — تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر
مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ — دوسرے سے کچھہ نہ مانگون عمر بھر
نام اسکا رکھدیا **نقش فرنگ** — تا جمے نقش مراد آٹھون پہر
ہان ادب اے **قدر** یہ گستاخیان — دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر
ہاتھہ پھیلاے تو مانگو یہ دعا — یا الٰہی یا خدا اے بحر و بر

آنکھ مجرم پر کبھی اوٹھتی نہین	ہے مروت آنکھ مین مثل نظر
جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا	رنگ اوڑا کملاے جب گلہاے تر
پاؤنمین مالی کے جب کانٹا چبھا	لگ گئی پھانس اوسکے دلمین دیکھکر
پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا	دام مین دیکھا جو کوئی جانور
بوے گل کو کیون پریشانی ہوئی	ہے دماغ اوسکا پریشان سر بسر
فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے	جو بخار اوٹھا بنا وہ ابر تر
ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہے	بوند کے بدلے برستے ہین گہر
رات دن بادل ذرا کھلتا نہین	باغ مین یکسان ہین آٹھون پہر
رت ہے ہتھیا کی کہ بجلی بن ہے باغ	پیل مست آئے کہ بادل جھوم کر
بادلونکی وہ گرج وہ زور شور	شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین	کان اوڑے جاتے ہین پپہونکی مگر
ہین یہی دہومین تو سن لینا کبھی	گر پڑے گا حمل نخل باروَر
بادل اکثر اسقدر جھک جھک پڑے	سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر
لاکھ پتون نے سنبھالین چھتریان	پر ہوا رخت نہال باغ تر
بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین	ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر
پگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین	زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر
جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین	تالیان دینے لگے برگ شجر
بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا	طفل غنچہ کے بھی ہے مٹھی مین زر
موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے	ہوگیا ابتو سمندر باغ بھر

شمر ہو دیپک کا صفیر عندلیب ۔۔۔ یہ مرا مطلع رہے آٹھوں پہر

مطلع

آتشِ گل مین ہے گرمی اسقدر ۔۔۔ پھول مین زیرہ ہے یا گھریا مین زر

باغ بھر گلزار ابراہیم ہو ۔۔۔ دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر

شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب ۔۔۔ دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور

ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو ۔۔۔ پھول شمع طور کے گلہائے تر

دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے ۔۔۔ شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر

گوند بھی پیڑون کا سلگے مثل عود ۔۔۔ پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر

جلکے ہو سرو چراغان نخل سر ۔۔۔ سرو در دشت اوسکو سمجھین سب بشر

شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ ۔۔۔ ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو سقر

لال بنجائینگے طوطے باغ مین ۔۔۔ آتش قہر اوسکی دیکھینگے اگر

لو کی صورت گرم ہو باد صبا ۔۔۔ اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر

قمریون کی ہے قبا خاکستری ۔۔۔ ہے یہ تھوڑا بچگئے جو بال و پر

جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا ۔۔۔ الحفیظ والامان والحذر

جب صدا صاحب کے کانونمین پڑی ۔۔۔ ہو گیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر

باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض ۔۔۔ نذر لایا یہ ہمارا شعر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر ۔۔۔ گو گنا ہے رحم غصہ جسقدر

دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار ۔۔۔ وقت مشکل پر غریبونکی سپر

ہے خفیف اوس سے بہت چرخ ثقیل
سر پہ بار قسمت خدام در

گردش قسمت ہے میری اوسکے ہاتھ
رمزدان علم ہیئات اسقدر

اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض
ہو گیا نخل ریاضی بارور

واقف اسرار علم کیمیا
پتّی پتّی بوٹی بوٹی سے خبر

خاکساروں کو ترقی بخشدے
خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر

چھپگیا خم مین فلاطون شرم سے
جب ہلے لب کھل گیا حکمت کا در

لعل و یاقوت اوسکے ہونٹھوں پر نثار
گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر

مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہون
جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹایا سیم و زر
کاسے بھر بھر لیگئے شمس و قمر

جب چہل ابدال اوس سے مانگ اٹھین
بانٹ دی قارون کے چالیس گھر

گنج بادآور بھی کچھ مال ہے
وہ اوڑا دے چٹکیون مین بات پر

جوش زن اوسکا ہو جب دریاے فیض
کشتی درویش ڈوبے سر بسر

کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے
لیگیا موتی فلک بھر کر سپر

مینھ سے کہدو کہ اوسکے دور مین
ہاتھ پر سونا اوچھالے بیخطر

وہ سمندر مین جو دہوئے اپنے ہاتھ
موج ہمیان اور بدرے ہون بھنور

کیا مرے مضمون سے وہ مضمون لڑے ہین
عدل اوسکا سنگئے اہل ہنر

منطقی مین شیر بکری ایک ہین
ایک ہی پٹکے مین باندہی ہی کمر

ہو خدا ناکردہ وہ غصے مین آگ
مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

برف ہے یا باغ پر برسا ہے نور — جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر
ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئین — ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر
کر دیا ہے برف نے ایسا سفید — آئینہ ہین باغ کی دیوار و در
نخل گل ہین برف سے گویا کپاس — غوزۂ پنبہ ہین غنچے سر بسر
مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے — برف تھالون مین جمی تھی تا کمر
باغ بہر جاڑے مین یخ بستہ جو تھا — تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
پا بگل تھے سب جوانان چمن — دل بہر آیا نہر کا یہ دیکھکر
نہر نے چھینٹے دئے ہر سرو کو — سرو نے نرگس کو رکھا بارہ پر
نرگسون نے باد کو پہر آنکھہ دی — باد نے بادل کو سنکایا ادہر
ابر نے شانہ لگایا مہر کو — مہر نے سر سے اوتارا تاج زر
اور پھیلا کر کرن کے ہاتھہ کو — کی دعا اے خالق ہر خشک و تر
بھیجدے گلشن مین ایسا آفتاب — سرد مہری جس سے کر جائے سفر
برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے — اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر
فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے — نام وہ بلبل رٹے آٹھون پہر
کون وہ خورشید برج برتری — کون وہ درج شرافت کا گہر
دستگیر خلق **ولیم ہینڈفورڈ** — ڈائرکٹر علم و فن کا راہبر
عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار — عالم و دانا سخی و نامور
مین اوسے کیونکر نہ سیارہ کہون — دورے مین رہتا ہی وہ رشک قمر
ہندسے مین اسقدر باریک بین — مردمک نقطہ ہے خط تار نظر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کھیلین
شمع انگشت حنائی ہوگئی
ہے برودت سے زر گل زعفران
بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے
اب کنول کا پھول ہی سورج مکھی
بھینی بھینی بو ہے کیا بھیگی ہے رات
لاکھہ گل بوٹے جمائین باغبان
قفلیان ہین برف کی غنچے تمام
زخم گل پر جمگیا پالا تمام
جمکے سب پتّے زمرد بنگئے
باغ مین جمکر بنے گیندے کا پھول
آتے آتے ہونٹھہ تک ایسی جمی
برق گر کر تار برقی بنگئی
برف سے انگور اولے بنگئے
جمگئی منقار بلبل کیا کھلے
ہوگئی ہے سنگ مرمر کی روش
ہوگیا سردی سے بحر منجمد
سخت ہو کر نخل مرجان ہوگئے
پل کے چرسے ہین پٹاری برف کے

گل کو پیدا ہوگیا لقوے کا ڈر
بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر
خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر
کردیا ہے اسقدر شبنم نے تر
باغ مین پالا پڑا وہ رات بھر
عطر مین ڈوبی ہے لیلے سر بسر
برف جم جائیگی نا ندون مین مگر
ہین پیالے برف کے گلہاے تر
مرہم کافور ہو کر سر بسر
قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر
ہوگیا فصل خزان کا جب گذر
بات دانتون سے بھی کچھہ ہے سخت تر
اچھی لینے آئی سردی کی خبر
ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر
ٹھنڈی سانسین کیون بھرین دوپہر
نہر گلشن بنگئی جمکر حجر
اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر
جم جما کر ساونی کی سب شجر
برف کے کھتے کنوئین ہین سربسر

نقش فرنگ

در مدح ولیم ہینڈ فورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اودہ

المعروف بہ گلدستۂ اول

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر — بادلون کو ہے زکام آٹھون پہر
ایسی ٹھنڈی ہو گئی لالے کی آگ — کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر
جو بخارا اُٹھا زمین باغ سے — ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھر اسقدر
سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہو گئے — سرو اکڑے کھا کے جاڑا رات بھر
رونگٹے سردی سے ہین اسکی کھڑے — کب زمین سے سبزہ آیا ہی ابھر
عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے — ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی باد سحر
اُف رے سردی کانپتی ہین فاختہ — کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سرو پر
قمریون مین جاڑی سے ہو حق مچی — گو قبا سنجاب کی ہے زیب بر
اسقدر سردی سے دم رُکنے لگا — پتھرون مین چھپتے پھرتے ہین شرر
خوف سردی سے چھپے ہین پہل مین تخم — آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر
اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا — پیر ہو کوئی جوان جائے اگر

وہ خاک ہون جو اوڑائے ہوائے دہر مجھے ۔ مین آسمان پہ چڑھ جاؤن و ٹھکے مثل غبار
غبار چہرۂ گردون ولیل باران است ۔ برہیں پڑون ترے گلشن پہ بنکے ابر بہار
تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت ۔ خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار
دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر ۔ کہ اے بہار و خزان آفرین ہر گلزار
جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے ۔ جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار
رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روزافزون ۔ رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار
جہان تلک رہے بئس المہاد مہد آرا ۔ جہان تلک رہے ہل من مزید کی تکرار
ہمیشہ مہد خرابی مین تکیے نہ ہون عدو ۔ ہمیشہ ہمیۂ نار غضب رہین اشترار
جہان تلک رہے گردون کا تخت طاوسی ۔ جہان تلک رہے فوج ثوابت و سیّار
جہان تلک رہے اس فوج مین قمر سلطان ۔ جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار
خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری ۔ خدا کرے کہ رہے اوس سے سرخرو دربار
جہان تلک رہے دار القصاص سلطانی ۔ جہان تلک رہے دار القضائے درّہ و دار
جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین ۔ ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار
اوٹھین تو گردشِ افلاک میں ہی ڈالے ۔ گرین تو خاک مین ملتے ہی دے زمین فشار
جہان تلک شہ خاور سنے قصیدۂ صبح ۔ جہان تلک گہر انجم کے ہون صلے مین نثار
جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر ۔ جہان تلک رہے اس جائزے کا دار و مدار
خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند ۔ کہ نام دار الامارة ہوا ہے اسکا قرار

تمت

مطلع

وہ زلف ورخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اکبار
ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیل و نہار

گیا ہے اوسنے بڑے سرکشونکو یون سیدہا
کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار

کل اوسکے ہاتھ مین ہی پھیر دے جدہر چاہے
ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خودمختار

ملائے آنکھ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
دکہائے آنکھ کہ اوگلے عدو دلی اسرار

رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کھولا
بنا ہے اوس سے سکندر کا ائینہ دربار

ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا
چڑہا جو نشا تو وہ اور ہو گیا ہشیار

کبھی جو خواب بھی دیکھے تو ہو اوسی معراج
کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہون بیدار

جو بارگاہ مین بیٹھے وہ آفتاب عروج
تو سایہ تک بھی نہ اوترے کبھی تہ دیوار

جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب
عروج بخت سے نشاے کا ہو کبھی نہ اوتار

قمر کو روز پونہچتی ہے کھیر کی قفلی
جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہین اوسکی خوانسالار

مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
غضب ہے نام تو قدر اور یہ ذلیل و خوار

کھٹکتے رہتے ہین مجھسے حضور کے خادم
وہ جانتے ہین یہ ہی ہوشیار خدمتگار

مری جبین ترا آستان یا قسمت
مثل ہے خاک ہم از تودۂ کلان بردار

فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات
اودہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار

قمر کجا و کجا خوشہاے بے دانہ
اودہر جو کھیت کیا ہین ادہر یہ دانہ وار

حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما
جدہر حضور اودہر مین ہزار دل سے نثار

غرض کہ آپ سے مین آپ ہی کو چاہتا ہون
یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار

نگاہ روبرو اے قدردان اہل کمال
دعا وہ دون کہ پھڑک جائین سب اولی الابصار

گلے مین ڈالے ہوئے شاہد قضا کی ہاتھہ
یہ کرتی ہے دم وخم سے ہمیشہ بوس وکنار

جو اوسکی چوٹین ہین اعدا کا دل ہی جلتا ہی
کہ جیسے گھاو کرے دل مین ابروِ دلدار

ہمیشہ رہتی ہے رنگین برنگ قوس قزح
لہو برس گیا نکلی جہان دم بیکار

یہ ایک دار مین اعدا کو چار کرتی ہے
کہ جیسے نعل سمندِ حضور پڑتے ہین چار

مطلع

عجب سمند گلا ئین جو نعل اوسکے لہار
وہ تیز گام کہ ہوتا ر برقی اک طیار

عجب سمند ہی بال پری ہین جسکے یال
عجب سمند ہے جو پایہ ہو گیا پروار

عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا
عجب سمند ہوا پر چڑھے جو مثل بخار

عجب سمند ہی پتلی پہ جو پھرے کاوا
عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پرکار

عجب سمند جو کھچنے مین ہو رکی گردن
عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار

عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر
عجب سمند ہے کنڈا کمان ہے ہر بار

عجب سمند رُکے جب بھی بادپا کہلائے
عجب سمند بند ہے جب بھی نام ہو رہوار

پھرے طرارہ تو بجلی کی جو کڑی ہو لے
جو مارے ٹاپ تو سیدھا ہو چرخ کج رفتار

جو بے لگام بھی پھیر و توران سی پھر جاے
غزیب ایسا کہ بچہ بھی اوسپہ ہولی سوار

ہی صورت دل بیتاب نعل در آتش
کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار

وہ منہہ مین لیکے دہانیکو یون چباتا ہے
کہ جیسے ہونٹہ چباتے ہین غصے مین جرار

زمین چڑھا ہوا گھوڑا اسی کو کہتے ہین
فلک کی طرح زمین گرد ہے اسیکا غبار

سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاے اسے
غرض ثبوت ہوا لاجواب ہے رہوار

وہ راہوار جو کاوے مین گردش تقدیر
سوار وہ مری قسمت کا جسپہ ار و مدار

گیا ہے سانپ پر اوسکی لکیر باقی ہے ہے یادگار قلم سطر کا چڑہاؤ اُتار
جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہو جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرّار
ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا یہ سر جھکائے ہے جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پر برابر اوسکے وار اوٹھی تو حوت گری تو سمک کے وارے پار
گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن ہمیشہ فتح کے نشائی مین رہتی ہے سرشار
وہ کھول دیتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار
جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار
وہ جسکو ڈستی ہے پانی بھی مانگتا نہین وہ ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہر دار
وہ پھیلا نہین دوزخ کا اک زبانہ ہے جو اوسکے منہہ پہ چڑہا کردیا اوسے فی النار
عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ وہ ایک پاؤن سے چلتی ہے کیا ہی رفتار
کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے حوت کو جو ہرنگ کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکی وار
جدہر ہر کسو اوسے دیتی ہے اک اشارے مین کہ جیسے ایک اشارے مین ابروِ خمدار
چمن پر اوسکے گلے کٹ گئے ہین لاکھونکے لپٹ کے پھولونکی چادر مین ہے گلے کا ہار
جو دام اوسمین ہین جوہر تو پھیلا کنبا جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار
جو شکل دیکھیے محراب عید گاہ قتال جو کار پوچھیے اسکا تو عید قربان کار
یہ ملکے مارے حریفون کو اسقدر حیران یہ آپ مار کے خون رولے اسقدر مکار
چلی قضا سی معلق پڑی تو مبرم سے ہے جو اپنے میان مین آئی تو پھر وہی تلوار
جو اوسکا میان ہے زنبیل رنگ عیاری تو اوسکی آب ہے ہمشیرہ روغن عیار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر
عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار

قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ ✣
قلم نہین ہے مگر مرغ شکر کی منقار

کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی پڑیا
قلم کی نال ہے یا ناف آہوے تاتار

قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ بر پا
حروف کیا ہین کہ لیلی کے منہہ کی نقش و نگار

عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند
صدف سے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہوار

ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی
رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار

قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ
اوسکے ہاتھہ مین ہے انتظام لیل و نہار

حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین
قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار

عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر
قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار

سیہ زبان ہے خامہ بچیگا کب دشمن
دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا بخار

صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہے
یہ اوسکے ہاتھہ کی قدرت ہے ورنہ سوکھا خار

قلم ہے سدرۂ و بین السطور نہرین ہین
سطور اوسکے ہین جنات تحتہا الانہار

اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
کہ جیسے حضرت عیسی چڑھے تھے برسر دار

قلم کی نوک سے مضمون نکالتا ہی وہ یون
کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار

روا روی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین ق
جو ہین خرام مین کبک دری سر کہسار

یہ دو زبانون سے لکھنے کو ہر گھڑی موجود
وہ دو پرون سے ہین اڑنیکو ہر جگہہ طیار

قلم سے کرتا ہے معنی سنگلاخ وہ حل
یہ ایک پاؤن سے چلتا ہے راہ سخت گزار

قلم بھی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے
یہ خود سمند ہے خود تازیانۂ رفتار

جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگائی گل
تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

یہی جو دھوم رہی طفل غنچہ دہلینگے — کھلینگے پھول تو مہکیگا تختۂ گلزار
یہی جو دھوم رہی کان اوڑینگے پھولونکے — سنیگا کون پھر اک آہ بلبل نادار
یہی جو دھوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی — نظر لگائیگی صحن چمن کو لیل و نہار
یہی جو دھوم رہی سر داو چھل پڑینگے تمام — رکیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کجرفتار
یہی جو دھوم رہی کانپ اوٹھینگے دشت و جبل — چمن مین آئینگے اوڑ اوڑ کے لالۂ کہسار
یہی جو دھوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا — ہوائین باندھیگا پڑھ پڑھ کے مدح کی اشعار
یہی جو دھوم رہی اوسکی مدح خوانی کی — اوٹھیگی چار و نظرف ایک واہ وا کی پکار
یہی جو دھوم رہی چھت اوڑیگی گردوں کی — حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکھائی دیگا وہ ظل خدا وہ عرش مدار — وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار
کہ بندگی سے ہے جسے رتبۂ خداوندی — خدایگان و خداوند نعمت ابرار
امیر دولۂ دنیا و دین سعید الملک — جناب **امیر حسن** خان بہادر جرار
ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام — ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار
وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری — وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار
ہوا سے نثر نگاری جو آگئی دل مین — بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار
وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف — وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار
ہوا ہے اوسکا قلم میل چشم مینائی — دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار
مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل — مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار
قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا — تخلص اوسکا ہے جو سحر وہ لکھا سو بار

مطلع

بنی ہی زخمہ ہر اک عندلیب کی منقار
جہان پڑی رگ گل پر بجا چمن مین ستار

گرج ہے بادلون کی یا کمک ہی طبلے کی
جو مور ناچتے ہین ہل رہا ہے سب گلزار

سمان بندہا ہے جو گاتے ہین کیلیان ہا لی
کہ بل ہے کاسۂ طنبور ریسیان ہین تار

لگائی ہے گل شبو نے منہ سی شہنائی
جو پتے ہلتے ہین جہانجہین بجاتے ہین اشجار

اودہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے
ادہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان
لئے یہ ناچ مین توڑے صبانی ہر اک بار

بہرے ہوئے ہین پیالی گلون کے شبنم سے
پڑی جو شاخ اوٹھی جلترنگ کی جھنکار

ہی اس بہار مین ایسا جنون کا جوش و خروش
مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بخار

یہ حال دیکھکے صوفی بہی وجد کرتے ہین
ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی ہے وہ بالاے سرو قمری ضرب
کہ جیسے کوئی اذان دے بہر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین
چکور مور ادہر اوسطرف کلنک و سار

اودہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کو کو کا
ادہر بندہا ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

اودہر ہے سرو یہ حق سرہ کا ہنگامہ
ادہر ہے آنب کے اوپر کہو کہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک اور سیہ بادلونکی گرج
وہ خندۂ گل تر اور سیہ نالہاے ہزار

وہ آبشار کے لطلے وہ موج باد صبا
وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آندہیون کی وہ ہوا کا سناٹا
وہ مینہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچہار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی
وہ کوئلونکی صدائین وہ پینگ بارمبار

مچی ہی چارونطرف ایک راگ رنگ کی دہوم
ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

اودہر قصیدے پڑہے بلبلون نے نالون کے
ادہر گلون نے نکالا طلاے دست افشار

اودہر کہلے صدف برگ کے لب تشنہ
ادہر ہی جہوم کر آیا سحاب گوہر بار

اودہر چمن نے نکالی قباے استبرق
ادہر گلون نے سرون پہ سجی نئی دستار

اودہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گئے تا دوش
ادہر لٹک گئے سنبل کے شملے تا بہ کنار

اودہر گھٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق
ادہر جہپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار

اودہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا
ادہر سحر کو کہلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار
عجب نہین ہی اگر کہولدین لب گفتار

عجب نہین ہی زبان ہو دہان غنچہ مین
عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار

چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ
عجب نہین ہی مسیحا نفس ہو باد بہار

عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین
کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار

عجب نہین ہی کہ آئینہ آب حیوان ہو
عجب نہین ہے کہ بول اوٹھے طوطی زنگار

عجب نہین ہی بقول ظہیر فارابی
چمن سے چین تلک ملک چین ہے تا گلزار

ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد
اگر بنوک قلم صورتے کشند نگار

عجب نہین ہی جو پہوٹین حباب کے بیضے
تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار

عجب نہین ہی کہ بجلی ہو مرغ آتشزن
عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار

عجب نہین گل لالہ پڑہے جولاں کیطرح
عجب نہین کہ ہزارے سے نکلی صوت ہزار

صداے رعد سے ملکر ہر ایک قطرۂ آب
ہوا مین ہنس بنے ہنس سے ہو موسیقار

دارالامارۃ

درمدح جناب امیرالدولہ سعیدالملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہوگیا ابنار
بندہا عروس بہاری کے دریہ بندھنوار

بدل کرآئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا
سفید ابر بہی چہایا تو ہوگیا گلنار

دہڑی جمائے ہوئے سوسن آئی ہین ہونٹون پر
حنا لگائے ہوے پنجے مین ہی دست چنار

اوگی ہوئی ہی لب نہر باغ مین کنگہی
ٹرہ ہارا ہے جو شمشاد طرۂ طرار

گلون کے چہرے پر افشان چنی ہی شبنم نے
جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائی فصل بہار

مثال سینۂ معشوق ٹہریان ہین صاف
جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنار

بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش
سکھایا موج نے ہر نہر کو نکھار سنگھار

گئی چمن سے ادہر خواب نازنین نرگس
ادہر کو سبزۂ خوابیدہ ہوگیا بیدار

ادہر ہوا سے ہوئے لکھاے ابر نمود
ادہر چمن دم طاوس بنگیا اکبار

ادہر دلہن نے بہرا اپنی مانگ مین سیندور
ادہر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار

ادہر جو نہر چمن کو ہوا نے لہرایا
ادہر بھی کوندکے بجلی دکھا گئی دیدار

بڑھ کے ہے حکم قضا سے ترا حکم محکم تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر
تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دے کہین کہ سیہ بخت کرے اور پھر آئے در در
پھرتے پھرتے جو عدو تھک کے گرین منہہ کے بل کھینچکر پھیر دے مریخ قفا پر خنجر
ختم کر دیجیے اے **قدر** دعا سے شرطی کہیے اک تازہ غزل خاتمہ دعوت پر
ہوش اڑا دیجیے بلبل کی برنگ بلبل وہ نئے طائر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمہ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا کیون نہ منہہ دیکھکے رہجاے سکندر انکا
تھی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض تاکہ وہ دیکھہ لے اوسمین رخ انوران کا
بے وسیلے تو خدا تک بھی رسائی ہی محال سلسلہ ہے مجھے گیسوے معنبران کا
اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن آب حیوان مین بجھا رکھا ہے خنجران کا
ہین یہ مخدوم ہین سو جان سے انکا خادم یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا
بے تکلف ہون مرے دل کا نہ پوچھو احوال اوسمین جب چاہین چلے آئین وہ ہی گھران کا
رکھدیا نام قصیدے کا مری **مہر منیر** دل یہ ہی مہر و محبت مین ثناگران کا
قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون مین رہے انپر بھی نظر آگے مقدران کا

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیئے — طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر
یون ہی وہ قوت بازو سے جناب والا — جسطرح قوت بازوے پیمبر حیدر
حبذا رستم میدان شجاعت ہے وہ — بلکہ رستم بھی سنے نام تو کانپے تھرتھر
مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ — بلکہ حاتم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور نہ زر
واہ کسرا اے شبستان عدالت ہے وہ — بلکہ کسری شہ بیدین تھا وہ دیندار افسر
یہ صفات اوسکی ہے ذاتی عجب اسکی ہی ذات — ذات قایم رہے جبتک ہے صفات داور
قدر تم آئے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا — چڑھے کرسی پہ تو پھر عرش کو چھو لو بڑھکر
ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو — لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منہہ سے لگایا ساغر — مطرب مجھکو سنبھالو مین گرا بربط پر
مغبچو ہاتھہ مرا تھام لو دوڑو دوڑو — خدمت پیر مغان مین مجھے پونہچاؤ مگر
میکشو راہ سے اٹھوا دو خم و جام و سبو — مست ہون مست ہون لگ جایگی میری ٹھوکر
نشہ کیا چھایا کہ آنکھون مین اندھیر چھایا — اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بھر
نشہ مین چور ہون چھپتے نہین اسرار دلی — دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فر فر
اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بھولا — رونگٹا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹھہ پہر
جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک — اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر
اون ستارون مین ہی جبتک کہ نظام شمسی — سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر
رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان — خود عطارد ترے دفتر کا رہے سر دفتر
شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا — انجمن کا تری اکا بنے ہر شام قمر

وہ مری فکر مین اک دامنِ دریاے جلال
یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گزر

وہ مری فہم مین دستِ ہوس طالب یار
یہ مرے وہم مین آغوش حیاے دلبر

وہ مرے دہیان مین برگِ شجر طوبیٰ سے ہے
یہ مرے سوچ مین سے ہے بیتِ مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامیِ بحرینِ در علم و ہنر
حبذا وارثِ برجین مہ زاد و گہر

تیرا دامن مجھے جزدان کتابِ ہمت
میری عزت کے دفاتر کا ہی صندوق یہ در

خط تقدیر ہے میرا اسی دامن پہ لکھا
لوح محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سرتا سر

بادبان ہی مری کشتی کا نہین یہ دامن
در نہین میرے سفینے کا یہی ہی لنگر

ہی مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن
میرا خود سر قسمت ہے ترا حلقۂ در

اب نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا وہ دامن یہ ہاتھہ
اب نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سر

مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز
مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور

تیری دریاے سخاوت کا بیان مین بہی کرون
بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوا گر

درد ندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو
گلی تہوکے تو بنے گرتے ہوئی آب گہر

بہر دیا خانۂ درویش مین زر تونے تمام
وقت خواب اوسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گھر

میرے مضمون کسی سے نہین اڑنے پاتے
سُن گئے تیری عدالت کی خبر اہل ہنر

ٹوک سکتا نہین مشرق سے کوئی مغرب تک
ہاتھہ پر سونا اوچھالا کرے شاہ خاور

خلق مین دہاک تہور کی بندہی ہی ایسی
بنگیا گربہ پر مسکین یہ دبا ضیغم نر

وہ شجاعت کہ ہی بہائی بہی **شجاع الدولہ**
نام ہی **میر سعادت علی** ذی جوہر

خُرد ہی پر بہی ہی خردی مین بزرگی پیدا
یہ ہلال فلکِ اوج سے بدر اٹھہ پہر

تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہون
کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر

تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین ٹھ
کاجل آنکھون کا اوڑے پر نہو پتلی کو خبر

جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی
سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتے ہین سب ذی جوہر

اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید
اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر

مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع
ہے دعائے غربا پشت پہ مانند سپر

نگھیان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے
عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر

ریل گاڑی کی اوڑاتی ہین دہوئین چلنے مین
اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر

ہان کسی عہد مین تہا تخت سلیمان مشہور
پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر

دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
در امید و در فیض ابد اوسکا در

وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا
یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر

وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سر تا پا
یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سر تا سر

وہ ارادون کے لئے جائے نماز حاجت
یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر

وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ دخل
یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر

وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکی تلے گرد فساد
یہ وہ جا ہے کہ جہان پھینکدین سرکش افسر

وہ سحاب گہر افشان ہے پلین اہل نیاز
یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر

وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیے اخلاق کا حال
یہ کھلا رہتا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر

وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت
یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر

وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور
یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر

وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر
یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین
جوہر خنجر رومی کے بجہا دون تیور

جیسے پریان لئے پہرتی تہین سلیمان کا تخت
یون مضامین سی ہوا پر ہو مرا تخت ہنر

لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف
اوسکا مداح بنون ہے جو سلیمان منظر

وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ**
میر لائق علی لائق و ذی فہم و ہنر

خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ وزیر
میر عالم کے گہرانے مین بڑا نام آور

جد اعلیٰ کی وہ شہرت تہی کہ ہی عالمگیر
دہوم ہی دہوم کہ تھی باپ مین شان اکبر

باپ کے مثل ہوا ملک مین **مختار الملک**
اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قد پر

میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ
جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر

عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پیر ہی خم
رای وہ کا پنتا ہے صبح کو سورج تھر تھر

باد پا اوسنے سواری کو منگایا جسدم
آگیا حکم روان اوسکا مجسم ہوکر

مطلع

اوسکا شبدیز چھلاوا ہے کہ اک تیر نظر
چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر

اک دبور ایک صبا ایک شمال ایک جنوب
دست و پا چارون ہین یہ چار ہوائین ملکر

باد پا ہے یہ سبک سیر کہ جو بائی ہے
اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد صرصر

اپنے سائے سی بھڑکتا ہے کلیلین دیکھو
چال مین چھو نہین پاتا اوسے سایہ دم بھر

رات قطبین یہ یا کالو نیر اندہیاری ہے
تھوتنی ابر کا لکہہ ہے تو دندان اختر

وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکھ لو
چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر

دونون باگون پہ غضب جھومتا رہتا ہی وہ
کہتا ہے دونون جہان مین نہین میرا ہمسر

جب صف رزم مین یہ دم کو چنور کرکے چلے
صف تو صف جہونکون سے دنیا بھی دہر کی ہو اوڑ کر

کوئی پڑھتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا ہنر

جو ترنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پہاڑ
جسکے منہہ مین جو کچھہ آئی وہ اڑائی بے پر

رند و آزادہ و بیفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون نہنگون سی کہا مین نے ذرا دھیان ادہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑا نکرو آٹھہ پہر

مطلع

دیکھنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھہرے نہ نظر

علم خامہ مین لون کہکے اگر یا عباس
کھینچ لون تیغ زبان کہکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جھنڈا اپنا
عرش سے جھولتی رہجائے مری تیغ دوسر

ہان مری طبع رسا خاک سی افلاک پہ چڑھ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی پہ

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کی اوس پار ٹھہر

ہان مرے شور مقالات بجادے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جمادے لشکر

ہان مرے وہم روان اوٹھکے بٹھادی سکہ
ہان مری فہم جوان بڑھکے بچھادی منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنادی خطبہ
سنکے سودا بھی کہے صل علی چلاکر

اوسکی آواز سے گور تتشی ہلجاے
ہندسے تا عرب اک دھوم رہے آٹھہ پہر

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام | نذر دیدو وہی سرکار کو تم پہلے پہل

شعر گنتے ہون جو منظور تو کیا مشکل ہے
حیدر آباد کے اعداد گنین اہل حمبل
۲۳۰

قصیدہ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر
ہے برانڈی کہین شیری کہین بوتل ہین ہیر

کہین زاہد ہی کہین شیخ کہین واعظ مست
خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر

پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی
مے لنڈہی ایسے چھلکتے ہین سبو و ساغر

در میخانہ سے میلا ہے در باغ تلک
پھول سے پھول کی بو کہاتی ہی باہم ٹکر

کہین ٹھٹ ہین کہین سبیلین ہین کہین پھولونکی
دورۂ شامپین ہے کہین تا وقتِ سحر

کان اوڑتے ہین کٹورون ہی کی جھنکارون سے
مشکونمین سقّون نے بہرلی ہے شرابِ احمر

دیتے پہرتے ہین صدا کوئی نہ پیاسا جائے
لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر

دہوم ہے آئی بہار آئی بہاران روز دن
شور ہے مست رہو مست رہو آٹھہ پہر

ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چھٹی ڈالو
فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر

ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے
فکر گونین بھٹکتی نہین آکر دم بھر

کہین بائین کی گمک سے ہے کہین بجتا ہی ستار
ناچمین کرتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر

جلترنگون کی صدا سے کوئی موج مین ہے
شور قلقل کا اوڑاتا ہے کہین ہوش بشر

یا خدا اُستاد رہے تیرا وزیر لایق
خوش رہیں اوسکی لیاقت سے سب اعلیٰ اسفل

فوجیں ہیں ثابت و سیار کی جب تک قایم
جب تک اس نظم سے آتا نہیں دنیا میں خلل

یا خدا خلق میں سب نظم و نسق تیرا ہو
ساری دنیا میں بندہی فوج حضوری کا دل

حوت جب تک رہے افلاک میں برجِ آخر
رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اوّل

یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے
شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا بہ حمل

کہکشان رات کو جب تک سے ہو فلک پر قایم
دن کو جب تک ہے کرن پای فلک کی جھلگل

یا خدا عرش پہ گڑ جائے حضوری جھنڈا
تیری نصرت کے لوا میں کبھی آئے نہ خلل

مشتری سات ستاروں میں ہی جب تک نامی
سبع سیارہ میں جب تک کہ ہی بدنام زحل

یا خدا تیرے محبوں کا چمک جائے نام
تیرے دشمن رہیں دنیا کے ذلیلوں میں اذل

کریں گردن کشیاں تیغ وہیں گردن کٹجائے
سر اوٹھائیں تو گریں خاک پہ وہ سر کے بہل

ہفت قلزم ہیں زمانے میں جہاں تک جاری
برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پگھل

یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بیڑا
دست و پا اونکے گلیں پیرنے میں ہو کر شل

کچھ جو اوبھریں تو گرے برق غضب گردوں سے
کچھ جو ڈوبیں تو نہیں تہاہ میں آجای اجل

قدر ہاں ہاں کہیں غصہ نہ تمہیں آجائے
آستینیں نہ چڑھاؤ کہ ہو سب میں ہلچل

ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت
مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پھل

فاتحہ روح ولی پر تمہیں پڑھنا ہے ضرور
کہ دکن میں وہی شاعر ہوا سب سے افضل

گو کہ اس بات پہ دونوں کی سخن میں شاہد
نقش ثانی ہوے تم اور وہ نقش اول

پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاؤ
کہ ہر اک شعر ہے اک عقدۂ مالاینحل

گور سے اوٹھکے کہے صل علیٰ صل علیٰ
مردے جی اوٹھے دکن میں ہو یہی ضرب مثل

ملک اودسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے
جس جگہہ دیکھیے سب عیش مین کرتے ہین چہل

مطلع

ہان مے ساقی بدست سجا اپنی بغل
دیکھ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل

دیکھنا آج وہ ہن برسیگا انشاء اللہ
غربا ہند کے سونے کے اوٹھائینگے محل

بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پُرنور
قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہو مستاصل

شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا
زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل

ہم تو مداح حضوری ہین کمی کیا ہی ہمین
نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے خلل

کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے
شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین پہلے پہل

پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم
باپ دادا بھی ہوئے دفن میان نزل

صاف باطن تھی کہ سرکار پہ کی جان فدا
یہ صفائی تھی کہ آئی اونہین نزل مین اجل

اک نظر اپنے قدیمون پہ بھی ابر سخا
سب کہین سوکھے ہوئے کھیت پہ برسا بادل

لاکھہ امیدون کی امید یہی ہے اپنی
اب جاؤن کہین مین چھوڑ کے یہ رنگ محل

دوسرے سے نہ کہین جا کے صلہ مانگی قدر
بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل

جو یہ نہین مانگنے کی اوسکو پڑی ہو عادت
اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اک پل

تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم
جب تلک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول

یا خدا عرش پہ پہونچے تری کرسی جلال
پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل

زر فشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک
جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل

یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل

ماہ خورشید ہی جب تک کہ کرے کسب ضیا
جب تلک ضو سے ہو یہ بام فلک کی مشعل

مین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا از در
ریل دے پیل دمان اسکو اگر سر کی بھل

گھر چڑہی تو مین ہین سرکار کی کیا ٹوپی اتار
تو یون گر پڑے ہین پہ گھوڑون پہ تو پونکا محل

یہ دغا کرتی نہین اور وغا کرتی ہین
اپنی گھوڑون سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل

گولہ انداز بہی مشتاق ہین سبحان اللہ
شب کو یون جوڑ کے نقطے کو اوڑائین وہ پل

صبح کو جور نے عدل کا جامہ پہنے
پہر تو سونار سے دربار کو دوڑی پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی نہین کوئی خلل
دیکھو ہین ایک ہی پنگلے مین اسد اور حمل

سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی
ایک انبوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل

اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جلوت ہے
فوج کی فوج سما جاے وہ ہی گوشہ محل

پہر شجاعت مین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر
اوس سے آنکھین جو ملائے کوئی میدان مین پل

نہ رہے تن مین روان خون برنگ لالہ
متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل

سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہو تہی
رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل

گیو و رستم سے بہی ہے بڑھکے سپاہی اوسکا
نیزۂ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل ق

دی یہ تیزی کو تکان جنگ مین پیدل ہون سوار
گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل

سب عرب یہ کہتے ہین تیزی مین قمر کی تاثیر
حبشی اوسکے ہین دشمن کے مٹانے کو زحل

اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو مذکور
سیپین گوہر سے بھری بیٹھی ہین اپنی اوجل

سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین کہ ہین شمس و قمر
پہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل

کردیا کشتی درویش کو زر کی کشتی
سامنا ہوتے ہی سیلی ہے گلے کی ہیکل

قوت زر سے ہوئے زال بہی سب نال زر
کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

اُف رے جوہر ترے دیدے کی صفائی دیکھو
یہ ہزاروں مین نکلتی ہی بڑی ہی چنچل

کھنچکے چلنے ہی لگے تیغ ہی یا موجِ سراب
کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل

نیمچہ سبز ہے پر خون مین بھرا جاتا ہے
لال بھبولو نین لدی جاتی ہے اُٹھتی کونپل

اسکے جوہر کو عدو دو وہی نظر آتا ہے
جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشمِ احول

کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ
جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل

چشمِ معشوق مین ڈورے ہین کہ ابروے بتان
مین کہون قہر کی نا ہین کہ ستم کا کس بل

آب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ
آنچ اک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پھل

لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی
کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل

چرخ پر چڑھکے جو اوتری تو بنی عید کا چاند
عید قربان کا کیا کام میان مقتل

چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ
توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سی ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل
سا تون افلاک کو گولی کی طرح جاے نگل

مور کھا جاتی ہی پر مار او گل دیتی ہے
خوب باروت سے ہوتا ہی دہوان دہار عمل

اسکی رنجک جو اوڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی
توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل

چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہی
اسکی مہتاب ہے یا ماہِ سپہر اول

اسکا پھڑ دیکھکے ہے سب خُمِ فلاطون آب آب
پھڑ کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل

پھڑ کے پہیے ہین کہ قطبین ہین دونون جانب
گرۂ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل

توپ وہ توپ کہ دب جاے حصارِ گردون
گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل

یہ پیالے کے فتیلے سے ہوئی ہی کالی
سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئی اجابل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری کی ہی دہوم
سب یہ پریون کا چھلاوا ہی کہ گھوڑی کوتل

آگے اِن پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ
سب یہ ہاتھی ہین کہ ہتھیا کا اوٹھا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گھنگھور گھٹا ہاتھیون کا دل کا دل
کجلی بن دہوم سے جنگل مین منائے منگل

پاؤن سے گاڑ زمین کو یہ ابھی مل ڈالین
فیلبان بیٹھہ کے مستک پہ جو کہدین کہ ہل

دیکھئے دور سے آنکس ہے کہ نکلا ہے ہلال
دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ چرخ اول

منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا
یہ سیہ رنگ پھرے آنکھو مین بنکر کاجل

کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتی ہین
بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل

کہین بادل کی گرج سے بھی زمین ہلتی ہی
اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہلچل

بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہی
سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل

طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ
دانت ہین وادیِ موسی کی دمکتی مشعل

پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تھے
دیکھہ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل

لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑائے جو پھبار
سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل

کالے بادل مین نظر آنے لگا لال دہنک
یہ رنگی سونڈ سے دکھلائے جو کالی ہیکل

ہین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوار
پوشش کعبہ ہے یہ نہین ہاتھی کا محل

تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پرنور
کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پھل
بے سراپا بھی لوا ہی یہ میان مقتل

جب سے جوہر نے دکھائی ملک الموت کو آنکھہ
پھر کبھی موت سے اس نہ ہوئی رد و بدل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا
دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طولِ امل

ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ دل خلق کی لین ہلاتہون ہاتھہ
پاؤن وہ پاؤن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل

ہاتھہ آنکھون ہی لگا ای دل و جان ہاتھہ بڑہا
پاؤن کو چوم کے اے طبعِ رواں آگے چل

ساری دنیا کو سنبھالی ہوئے ہین دونون قدم
انہین قدمونکے نشان ہے یہ معما ہوا حل

ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم ہے جہان
دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم ہے اچل

یا الٰہی مین بنون خطِ کفِ پاے حضور
انہین قدمون سے رہون تا کہ لگا ہر اک پل

نہ کہین نقشِ قدم مجھکو بنانا یا رب
کہ جدا ہو کے کہین مجھسے قدم ہاتھہ کو مل

ہاتھہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے بڑا
نہ یہ مشکل کہین کافور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی ہے کل
بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل

گُنڈا کرنے مین بنے شاخ خمیدہ گردن
تھوتھنی غنچۂ سوسن سبدِ گل ہون کفل

یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے
شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل

چار نعل اسکے ہین یا چار ہلالِ گردن
راہ یکسالہ یہ ہی تین طرارون مین عمل

کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو
چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل

تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا
اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل

کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ
قدم اوٹھنے مین نظر آتے ہین اوٹھتی کوپل

ق
اک اشارہ جو کرین اسکو حضورِ پُر نور
شیر گردون سے لڑے پھاند کے گردونکا محل

اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے کہے
کہ ڈہلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل

دیکھہ لے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہی چال
اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑہکر جھل بل

سبزہ شمشاد سے شمشاد ہی طوبیٰ سے بلند
جاے طوبیٰ نہ کہین عرش کی اوس پار نکل

ق
جو یونہین بھولتی پھلتی رہی گلشن مین بہار
جو یونہین نامیہ کرتا رہا ہر عقدہ حل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آئے پھول
کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجاے پھل

کیا تعجب ہے کہ پتھر مین نمو پیدا ہو
خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیا چل

ق
دامن نیلگری اوٹھکے ہو چرخ نیلی
اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ و جبل

ہندوالونکو نظر آنے لگے ملک دکن
پر یہ ہی شرط کہ آنکھونمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے موسی ندی
وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور
چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی چھل

حیدرآباد ہے اونچا فلک چارم سے
حبذا قدرت و صناعی صناع ازل

ہی وہ خورشید علم اس فلک چارم پہ
جسکا ہر خاک پہ ہی دہوپ کے مانند عمل

مہر گستر فلک ملک کا شاہ خاور
ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہ ملک دکن
خود اولی الامر جہان ظل خداے عز و جل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردون
عقل وہ جس سے عقود فلک پیر ہون حل

سر سر تاج جہان وہ کہ دبے قبہ عرش
زلف ایسی شب معراج ہو جسمین اوجھل

چہرہ وہ ماہ شب چاردہم جس سے خجل
جلوہ وہ جسکے شب ماہ رہے زیر بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے
وہ بھوین جس سے کھلے عقدہ مالاینحل

آنکھ وہ جسمین مروت ہے بھری شش نگاہ
مردمک وہ کہ کھبے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطہ موہوم مفصل جس سے
وہ دہن نقطہ موہوم بھی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت رہی پانی پانی
وہ ذقن جسکی لطافت پہ گھلے امرت پھل

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم
سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوت نامیہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل
کہ جوانان چمن آج ہین کچھہ اور ہین کل

کیا عجب سرو یہ ہجو یہ گردون ٹکجاے
کیا عجب گردش افلاک مین آجائی خلل

کیا عجب لوگ ہتھیلی یہ جمالین سرسون
کیا عجب ہاتھہ کے تل ہی کوئی پھوٹے کوپل

کیا عجب پیکر عشاق بنین خاک چمن
کیا عجب دانے دا جو پڑجائین نکل آئین پھل

کیا عجب رشتۂ زنار سے بیلین پھیلین
کیا عجب دانۂ سبحہ سے اوگے نخل امل

کیا عجب روح شہیدان بھی پے دید بہار
خاک سے بیربہوٹی کیطرح آئے نکل

کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزۂ تر
کیجئے ڈالکے پانی مین جو زنگار کھرل

کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بہی پھوٹے جو زبان
باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل

باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابھرین
شجر قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل

لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے
مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخ صندل

قلبہ رانی مین کسانا ور یہ چلاتے ہین
شاخ مین گاوزمین کے وہ لگا ہل کا ہل

شاخ در شاخ ہوئے گاوزمین ثور فلک
قوت نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہلچل

کھچکے سنبل یہ بڑہا کاہکشان سی اولجھا
واہ وا زور نمو کیا ہی نکالا ہے بل

صورت گلشن شداد نہ اوٹھجاے کہین
نامیہ سے بڑے زوردن یہ ہی سارا جنگل

گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیض نمو　ق
چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل

شام تک خاک بھی جھلجاتی ہی دو دو بالشت
صبح تک سبزہ ابھر آتا ہے دو دو اونگل

باغبان چمنستان کا ہی گردن یہ دماغ
مجھکو ڈر ہے کہین رضوان سی نہو ردو بدل

شہد چھکتے تو معطر ہو دماغ لذت	بیٹھہ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہد فصل بہاری ہے غضب کی چنچل	کبھی پھولون سے ہنسی ہے کبھی غنچون سے چہل
سوسنون نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی	چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل
شاخین جھک جھک پڑین یا شاہد فصل گل نے	ناز سے ڈال لیا سر پہ اولٹکا آنچل
سوسنون سے رخ لیلی کا بھی مبہم ہے رنگ	زلف لیلی سی سوا ہے کہین سنبل کا بل
شیشیان عطر کی کھولی ہین گل شبو نے	تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل
سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہے بہار	جسطرح سامنے دولھا کے دولھن پہلی پہل
خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی	راجا گھر موتیون کا کال نہین ہے وہ مثل
ایسی برسات کے پانی سے لبالب ہین چمن	پھول جو اوس سے ابھرتے ہین وہ ہوتی ہین کنول
چوب چینی ہے گل سرخ نے کھائی شاید	نرگسون کے لئے طیار ہوا اطریفل
ہے جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم	باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پھل
ق قابل دید ہے گلشن مین ریاضی کی بہار	ہے عجب ہندسۂ قدرت مرتاض ازل
سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنون کی شکلین	گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی ہشت پہل
روشین قاعدی ہین سرو چمن اون پہ عمود	آبشارون کے محیطون نے کیا اپنا عمل
قائمہ زاویہ ہے کنج گلستان ہر ایک	دیکھہ لی مہندیکی ٹٹی نے بنا کر جدول
بیلچہ ہاتھہ مین پرکار ہے تختہ گلزار	باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل
کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ و سرو	جس جگہہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل
کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین	گل شبو بھی لگائے ہی کھڑا منھہ سے بگل

گولیان نالۂ بلبل کی چلین سوے فلک   خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین یہ شیش محل
چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر   حوض تالاب لبالب ہین بہرے ہین جل تھل
شور سرخاب سے درد او سکے اوٹھا تہا مین   مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل
باغ رنگین پہ جو ہر وقت جھکا رہتا ہے   کہین گلدستۂ شیشہ ہو چرخ اول
کھولے ہین باغ نے اپنے ورق رنگا رنگ   اوس پہ بینے کی بنائی ہے دھنک نے جدول
قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین   جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بھل
سرو نے انگلی اوٹھائی ہے شہادت کے لئے   بید ہے ساجد درگاہ خدا عز و جل
یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا   نقش ثانی کو پہونچتا نہین نقش اول
گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو   روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہین منبر پہ مغل
زر پہ گل پہولی ہین بلبل کی فغان ناحق ہے   کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول
سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھ لیا   جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پھل
کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید   آتش گل سے جو گلزار بنا ہے سنقل
ہے یہی آتش گل تیز تو اکدن سننا   نخل ہو مین کیطرح جائیگا ہر نخل پگھل
ناف آہوی زمین ہین گل خودرو شاید   مشک کی بو سی مہک اوٹھا ہے سارا جنگل
عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ   ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی پھسل
گل وہ پھولی ہین کہ چھپ جائین عنادل اُنمین   جیسے بھونرے کو چھپا لیتا ہے پانی مین کنول
گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ   ق   سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل
سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر   دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل
کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چوا پڑتا ہے   شاخ گل کہتی ہے بلبل سے کہ دی مہندی مل

پھولے ہین باد بہاری پہ جوانان چمن ۔ شاخین ہلتی ہین کہ شادی سی بجاتے ہین بغل
گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ ۔ غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل
مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے ۔ غنچۂ و گل مین دم صبح سی ہوتی ہے چہل
کوئی گل پھولیگا نوشہ کوئی پیدا ہوگا ۔ رات سے حاملۂ غنچہ بہت ہے بے کل
لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکھ ۔ مخمل سبز پہ جسطرح ہو خواب مخمل
زخم گل باغ مین یک لخت ہرے ہو جائین ۔ چمن تیغ ہوا سے جو چمن ہو مقتل
کیا یہ نو باوۂ گلشن ہین مرد کی درخت ۔ ہری کونپل ہری شاخین ہرے پتے ہرے پھل
کچھ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین ۔ پاس سے بھی نظر آتے نہین توتے ہریل
کیا گرا خاک پہ یارب فلک مینائی ۔ سبز دامن سے ہی چوٹی تلک ایک ایک جبل
ڈالیان ہین دم طاؤس گھنے پتون سے ۔ ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو چھوٹی کونپل
ق
منھ کو دولہا کے وہ رومی نے اوٹھایا پردہ ۔ چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل
ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی ۔ ہو گیا آئینۂ آب رواں پر صیقل
ق
گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصار ۔ ماہ شب خیز نے چلے مین پڑھا کوئی عمل
قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی ۔ وہ بخار اوٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل
یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین ۔ ایک سونیکا ورق ہو گیا کیوڑے مین حل
مہر یون ابر کے لکو مین چھپا رہتا ہے ۔ جیسے اکثر گھنے پتون مین چھپے پکا پھل
ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب ہے کمال ۔ کہ دبے روئی کے گالے مین یہ جلتی مشعل
قرص خورشید تہ ابر نظر آتا ہے ۔ جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول
چرخ اول ہی ستارون سے زمین گلشن ۔ ہی زمین سبزۂ نوخیز سے چرخ اول

آتشِ نالۂ طاوس سے اوٹھا جو دہوان — ہو کے یکجا وہ بخارات گھر آیا بادل
یہ وہ اژدر ہین کہ حیوانکو نگل جاتے ہین — ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل
دردِ سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاوس — برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل
اِک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون — ہی دمن برق دمان ابر سیہ راجانل
آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن — برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل
جا بجا لالۂ و صد برگ ہین یہ عکس فگن — لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل
کانٹے پتون کی زبانون مین پڑے تھے شاید — لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل
وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے — انمین شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل ق
بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکا یاہی — ایک استاد ہی ڈالا ہے غضب کلے ہل چل
اینڈوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے — ڈنڈ پر خاک چڑہا دیتی ہی آندہی اوّل
ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین — انکو شمشاد کے طرے کی بڑہا نے یہ ہی بل
بدیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے — دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل
گل کے ماتھے ہی بہاریکا پیالہ اس فصل — سرو کے سر سے ہے جوانان چمن کا دنگل
رعد چلّا کے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے — ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھہ سنبھل
قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ — بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل
یون شرابور ہین باران بہاری سی سرو — جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑہی گنگا جل
ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح — جسطرح سینۂ معشوق پر آڑھی ہیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل — جسطرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

آئینۂ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پُر نور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوٹ پڑی ہے بادل
خسروِ بادِ بہاری کا کھنچا دل بادل

ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ
چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل

جھمک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسا نکی رات
سبکو ہر پہر کے دکھاجاتی ہی بجلی مشعل

باغ مین چارو نطرف آگ لگائی گل نے
سبز جھاڑون پہ گلستانمین چڑہی لال کنول

شجرِ الاخضر نار اُکا تماشا دیکھا
لن ترانی کی نہ لے قدرتِ صنّاع ازل

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
دستِ صنّاعِ ازل مین ہی بخار انکی کَل

کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ
گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل

تحت و فوق ایسی بہاری نی لگائی ہی آگ
ق
کہ گلِ لالۂ پر داغ سے تا اوجِ زحل

ابکی سال اوٹھے ہین اسدرجہ بخارات سیاہ
کہ تمام ابر کا کالا ہوا اجلا کنبل

مرے شیرِ خدا مولا علے بن ابیطالب

پئے قرآن مجھے بھی علم سے بہرہ اندوزی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ افروزی
جہادوں کا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی
برائے فاقہ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھہ مانگا علی بن ابیطالب

ہوا ہی **قدر** بقدر آج کل مداح حضرت کا
یہ برگ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا
علی بند اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا
یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشم اجابت کا

تم اسپر صاد کر دنیا علی بن ابیطالب

تمت

کرد چنین مویه‌ها کآب گزشت از سرم
هان گو سبقت ربود دیده ام از ارگیا

این دل بشخوده ام شد بغمش ژند ژند
وین سر شوریده ام شد به الم آشنا

غلغله پارسیش چون بزبان اوفتاد
رو همه ها ساختند اهل عجم مرحبا

جمله کلاهش بود در خور بشر و ثنش
بر سخن نغز اوی بوسه شکستن روا

بر سر حسن سخنش صیت مدیحش دلیل
ویژه همه جامه هاش بر صفت او گوا
مخفف گواه

بین که بدیر سپنج کیست اثیر چنین
گوکه بجاق اندرش بود نظیرش کجا

یللی آورده ام آب ز آتش برون
سال رحیلش زهی حمد نوشتم دوتا
زاید فصیح

مصرع اول او در سنه هجری است
مصرع آخر او سال مسیحی نما

آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری
سنه ۱۳۰۱ هجری

مویه که استاد قدر رفته زد ار فنا
سنه ۱۸۸۴ ع

وله این تاریخ بر لوح مزار شریف کنده شد

روز یکشنبه بُد و بست و سوم ذیقعده را
بر دو پهر روز ساعت چونا زیبا بشد

آوخ از واژونی چرخ ورا آهنگ نژند
کان علم از دهر یعنی اوستادِ ما بشد

زد رقم سال وفاتش حمد صوری معنوی
در هزار و سه صد و یک قدر از دنیا بشد
سنه ۱۳۰۱ ه

ریخته کلک گهر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف
بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جاه

روز یکشنبه و بست و سوم ذی القعده
فوت کرد آن شه اقلیم سخن واویلاه

سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت
شد روان قدر بسوی ارم انا لله
سنه ۱۳۰۱ ع

وله

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل
نکته پرداز و سخندان و سخن آگاه قدر

هجری و هم عیسوی ارشد بگو مصرع سال
در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
سنه ۱۳۰۱ هجری و سنه ۱۸۸۴ ع

تمت

ہوگیا آخر کار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدرآباد سے بغرض معالجہ لکھنو کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر سود مند ہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعدہ ۱۳۰۱ سنہ ہجری مطابق چہار دہم ماہ ستمبر ۱۸۸۴ء بروز یکشنبہ شہر لکھنو مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدا بخش کی کربلا مین مدفون ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کما فصلت دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر جسکے آخر مین ایک واسوخت بھی چھپ گیا ہی عطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض پنگل من المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات اُردو ناتمام متفرقات - اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت نہ ملی طالب اپنی طبیعت کے موافق اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے - تواریخ وفات اُنکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین لیکن یہان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود حامد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند تاریخین لکھکر ان سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجہ فکر آسمان پیوند منشی محمد محمود حامد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ و دژمان کہ گاہ کرد نہ جز درخمی	زین فلک دژبراز نیست امید وفا
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم	رخت بہ بست از بُوِش (رفت) شد سوی ملک بقا
رفت خود اندر بستان سب آب بہر دیدہ زد	از رہ عبرت نگر دیدۂ ما کردہ وا
جملہ ارا و ندوی شد بضمیر اندرون	حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا
مرگ توانا بزور قدر بد ز شاخ زار	این شدہ چون برگ کاہ آن شدہ چون کہربا
رفت خود آوخ مرا آب بر آتش نریخت	ماند بسوز غمش این دل من شیوہ سا (ماند)

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا * دراز نفسی معاف آمدم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورنیٹل ڈپارٹمنٹ
کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اُسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی
پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہہ تجویز کی اور ہردوئی سے بلایا
اور منظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھہ مہینے تک وہ اپنے عہدیکا کام
بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ
اورنیٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلی درجے کی لیاقت حاصل کرکے امتحانونمین کامیاب ہوتے رہے
اسی زمانے مین آپنے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹا شنکر پانڈے بھٹاچارج بنارسی سے جو کہ اورنیٹل
ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور ما رمہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کرکے نئی باتین عروضیون
کو بتائی - افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ
مین بھی لکھین - ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ * دسمبر ۱۸۸۳ع تک یہ کالج مین کام کرتے رہے من بعد جنوری ۱۸۸۴ع
مین بنبۂ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرور جنگ استاد حضور پُرنور کی تحریک سے بتقریب مسند نشینی
اقدس و اعلی میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس
شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار
ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تشریف لائے اور چار سو روپیہ
ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کردیتا ہی زمانے کے ہاتھون شاعری کا
رنگ اوڑگیا ہی جدہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی
مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور اُستادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پونہچ گئے -
ع ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است * خم و خمخانہ با مہر و نشان است * قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ
تھے اسیر مرض ضیق النفس اور ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب و ہوا سے اور بھی مستولی

علم ہوگیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین دو آنکھین مری + اب الہ آباد بھی پنجاب ہی + تربینی یعنی تین بینی گنگا جمنا سرسوتی ہین پس ادخال لفظ تین لفظ تربینی پر ویسا ہی ہی جیسا لفظ زمانہ جگ پر موجد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہاری مثل شاعری میں یاد رکھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی + مثنوی قدر مہ قدر ہی +

ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی سعدی ؎ دہل زن گو

دو نوبت دہ بشارت + کہ دوشم قدر بود امروز نوروز۔

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا پیچ کھایا ہے کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا + قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ روی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر یہان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی عیب کر کے اوس پر اعلام کر دے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہوجاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین نہین ہی حافظ نے اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا تک راہ مین فرق پڑ گیا ہی یعنی روی متحرک ہوگئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اوٹھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ مین نظم کیا۔ **قطعہ** نوشت مطلع پرنور خواجہ شمس الدین (لقب حافظ) + بدین فروغ گہر بار داز سحاب کجا + صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا + فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را + ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا + کہ یک روی متحرک دگر روی ساکن + خطا ست بہر خطا حکم ارتکاب کجا + غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را + ترا ست پایہ این مایہ احتساب کجا + مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن + نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا + نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد + صلاح کار کجا و من خراب کجا + پس از نفس خطا تازہ کرد عذر خطا + ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف + اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا + مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر

واقفیت پیدا کی بعد ازان مہونا تحصیلی اسکول ضلع لکھنو کے افسر مدرس ہو گئے وہان سے سنہ ۱۸۵۷ عیسوی مین کالن براو ننگ صاحب ڈائرکٹر اودہ نے ازراہ قدردانی آپکو پہر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع آب فتہ دگر بجو آمد۔ اس رباعی مین اسی خدمت کا اشارہ ہی

رباعی

درجے مین بڑہا ہوا ہی جس تس سے قدر
دونا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہردوئی کا
پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس (۳۰۴) سے قدر (۳۰۴)

لطیفہ قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب اُنکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہیں ورنہ یہان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا بہر کیف بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال و جواب حوالۂ قلم ہین۔

(۱) **قدر** ؎ دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا + مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا + نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند اُڑہ دیا ؎ شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے + گر ہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے +

(۲) **قدر** ؎ قاصد یہ کہنا یا کے میرے یار کا مزاج + پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج + سرمشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپ کے اُستاد کیا کہتے ہین۔ **وزیر** ؎ باغ کو جایگا ابر سیہ مست اوٹھا + پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج + اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین ؎ اُن دنون سرکار پر معروف نے کھائے تھے گل + جن دنون صاحب لیے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر + معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا۔

(۳) **قدر** ؎ کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت + ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے + کالکا پرشاد موجد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال اور جگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہوکر

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لٹی لکھنو بیچراغ ہوا والقصۃ بطولہا آپ بھی لکھنو سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری وغیرہم مصائب غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانکر تا ایام غدر ہین رہے اسیوقت اُنہون نے بلگرام کے کبیشر دن سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر و تسلط سرکار انگلشیہ آپ بتلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چندے فوج سرکاری مین منشی رہے پھلا پنجابی زبان انکو کیونکر پسند آتی مستعفی ہوکر دہلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جب تک میان سحر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنو کی ادا آپ کے کلام سے مترشح ہی میر صاحب نے ایک رباعی مین چارون اُستادونکا اقرار کیا ہے رباعی

سیکھے سحر و برق سے بندش کے بند مجھسا بھی زمانے مین نہوگا اے قدر	پھر غالب و سحر نے بتائے پیوند بدنام کنندۂ نکونامی چند

پھر جب دہلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا اور جابجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسترا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش صاحب ضلع سے کی اونہون نے انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کردیا لیکن انکی شاعری نے اکثر تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کردیا اور خود تو ماشاءاللہ ہمہ تن اسیمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے دیکھکر انکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کیکی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی رپورٹ صدر مین اس بناپر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر حسب الحکم صاحب ڈائرکٹر بہادر سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنو کے نارمل سکول مین جانا لابد ہوا وہان رہکر فنون ریاضی مین کسیقدر

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ ۱۲۴۹ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے مسقط الراس محلہ سلہٹرہ شرقی بلگرام من مضافات لکہنو ہی محرر سطور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد یعنی اُنکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے **غلام حسنین** ۱۲۴۹ھ تاریخی نام رکھا پہلے پہل سید محمد صاحب الدعوۃ الصغری جد القبیلہ واسط عرب سے جہان کا قلم مشہور ہی بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ عیسی ابو تمر الاشبال بن حضرت زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام سے ملتا ہی انکے مذہب کا حال اس شعر سے آئینہ ہے

خدا معلوم کیسا گو مگو ہے قدر کا مذہب	٥	کہ شیعہ ہے نہ سنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

العاقل تکفیہ الاشارہ بعد اخذ حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت واجد علی بادشاہ اودہ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکہنو گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادہر مائل ہوئی اولاً شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے **قدر** تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ بہادر سے عروض و قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکہنو سی شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو مسلم الثبوت خیال کرنی لگے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی بیگم مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑہی اور کلام مین رنگینی اور طبیعت مین مضامین آفرینی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے تھے انقلاب لیل و نہار سے سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۶ع کے بہار لکہنو پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

قد جعل الله لکل شیء قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفه فصاحت عنوان بلاغت بنیان اعنی

سنه ۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

سنه ۱۸۹۱ء

مصنفهٔ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگره زیور طبع پوشید

قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بپایان اعنی

۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

۱۸۹۱ء

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام اگرہ زیور طبع پوشید

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل رہے مائل — تقی کا واسطہ تجھکو جو تو چاہے تو کیا مشکل

نہ ٹوٹے اب مرا تقوی علی بن ابیطالب

تصدق مین نقی کی خاک سے مین پاک ہو جاؤن — منقی گر گناہون سے نجف کی خاک ہو جاؤن

نہ فوجِ غم مین گھر کر ہند مین غمناک ہو جاؤن — نہ پامالِ سپاہِ گردشِ افلاک ہو جاؤن

تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب

ثرا سے تا ثریا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے — فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے

غم افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے — بجب قائم آلِ عبا یہ حال میرا ہے

مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب

بٹھایا رنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے — ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے

رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے — دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے

مرے خیبر شکن آقا علی بن ابیطالب

مرا بختِ سیہ مار سیہ ہے سر بسر مولا — یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھون پہر مولا

امان دے الامان والحفیظ والحذر مولا — کہ گہوارے مین اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا

دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب

غضب ہے گردش ایام یہ بھی لکھا میرا ہے — ستم کا سامنا ہی آسمان ٹوٹا بلا کا ہے

مرے مولا مرے حق مین ترا کافی اشارا ہے — ہوئی ہی رجعتِ خورشید سورج تو نے پھیرا ہے

مرے دن پھیر دینا یا علی بن ابیطالب

تمھین مشکلکشا ہو اب دمِ مشکلکشائی ہے — تمھین نے جانِ سلمان شیر سے مولا بچائی ہے

مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے — اکیلا پا کے شیرِ غم نے گھیرلی ہی دہائی ہے

خمارِ نشاۂ دنیا سے مولا حال ہی ابتر — نہ چھپ سکتا ہی دردِ دل نہ اوٹھہ سکتا ہی دردِ سر
قیامت مین بہی کہتا ہوا پونہچون لبِ کوثر — الا یا ایہا الساقی کو تر دم ہی ہونٹھون پر

ادرِکا ساً و ناولہا علی بن ابیطالب

زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا — غمِ دنیا و دین نے شیر بن بن کر مجھے گھیرا
یہان بہی آسرا تیرا وہان بہی آسرا تیرا — سوا تیرے نہین کوئی کہین فریادرس میرا

اغثنی انت مولانا علی بن ابیطالب

بسر اچھی ہوئی ابتک ترے اقبال سے مولا — مگر بندہ ترا آفت مین ہی دو سال سے مولا
چھٹرا مجھکو خدا کیواسطے جنجال سے مولا — چہ غم مین چلا ہشیار میرے حال سے مولا

سنبھال اے عروۃ الوثقی علی بن ابیطالب

مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نور ایمان دے — در مقصود دے دنیا مین موج اے بحر عرفان دے
رہائی پنجۂ ادبار سے اے شیر یزدان دے — خلاصی مجھکو قید فقر سے اے شاہ مردان دے

اسیر شام کا صدقا علی بن ابیطالب

علمبردار شاہِ بیکس و مظلوم کا صدقہ — علی قاسم کا صدقہ عابدِ مغموم کا صدقہ
سکینہ شہربانو زینب و کلثوم کا صدقہ — علی اکبر کا صدقہ اصغرِ معصوم کا صدقہ

مجھے ادنی سے کر اعلی علی بن ابیطالب

حسن کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا — حسین پاک کا صدقہ رہون مین سرخرو ہر جا
پئے سجاد چمکا دے مری تقدیر کا لکھا — ابھی ہو خطِ پیشانی کا میری کچھ سے کچھ نقشا

جو پھر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب

تصدق باقر و صادق کا صدق القول ہو حاصل — پئے کاظم مجھے کر کاظمین الغیظ مین شامل

فوا مولاہ وا ویلا علی بن ابیطالب

علی نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو
کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
وہ کیون پیتا کہ پینا آب نیزان تھا اوس اظلم کو
جو یہ ہی تو لب تر بھلا ہو لیگا کیون ہم کو

سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب

علی نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا
یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
نبوت گھر مین تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا
پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب

علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام و دین میرا
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہی معین میرا
معاذ اللہ جو وہ چھوٹے کا نا ہی کہین میرا
پڑے سے ہون بکر و زید و عمرو پر کوئی نہین میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

تولاے علی کی ولولے ہین جوش مستانہ
نفس کی دم کشی جرعے ہین نقد جان ہی بیعانہ
رگین نل ہنگئین دل ہی قرابہ آنکھ پیمانہ
مرا سینہ خُم مے ہے غدیر خم ہی میخانہ

وہان پیر مغان میرا علی بن ابیطالب

سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم
سلام اے نور اسوۃ السلام ای چشمۂ زمزم
سلام ای وارث نوح السلام ای وارث آدم
سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

سفینہ نوح کا ہین اہلبیت سرور ہاہا
مگر نوح اوس سفینے پر تمھاری ذات سے ہنا ہا
وہ ناجی ہوگیا جسنے تہِ دل سی تمہین چاہا
دل ا فگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر وہ ہولسارا   بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سے تھا پیارا

خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

جہادون سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا   عجب انصاف لڑنے مین وہ بحر جود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا آ کر کوئی مردود کرتا تھا   سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا

بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

درِ خیبر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک اشارا ہو   اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئے حشر برپا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو   زمین و آسمان چکر مین آ کر اک ہنڈولا ہو

اگر کردے تہ و بالا علی بن ابیطالب

علی کے نام پر ہی ہے عین دیکھو صنعت و اوج   عدد ہین کُن کے ستر اور حرفِ عین کے ستر
ہوئی ہے کُن کے کہتے کائنات اکبار ستر   مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر

وہ اپنے سر پہ رکھہ لایا علی بن ابیطالب

غلام و اسپ و تیغ و زن وفاداری مین سب یکسان   غلام ایسا کہ جو سرتاج خان و قیصر و خاقان
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سر گردان   زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مردان

وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

خدا کی راہ مین سر دینے والا تھا مرا مولا   نکالا تیر سجدہ مین اوسے صدمہ کچھہ پونہچا
نمازِ عاشقان ترکِ وجود ست اوسکو زیبا تھا   حضور قلب و الاعمال بالنیۃ کا دیبا جا

مرادِ ربی الاعلےٰ علی بن ابیطالب

سرِ مسجد بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈہایا   خدا کے گہر مین جا کر میرا مولا سرخرو آیا
تہِ محراب تیغ انعام و اسجدو اقترب پایا   زمین لرزی علی سجدہ مین تڑپے عرش تہرایا

وہ قفلِ ہفت دوزخ ہی کلیدِ ہشت جنت ہے
امامِ مالکِ رضوان شریکِ رنج و راحت ہے
فلک رفعت قمر طلعت خدا کا ابرِ رحمت ہے
بشر صورت ملک سیرت ہے خود صانع کی قدرت ہے

خدا کے نور کا تجلا علی بن ابیطالب

در گلزارِ جنت نردبانِ نُہ فلک حیدر
لکھے ہین سب ہو نورِ لوحِ محفوظ اوسکے ناخن پر
خطِ پیشانیٔ حور و قصور و کرسی و محشر
سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبن کوثر

بہارِ سدرۂ و طوبےٰ علی بن ابیطالب

وہ قطبِ آسمان و آسمانِ ہفت اختر ہے
ضیاے آفتاب و آفتابِ ہفت کشور ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے
رکینِ رکن و رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے

خدا کا برزخِ کبریٰ علی بن ابیطالب

دیا جو شبکو پایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
غریبونکو لٹایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
یتیمونکو کھلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
اسیرونکو دلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ

سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب

چھڑایا دیو دو سے کیا سلیمان اور سلمان کو
خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
خسوف چاہ سے بخشی خلاصی ماہ کنعان کو
بچایا یونس و ایوب کو جرجیس ہیجان کو

غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب

پڑہا سورج کے عامل نے جو اسمِ شرفِ حضرت کا
حصار ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہو گئی نوبت
کرن تارِ گریبان ہو گئی اللہ ری وحشت
جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت

خدا کا اسمِ اعظم تھا علی بن ابیطالب

کسے ہی جنگ کا یارا مرے پر مرّہ کو مارا
کنوئین مین جب وہ للکارا گروہِ جنیان ہارا

سریر آرائے تطہیر اعلی بن ابیطالب

گئے معراج کو جبرئیل کے ہمراہ پیغمبر
مگر پردے سے آتی تھی ید اللہ کی صدا باہر
وہان پونہچے فرشتونکی بھی پر جلتی تھین جا کر
غطای عصمت و عظمت مین تہے لو کشف ہو کر

لما از دوست یقیناً تھا علی بن ابیطالب

ہی سورہ نور کا یارب کہ اوسکی نور کی صورت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہی قامت
مد ابروے مبارک آنکھ ہی قرآن کی آیت
حدیثون سے بھی ثابت ہی کتاب اللہ و العترت

کتاب عالم بالا علی بن ابیطالب

نبی کا گوشت سارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی
پھر اوس پر نفسک نفسی جو ہم مارا ہوئی خاطی
دلالت کرتی ہی اس پر حدیث لحمک لحمی
اگر مجھسے کوئی پوچھے تو مین بیشک یہی معنی

علی احمد نبی گویا علی بن ابیطالب

امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر
امام الانس والجنہ بناز یر زمین حیدر
ہی سر فوق ایدیہم سر عرش برین حیدر
فروغ شرع و دین حیدر ظہور باطنین حیدر

ظہیر آدم و حوا علی بن ابیطالب

ہوئی دنیا مین جب ذات جناب مصطفے پیدا
خدا کے گھر مین حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا
سنا ہی طاق کسری شق ہوا یہ رعب چھایا تھا
یہان دیوار کعبہ شق ہوئی یہ رعب تھا اوسکا

ہوا کعبے مین جب پیدا علی بن ابیطالب

دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی قامت کا
اذان سے کر دیا ہی یا خدا نے وصل قامت کا
خدا کی بیت مین باندھ گیا مضمون قیامت کا
نبوت کے شجر مین یا ہوا پیوند امامت کا

چڑھا دوش نبی پر کیا علی بن ابیطالب

علی بند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب — وصی مصطفےٰ حقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب — پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب

شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

شفیع روز میزان پردۂ بازار رسوائی — نسب دار علی با بہا و کنت مولائی
وصی و مہر دار مصطفےٰ معیار یکتائی — امین سر حق گنجینہ دار علت غائی

کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفےٰ ہی وہ — خدا کا بندہ ہی لیکن نصیری کا خدا ہی وہ
و اتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہی وہ — کہ اکملت لکم ہی تاجدار انما ہی وہ

قد جعل اللہ لکل شئ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بنیان یعنی

سنہ ۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

سنہ ۱۸۹۱ء

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید